

UNIVERSAL  
LIBRARY

OU\_224287

UNIVERSAL  
LIBRARY

# ریٹائرڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	قیمت
مسٹر زیان لندن	فنانہ لندن (۱۶ حصے)	منشی نیرتھ رام صاحب فیروز پوری	۲۲۴۸
سیکسٹرس	سوفن عشق	پنڈت بشیر ناتھ صاحب ببرد	۵۱۹
پوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۱۹۸
فاسٹ	فریب جن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰
مے ڈیلٹن	شکستہ دل	مسٹر پی ایم کمار	۱۳۶
لیلی باشارف منگریلیا	فنانہ الدین دہلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۹۲۶
بروز سٹیچو	عبث فرنگ	منشی رام زمان صاحب	۶۲۲
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گرجا سہاے صاحب بی۔اے	۱۴۸
عمر	عمر پاشا (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب بی۔اے	۵۰۳
سوچوس وائف	سپاہی کی دہن	ڈاکٹر لکشیدت صاحب عابر	۱۴۴
روز المبرٹ	روز المبرٹ (۲ حصے)	منشی جے نرن صاحب درہانتر کھنوی	۳۵۹
نیکر: منیسر	اسرار (۲ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۲
ویگز دی وہ ولف	ویگز و سنیتا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۲
ماسٹر ٹو تیز کی گیس	دھوکا یا طلسمی فانوس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱
کیسٹنڈ	پاداش محل (۵ حصے)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰
میری پرائیس	سرگزشت (۴ حصے)	منشی نواز علی صاحب	۱۱۱۰
الغرف	شاد و کام	منشی امجد حسین خان صاحب مرحوم	۲۱۰
لوزان دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی۔اے مرحوم	۲۱۰
ایگنس	شام جوانی (دو حصے)	منشی نوبت علی صاحب کھنوی	۶۰۰
فشرین	نیزنگ	سید احمد شاہ صاحب کھنوی	۹۵

لال برادرس ۶ - پارسنرز روڈ ٹونکھا - لاہور

ایس بی آر

سلطانی

# فسانہ لکڑن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

ایڈیٹر

رسالہ ترجمان لاہور

۱۹۲۱ء

لال برادرس پاپار سنز روڈ۔ ٹولکھا۔ لاہور



# فہرست مطالب

صفحہ	مضمون	باب
۲۲۳۶	دوسرا نظارہ	باب ۱۶۶
۲۲۵۲	مکان کا قصہ (۱)	باب ۱۶۶
۲۲۶۴	" " " (۲)	باب ۱۶۸

# فسانہ لئذک

اکیسویں جلد

باب ۱۷۹ بھوتوں والا مکان۔ دوسرا نظارہ

اس سوک کی رات کو جس کا ذکر پچھلے باب میں کیا جا چکا ہے۔۔ ایک گروہ منٹ ہوئے تھے۔ کہ مسٹر ماٹیر اس تنگ گلی میں داخل ہوئی جو بلیک ڈرائزر روڈ سے کالنگ وٹسٹرٹ کی طرف نکلتی ہے۔

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بہت غمزہ و فکر کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچ گئی تھی کہ جیک رلی کسی کام میں اپنے شریک کار سے بے وفائی کرنے والا آدمی نہیں ہے۔ مگر اس کے باوجود یہ کام جو اس نے ہاتھ میں لیا۔ اس کی نسبت بار بار اس کے جی میں یہی آتی تھی۔ کہ یہ جسدِ جلد ختم ہو جائے اچھا ہے۔ چنانچہ اس گلی میں چلتے ہوئے بار بار اس نے بلند آواز سے کہا ”خدا کرے یہ رات جلد ختم ہو اور دن نکلے۔ کئی مرتبہ اس کے جی میں آئی۔ کہ میں اس خطرناک مہم سے دست بردار ہو جاؤں۔ لیکن ہر بار جب وہ پلٹتی۔ کوئی نامعلوم ترغیب پھر اسے آگے قدم اٹھانے پر مجبور کرتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب ٹھیک وقت مقررہ پر جیک رلی اس سے ملا تو اسے اپنے دل میں جو حوصلہ محسوس ہوا۔ اس کی نسبت وہ یہ معلوم کرنے سے قاصر رہی۔ کہ اس کا موجب انتہائی اعتماد ہے

یاعدورجکی مایوسی۔

ڈاکٹر نے اس کا ماتہ بزور اپنے ماتہ میں لیتے ہوئے جسے ممکن ہے اسکا دوستی کا ثبوت سمجھا جائے۔ اگرچہ یہ ایک نہایت تکلیف دہ ثبوت تھا کہنے لگا۔ "میری بیٹی، مقررہ پر آگئی ہو میرا پہلے ہی یہ خیال تھا۔ کہ تم اس مقابلہ میں پیٹھ نہیں دکھاؤ گی۔ بلکہ ہر طرح تیار ہو کر آؤ گی۔"

آؤ میرے پیٹھ دکھانے کی وجہ بھی کیا ہو سکتی تھی؟ "سزنا ریٹرنے استقلال کے لیے میں کہا۔ "ڈٹریل باب پر قابو پانے کا تمہیں کامل اعتماد ہے، اور دوسرے بد معاش ٹارنر سے میں خود اچھی طرح نمپٹ لوں گی۔"

"تمہارے اس سے لڑنے کا نظارہ واقعی قابل دید ہو گا؟" ڈاکٹر نے کہا۔ "لیکن ان باتوں میں وقت صنایع کرنا فضول ہے۔ میں نے اس معاملہ میں جو تجویز سوچی ہے وہ یہ ہے۔ کہ ڈٹریل باب کا ایک جوان عورت مولی کیلورٹ سے تعلق ہے جسے عرف عام میں پگ فیٹڈ پال کہتے ہیں۔ یہ عورت اس کے مقام سکونت سے واقف ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتی ہے کہ بندہ دروازہ کھلوانے کے لیے کن اشاروں سے کام لینا چاہیے۔ اس کے علاوہ جب کبھی ڈٹریل باب عدم پتہ جو فوہ عورت خوراک کی چیزوں اور شراب کی بوتلوں کی ایک ٹوکری لیکر سیدھی اسی مقام پر جاتی ہے۔ جس کی نسبت اُسے معلوم ہے کہ باب ضرورت کے وقت وہاں چھپتا ہے۔ کیونکہ ایسے ٹوکروں پر وہ سمجھ لیتی ہے کہ ضرور کوئی خاص ہی واقعہ پیش آیا ہے جس کی وجہ سے یہ شخص عدم پتہ ہو گیا ہے۔ اب میری تجویز یہ ہے۔ کہ تم پگ فیٹڈ پال کا فرض ادا کرو۔"

"میں نے سمجھ لیا" سزنا ریٹرنے قطع کلام کر کے کہنے لگی۔ "تمہارا مطلب یہ ہے کہ میں پگ فیٹڈ پال کی طرح داخلہ کا اشارہ دوں اور مکان کے اندر داخل ہو جاؤں۔"

"ہاں میڈم یہی میری تجویز ہے۔" اس کے خوفناک رفیق نے کہا۔ "مگر داخل صرف تمہیں کو نہیں۔ ہم دونوں کو ہونا ہے۔ اور میں یہ بھی بتا دوں کہ اس سے پہلے جب کبھی میں کسی ایسے موقع پر مولی کیلورٹ کے ساتھ اس مقام پر گیا جہاں ڈٹریل باب چھپتا ہے۔ تو مولی ہمیشہ دروازہ کھلنے پر ڈٹریل باب سے کہہ دیا کرتی تھی کہ فکر نہ کرنا۔ اپنا ہی آدمی

ہے۔"

”تجزیہ جو تم نے سوچی بیشک بہت اچھی ہے“ مسز مارٹیر نے تسلیم کیا لیکن اس میں ایک نقص سے نرسن کو وہ عورت جن کا تم ذکر کرنے ہو ہم سے پہلے ڈریل باب کے پاس پنی ہو۔۔۔ اس صورت میں۔۔۔“

”واہ کبھی بھلی باتیں کر رہی ہے“ اس بد معاش نے جواب دیا۔ کیا تم جیک رلی کو آؤ کا پٹھا بگھتی ہو؟“ اور یہ کہتے ہوئے اسے اس قدر جوش آیا کہ مسز مارٹیر کو تارک بگلی میں اس کے پھلے ہوئے ہونٹ کے اندر سے پھاڑے کے ایسے مضبوط دانت چلنے نظر آئے۔ ”نہیں میڈم۔ مجھے اتنا بے وقوف نہ سمجھنا۔ میں آج صبح سے ہی جب تم سے خطت ہوا اس کام کی سرانجام دہی کے لئے تدا بیر عمل میں لانا رہا ہوں۔ چنانچہ سب پہلا کام جو میں نے کیا یہ تھا کہ سیدھا مولی کیلورٹ کے مکان پر گیا۔ اور اس کے لئے جن کی ایک بوتل منگوائی۔ وہ عمدت اس شراب کی بہت شائق ہے خصوصاً اس صورت میں کہ خچ کسی دوسرے کے ذمہ ہو۔ چنانچہ میری منگائی ہوئی بوتل میں سے اس نے خوب ہی پی۔ یہاں تک کہ جب میں سہ پہر کو اس سے رخصت ہوا تو اس کی حالت ایسی تھی کہ رات کے دو تین بجے تک چار پانی سے ہل نہ سکے گی۔ اگر اہل جاگے تو کہنا جیک رلی ایک سحت ہی بے وقوف شخص ہے اور وہ کسی کام کو منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتا!“

”میں تسلیم کرتی ہوں تم بڑے سمجھ دار اور دور اندیش ہو۔“ مسز مارٹیر نے خوش ماہانہ لہجہ میں کہا ”بہر حال تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تم نے اس عورت کی حالت ایسی کر دی۔ کہ وہ ہمارے معاملات میں دخل اندازی نہیں کر سکتی۔ اور اب میرا کام یہ ہے کہ اس کا روپ اختیار کر کے کسی طرح اس مکان میں داخل ہو جاؤں۔“

”یہ صرف روپ اختیار کرنے ہی کی ضرورت نہیں“ جیک رلی نے زوردار لہجہ میں کہا ”کیونکہ اگر ڈریل باب نے بازار کے لپ کی روشنی میں اتفاقاً قیود پر ذرا بھی تمہاری صورت دیکھی۔ تو وہ فوراً پہچان لیگا۔ تم باگ فینسڈ پال نہیں ہو، اس لئے ضرورت فقط روپ اختیار کرنے کی نہیں بلکہ ہوشیار سی اور چالاک کی بھی ہے۔“

”میں تمہارا مطلب بالکل نہیں سمجھی“ مسز مارٹیر نے تلخ لہجہ میں کہا ”جو کچھ بیان کرنا ہے تم سے مختصر طور پر لیکن صغالی کے ساتھ بیان کرو۔“

”یہ اس کی تشریح کئے دیتا ہوں۔“ جیک رلی نے کہا ”تو پہلا اشارہ اُس مکان

کو کھلوانے کا یہ ہے۔ کہ ٹرک سے چند کنکر اٹھا کر انہیں اس مکان کی ایک خاص گھرگی کی طرف پھینکا جائے۔ لیکن چونکہ بعض اوقات کوئی راہ رو اتنا تھوڑی طور پر بھی ایسی حرکت کر دیا ہے اس لئے لازم ہے کہ ایک ڈونٹ کے وقفہ کے بعد کنکریاں پھینکنے کا کار

عمل میں لائی جائے۔ اس کے چند سیکنڈ بس۔ ڈونٹ بیل باب صدر دروازہ کو در اسٹا کھولیں گا۔ زیادہ سے زیادہ کوئی پانچ کے قریب۔ اس وقت تمہارا کام یہ ہوگا۔ کہ پھرتی سے اسے کہو۔ میں ہوں۔ اور میرے ساتھ ڈاکٹر ہے۔ اس پر دروازہ اور زیادہ کھل جائیگا اور باب اس کے پیچھے چھپ کر کھڑا رہے گا۔ اس وقت تم نے فوراً منہ کھس جانا تھا۔ لے بیچے پیچھے میں بھی آجاؤں گا۔ چونکہ ڈیوڑھی میں اور باؤچی خانہ کی طرف جانے والے زینہ پر سخت تاریکی ہوگی۔ اس لئے وہ نہیں جائے گا۔ کہ تم سوئی کیلورٹ نہیں ہو۔ وہ اسی دھوکہ میں رہے گا۔ تم اس کی آشنا ہو۔ اندر داخل ہو کہ تم نے ڈیوڑھی میں سیدھے چلنے

جانا۔ جس کے بعد تم زینہ کے قریب پہنچ جاؤ گی۔ خبردار راستہ میں رکن نہیں۔ نہ یہ ظاہر ہو نہ دبا۔ کہ تم اس مکان سے پہلے کی واقف نہیں ہو۔ زینہ پر بڑی تیزی کے ساتھ اترنا۔ اس کے بعد تمہیں سامنے روشنی دکھائی دے گی۔ وہ باؤچی خانہ ہوگا۔ اور وہیں تارنکا موجود ہونا یقینی ہے اسے دیکھ کر فوراً لپٹ جانا اور اسے مضبوطی کے ساتھ قابو میں لے آنا۔ خبردار ایک منٹ بھی ضائع نہ ہو کیونکہ جس وقت تم اس کے سامنے پہنچو گی وہ تمہیں پہچان کر زور سے جرح مارے گا۔ اس کے بعد ہمارے درمیان ڈھائی چھ لہانا بھتی ہے۔ ڈونٹ بیل باب میرے عین پیچھے ہوگا۔ اور...

”اور تم اس وقت کہ میں ٹارنک سے لپٹ جاؤں۔ باب پر حملہ کر دو گے؟ مسز مارٹین نے اس قسم کے کینہ آمیز لہجہ میں کہا جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ اس خوفناک انتقام کے خیال سے بہت خوش ہو رہی ہے۔ جو وہ اپنے شوہر سے لینا چاہتی تھی۔

جیک رلی نے اس سوال کو نظر انداز کر لے ہوئے کہا۔ ”میڈم جو کام میں نے تمہارے سپرد کیا۔ اسے اگرم خوش اسلوبی سے پورا کر دو۔ تو باقی کی فکر نہیں۔ اسے میں خود پورا کروں گا۔ بتاؤ اب تیار ہو؟“

”ہائل“۔ عورت نے جواب دیا۔ ”تمہیں کس سمت چلنا ہے؟“

ڈاکٹر نے کہا۔ ”وہ مکان سیٹھ فورڈ سٹریٹ میں واقع ہے۔ میری رائے میں اچھا ہوگا“

کہ میں آگے چلوں تم ذرا فاصلہ دے کر پیچھے چلتی آؤ۔“

بہت جلد وہ پیچھے ہٹا اور ایک تنگ گلی کے راستے چلتا ہوا بلیک ڈرائیو سے ہو کر  
بے ٹریڈ سٹریٹ کی نکلوتک پہنچا۔ یہاں کھڑے ہو کر اس نے یہ معلوم کرنے کے لئے پیچھے کی  
طرف دیکھا۔ کہ سنسز مارٹیر آر ہی ہے؟ بازار میں جلتے ہوئے لمبوں کی روشنی میں وہ اسے چند  
قدم پیچھے آتی نظر آئی۔ اور اسی طرح سپرمارٹیر سٹریٹ میں بھی آسکے پیچھے پیچھے چلتی رہی۔  
وہاں اس نے مدعا ش نے جھگ کر فرش زین سے چند کنکریاں اٹھائیں۔ اور انہیں اس کے  
مکان کی ایک کھڑکی پر پھینکا۔ جو اس قطار میں تیسرا مکان تھا۔ اور جس کی نسبت پیشتر بیان  
کیا جا چکا ہے۔ کہ باقی دو مکانوں کی طرح نہایت تنگ حال تھا۔ چند قدم اور آگے چل کر  
اس نے پھر برسرِ کمر سے فقورٹے سنگریزے اٹھائے اور رک کر سنسز مارٹیر سے عین اس مکان  
کے سامنے ملا۔ جو منزل مقصود تھا۔ مکان کی کھڑکی پر دوبارہ کنکریوں کی بارش کی گئی اور اس  
کے بعد ڈاکٹر اور سنسز مارٹیر دونوں مکان کے صدر دروازے کے سامنے ٹھہر گئے۔ سنسز مارٹیر  
کو اس لئے آگے کر دیا گیا۔ کہ دروازہ کھلنے پر کوئی سوال پوچھا جائے۔ تو وہ اس کا جواب  
دے سکے۔

جیسا کہ امید کی گئی تھی۔ سنسز مارٹیر مکان کا صدر دروازہ دوپارے کے قریب کھلا۔ اور  
بڑھیا سنسز مارٹیر نے کسی جوان عورت کا ہوجا اختیار کر کے جلدی سے دہلی زبان میں کہا میں  
ہوں اور میرے ساتھ ڈاکٹر ہے۔ اس پر دروازہ اور زیادہ کھل گیا۔ اور ڈرائیو باب کو گاڑ  
کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔

سنسز مارٹیر جلدی سے اندر داخل ہو گئی۔ اس کے پیچھے پیچھے جیک رلی بھی گھس گیا  
ڈرائیو باب نے بڑی آہستگی سے دروازہ بند کیا اور رنجی لگا دی۔

پھر رلی گھوگر آواز میں وہ کہنے لگا۔ پالی ذرا سنبھل کے چلنا۔ سیرٹیویون پر اترنے  
کی جلدی کیوں کرتی ہو؟ باورچی خانہ کے دروازہ میں ایک چیز بڑھی ہے۔ ایسا نہ ہو تم  
مٹو کہ کھا کر گر جاؤ۔“

”کیوں باب وہ کیا چیز ہے؟ جیک رلی نے جلدی سے پوچھا۔ کیونکہ یہ جملہ سنتے ہی اس  
نے دل میں کچھ شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اور وہ ڈرنا تھا۔ کہیں یہی شبہ سنسز مارٹیر کے دل میں بھی  
انہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ اس کے زیر اثر اس کے منہ سے کلمہ استعجاب نکل جائے جس کی

وجہ سے سارا مذاق خاش ہو جائے۔

”کیا چیز ہے؟“ ڈریل باب نے اس انداز سے پنتے ہوئے کہا جو منہدم مکان کی تاریک دیوڑھی میں نہایت خوفناک معلوم ہوا۔ لاش ہے۔ میری رے میں پال نے تم سے کہہ دیا ہوگا کہ معاملہ کیا ہے۔ کیونکہ وہی تمہیں ساتھ لے کر آئی ہے۔ اور اگرچہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اُسے نہیں اس معاملہ سے خبردار کرنے کا کیا حق حاصل تھا۔ تاہم اب کہ تم آگے آئے ہو مجھے اس کا افسوس بھی نہیں۔ کیونکہ تم سے مجھے اس لاش کے دبانے میں تو مدد مل جائے گی۔ اور میں تمہاری بات پر باقی مدد حصہ دار تصور کروں گا۔“

اب سنر مارٹیر کو بھی یقین ہو گیا۔ کہ میرے شوہر مارنر کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ایک ناقابل بیان خوف اس پر طاری ہو گیا۔ کیونکہ اس نے محسوس کیا۔ کہ میں دو حملہ بد معاشوں کے گھنٹیا میں بالکل بے بس ہوں۔ ان میں سے ایک نے اگر میرے شوہر کو قتل کر دیا ہے۔ تو کیا عجب دوسرا میرا قصہ پاک کر دے

اُسے ایک قسم کی بے ہوشی طاری ہوتی محسوس ہوئی۔ اور وہ لڑکھڑاکر سہارنے کے لئے دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ یکا یک جیک رلی نے ڈریل باب کے آخری الفاظ کے جواب میں کہہ پال نے مجھے تمہارے کسی معاملہ کی نسبت بالکل خبردار نہیں کیا۔ وہ اس طرف کو آ رہی تھی۔ کہ میں اتفاقی طور پر مل گیا۔ اور میں نے سمجھ لیا وہ یہیں کو آ رہی ہے۔ اُس کے بعد میں زبردستی اُس کے ساتھ چلتا آیا۔ کیونکہ میں نے سمجھا تکلیف کے وقت تمہیں ایک پرانے دوست سے ملکر ضرور خوشی حاصل ہوگی۔“

ان الفاظ سے سنر مارٹیر کی دل چاہی ہو گئی۔ اور اس نے جان لیا۔ کہ ان کا کہا جانا بے مطلب نہیں۔ وہ سمجھ گئی۔ کہ جیک رلی کا مقصد کسی طرح ڈریل باب کو باتوں میں لگا کر سچی منزل تک لے جانے کا ہے۔ اور یہ وہیں جا کر اس پر حملہ کرے گا۔ اور ان بجال کے واسطے ٹھوٹی ہوئی وہ اس مقام تک پہنچی۔ جہاں زمینہ ختم ہوتا تھا۔ اور اسی جگہ اُسے اپنے سامنے باورچی خانہ کی جھلملاتی روشنی میں کرہ کے اندر اپنے شوہر کی بدصورت لاش نظر آئی۔

اس نظارہ کو دیکھ کر خون اس کی رگوں میں سمجھ ہو گیا۔ کیونکہ گواہ سے مارنر سے

نقہ اودہ خود اس سے نہایت خوفناک انتقام لینا چاہتی تھی۔ گواہ سے اُس رشتہ

انتہا درجہ کو ہمت تھی۔ جہاں دونوں کو وابستہ کرنے والا تھا۔ تاہم اس وقت اسے اپنے ساتھ  
 ایک بے بس لاش رکھنا اس کا بدن بھی تھرا گیا۔

جہاں توں کر کے ہمت بحال رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے لاش کے پاس سے تیزی سے  
 گذر کر وہ اس خوفناک باورچی خانہ میں داخل ہوئی۔ جو ہر لحاظ سے وٹریل باب جیسے بدعاش  
 کا نہایت مزین مسکن تھا۔ اور جہاں اس قسم کی وارداتیں ہونا ایک قدرتی امر سمجھا جا  
 سکتا تھا جیسی ہی اس رات وہاں ہوئی۔

کمرہ کے وسط میں پہنچ کر وہ ٹک گئی۔ اور اب پوری توجہ سے سے کان لگا کر سننے لگی۔  
 جیک رلی زینہ کے آخری حصہ تک پہنچ چکا تھا۔ اور وٹریل باب ابھی اترنے لگا تھا۔  
 اول الذکر اس مقام پر ٹک کر جو زینہ اور باورچی خانہ کی وہلیز کے درمیان واقع تھا کہنے  
 لگا۔ ”بے شک یہ لاش پڑی ہے۔ مگر باب اس شخص نے تمہارا لیا بگاڑا تھا؟ اور یہ واقعہ  
 کیونکر پیش آیا؟“

وہ بولا۔ ”پھر جاؤ۔ میں تمہیں سارا حال بتاتا ہوں۔ مجھے امید ہے۔ پال کھلنے کے  
 لئے کافی چیزیں لائی ہوگی۔ رکارڈ بار کی مصروفیت میں بھوک تو بہر حال نائل نہیں ہو جاتی۔“  
 ”بے شک اس کے پاس ایک ٹوکری ہے۔“ جیک رلی نے کہا۔

اب وٹریل باب بھی سیڑھیوں سے اتر کر نیچے پہنچ گیا تھا۔ یہ ایک ڈاکٹر نے کسی حتمی  
 زندہ کی طرح جست کر کے اس پر حملہ کیا۔ اور اس کی وجہ سے باب وہیں زینہ پر گر پڑا۔  
 ”آف اے ہارڈی!“ اس نے جوش میں بھر کر کہا۔ اور اس وقت اس کی آواز گزندہ کی  
 دہی ہوئی گون سے مشابہ تھی جسے اس کے محافظ نے تنگ کیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی دونوں  
 ایک دوسرے سے گھٹم گھٹا ہو گئے۔ اور ان میں خوفناک جدوجہد شروع ہو گئی۔

سنہرا ڈاکٹر کا دل اس کے پہلو میں سمیٹ گیا۔ وہ خوب سمجھتی تھی۔ کہ اگر اس جدوجہد میں میرا  
 ساتھی مارا گیا۔ تو میرے بچاؤ کی قطعاً امید نہیں۔ لہذا بھر کے لئے وہ اسی مقام پر کھڑی رہی  
 اس جہد و جہد کی آواز اس کے کانوں تک پہنچتی تھی۔ مگر نظارہ کسے دکھائی نہیں دیتا تھا۔  
 محض خیال آیا۔ کہ میں کیوں اپنے رفیق کو مدد نہ دوں۔ آپس میں خود آپس نے شال کے نیچے

سے لپٹی ہوئی رسی نکال کر جسے وہ ڈاکٹر کو بانہ حصے کے لئے لٹا دے۔ آئی تھی وہ اس مقام  
 کی طرف دوڑی جہاں ان دونوں کو شخصوں میں کشتی ہو رہی تھی۔

روشنی کی وہ ہلکی سی شعاع جو اس مقام تک پہنچتی تھی اس پر یہ واضح کرنے کے لئے کافی تھی۔ کہ وٹریل باب اپنے مخالف پر غالب ہے، اس وقت وہ اس کے اوپر چڑھتا ہوا تھا۔ اور جبکہ رلی اس کے نیچے دبا ہوا زور سے جدوجہد کر رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ وٹریل باب کی طاقت کا صحیح اندازہ کرنے میں اس سے بھاری غلطی ہوئی۔ کشتی کرتے ہوئے دونوں بد معاش رہ رہ کر جے لفظوں میں ایک دوسرے کو نکالیاں دے اور بڑا جھلا کہہ رہے تھے معاملات کی یہ حالت تھی کہ مسز مارٹین نے جو خطرہ کے احساس سے سنبھل چکی تھی۔ موقعہ پر پہنچ کر رستی کا پھندا بنا کے وٹریل باب کی گردن میں ڈال دیا۔ اور اسے زور سے کھینچا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے رفیق کی حوصلہ افزائی کے لئے کسی قدر بلند آواز میں کہنے لگی۔ "رلی ہمت نہ ہارنا۔ اور اسے مضبوط پکڑے رکھنا۔ زخیر دار اپنی گرفت کو دھکیلا نہ کرنا۔"

وٹریل باب نے جن وقت اپنی گردن میں رستی لپٹی محسوس کی اور اس عورت کو صحیح چہرے میں بولتے سنا۔ "توچلا کر کہنے لگا۔" تم دونو کا ستیا ناس ہو۔" اور پھر اس نے پہلے دشمن کو چھوڑ کرنے پر حملہ آور ہونے کے لئے پیچھے کی طرف مڑنے کی کوشش کی۔ مگر عورت نے رستی کو اس مضبوطی سے پکڑا اور کھینچا کہ اس کا دم بند ہونے لگا۔ اسے بیوقوفی طاری ہوتی محسوس ہوئی۔ اتنے میں جبکہ رلی جسے وہ چھوڑ چکا تھا اٹھ کر سنبھل گیا۔ اپنا ایک زانو وٹریل باب کے سینہ پر رکھ کر اسے زور سے دبانے ہوئے اور اس کی کلاہوں کو اپنے مضبوط آہنی ہاتھوں میں پکڑ کر وہ مسز مارٹین سے کہنے لگا۔ "تم اس کی ٹانگیں باندھ دو۔ پھر ہمیں کسی طرح کا ڈر نہیں ہے۔" پھر وٹریل باب سے مخاطب ہو کر جس کی آنکھیں نیم تاریکی میں بھی بڑی تیزی سے چمکتی تھیں وہ کہنے لگا۔ "تمہاری سلامتی اسی میں ہے کہ نہ ملو۔ ورنہ یقیناً تمہارا دم بند ہو جائیگا۔ اب مقابلہ کرنا بے سود ہے۔ تم میرے اختیار میں ہو۔ اور اگر تمہاری طرف سے مزید مخالفت کی ضرورت پیش آئی۔ تو مجھے اپنا شکاری چاقو تمہارے حلق پر پھیر دینے میں تامل نہ ہوگا۔" اگرچہ پرانی دوستی کا خیال رکھتے ہوئے مجھے اس کا افسوس ضرور ہوگا۔"

تیکن... لیکن جبکہ کیا بات ہے... اور میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا۔ کہ تم

مجھ سے یہ سلوک کر رہے ہو؟ وٹریل باب نے کہا جس کا گھاسنزار میجر کے پھندے میں چھپنا  
 ہوا تھا۔ اور اس کے دوسرے سرے سے اس بڑھیا نے غیر معمولی پھرتی سے اس کے  
 نظنے اور پاؤں پانڈھ دیے تھے۔ کیونکہ رلی کی دھمکیوں کے بعد وٹریل باب نے زیادہ  
 مزاحمت کرنا بے سود سمجھا تھا۔

”جو کچھ تم نے بگاڑا وہ میں ابھی تم سے بیان کر دوں گا“ ڈاکٹر نے اس کے جواب  
 میں کہا۔ اب جبکہ تمہاری مشکلیں کس دی گئی ہیں۔ تم زیادہ خطرناک نہیں ہو۔ لیکن  
 احتیاطاً مجھے بازو بھی پانڈھ لینے دو۔ اس کے بعد جو کچھ مجھے کہنا ہے۔ کہو گا۔  
 میڈم ادھر کو آنا اپنا ہاتھ میرے کوٹ کی دائیں جیب میں ڈال کے تم رستی نکال لو۔  
 بس ٹھیک ہے۔ دیکھو باب بلو نہیں۔ ایسا نہ ہو۔ میں تمہیں نقصان پہنچا  
 بیٹھوں“

اس کے بعد جیک مل نے اپنے مخلوب دشمن کی کلایاں پانڈھنی شروع کیں۔ اور ہر  
 اس سے فارغ ہو کر کہنے لگا۔ ”آؤ اب میں تمہیں اٹھا کر باورچی خانہ میں لے چلوں۔ اگر  
 وہاں براہی موجود ہے تو میں تمہیں گروہ غبار کا ذائقہ دور کرنے کے لئے اس کے چہرے  
 گھونٹ دیتا ہوں۔“

یہ کہہ کر جیک رلی نے وٹریل باب کو بازوؤں پر اٹھالیا۔ اور اسے باورچی خانہ  
 میں لے چلا۔ وہاں جا کر اسے اس نے ایک کرسی پر رکھا۔ اور وٹریل باب نے اب  
 اول مرتبہ یہ بات معلوم کی۔ کہ یہ عورت وہی ہے جس کا روپیہ میں نے مارنے کے ساتھ  
 بل کر آڑا تھا۔

میز پر رکھی ہوئی بوتل میں کافی شراب موجود تھی۔ اس کا ایک گلاس چڑک کے اس  
 نے وٹریل باب کے منہ سے لگایا۔ اور وہ اسے حریفانہ انداز سے پی گیا۔ کیونکہ کشتی ٹرنے  
 اور اس کے بعد رسی سے دم گھٹنے کے باعث نیز گرد و غبار کے اٹنے سے اس کا گلہانگ  
 ہو چکا تھا۔ مسنزار میجر کی طرف مخاطب ہو کر جو ذہنی اور بدنی تکان کے باعث دوسری کرسی  
 پر بیٹھ گئی تھی۔ ڈاکٹر کہنے لگا۔ ”میری اچھی بی۔ تم بھی تو اس میں تھوڑا حصہ لو۔“ اور  
 اس کے بعد ایک ایسے لہجہ میں جو عمر رسیدہ عورت کے لئے کافی تسلی بخش تھا وہ کہنے  
 لگا۔ ”میڈم تم نے میری جان بچائی ہے۔ پہلے تمہاری نسبت میرا دادہ کچھ بھی جو بہر

حال اب میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ تم سے میرا سلوک نہایت مسفحانہ ہوگا۔ لیکن پہلے تم کچھ سو توہی۔

سنسز مارٹیر یہ فقرہ سن کر بہت خوش ہوئی۔ اور اس کے خوفناک جھڑی دار چہرہ پر مسکراہٹ کے آثار نمودار ہو گئے۔ جیک رلی کو اس کی صورت دیکھ کر بہت حیرت ہوئی۔ کیونکہ اس وقت اس نے وہ اس چرخے سے مشابہ نظر آئی جو پیٹ بھر کھانے کے بعد بہت خوش ہو۔ اس کی خوشی یہ دیکھ کر دوبالا ہو گئی۔ کہ بڑھیا نے تیز شراب کا کلاس ایک ہی بار منہ سے لگا کے ختم کر دیا۔ اس کے بعد وہی کلاس برانڈی سے پر کر کے جیک رلی نے پیا۔ اور پھر اسے میز پر رکھ کر وہ کہنے لگا۔ اب ہمیں کاروبار کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ باب پہلے تم یہ بتاؤ۔ وہ روپیہ کہاں ہے؟ اور یہ کہتے ہوئے اس نے اس بے بس لیکن خوفناک بد معاش کی طرف دیکھا جو کرسی پر چپ چاپ بیٹھا تھا۔ لیکن جس کا چہرہ فرط غضب سے لال ہوا تھا۔

”جیک میں امید کرتا ہوں۔ تم اس میں سے میرا حصہ نذر نکال لو گے“ اس نے مصفا

آہستہ آہستہ کہا۔

”تمہارا حصہ“ ڈاکٹر نے اپنے ہاتھ و ٹریل باب کی دونوں جیبوں میں ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ ”جس میں اس سے ایک نصف پنس کا سکہ بھی نہیں دوں گا۔۔۔ آہ! اس جیب میں روپیہ موجود ہے اور اس میں شک نہیں پارسل خاصہ زندگی ہے۔“ پھر اس نے ڈریل باب کی جیب سے بھورے کاغذ میں لپٹا ہوا نقدی کا پارسل نکال کر اسے سنسز مارٹیر کی طرف پھینکے ہوئے کہا۔ ”میدم تم اسے گن کر سادی حصے کر لو۔ اور سالی رکھو میرا روپیہ کی تقسیم میں تم سے پوری دیانت داری کا سلوک کرونگا۔ البتہ اس کے بعد اگر تم اس انتظام کو پسند کرو۔ تو ہم دونوں اپنا روپیہ ملا کر سیاں بیوی کی زندگی بسر کریں گے۔ یعنی میرا نام جیک رلی ہوگا۔ اور تمہارا سنسز رلی۔“

گراں طویل فقرہ کا آخری حصہ سنسز مارٹیر نے بالکل نہیں سنا۔ کیونکہ جس وقت بھورے کاغذ کا وزنا پارسل اس کے ہاتھ آیا تو اس کی پوری توجہ اس کی دیکھ بھال میں لگ گئی۔ اس نے اسے میز پر رکھ کر کھولا۔ اور موم پٹی کی جھلملاتی روشنی میں بڑی احتیاط سے پونڈوں کو گنا اور میلے پچھلے نوٹوں کو خوب اٹل پلٹ کر دیکھا جس کے بعد کہنے لگی۔

”اس روپیہ میں صرف ایک پونڈ کم ہے جس کی نسبت میرا خیال ہے کہ ان بد معاشوں نے بھنا کر صرف کر لیا ہوگا۔ لو سٹر پلی یہ تمہارا حصہ ہے۔ اور میں اس قیمتی امداد کے لئے تمہارا شکر یہ ادا کرتی ہوں۔“

”بھنا اس روپیہ کو حاصل کر کے تمہارے چہرہ پر وہ رونق آگئی ہے۔ کہ میرے خیال میں تمہارے برابر خوب صورت، یعنی کبھی کسی کے دیکھنے میں نہ آئی ہوگی۔“ ڈاکٹر نے کہا۔ اور اگر میرے پاس گنجائش ہوتی۔ تو میں اپنا حصہ بھی محض یہ دیکھنے کے لئے تمہارے حوالہ کر دیتا کہ تم اسے پا کر کتنی خوش ہوتی ہو۔ لیکن کیا عجیب تم اب بھی اپنی قسمت مجھ سے وابستہ کرنا منظور کر لو۔“

یہ کہتے ہوئے اس بد معاش نے اپنا حصہ جیب میں ڈال لیا۔ اور اس بارہ میں مسز مارٹین نے بھی اس کی تقلید کی۔ اس ہر حصہ میں ڈٹریل باب کے چہرہ پر خوفناک تندی کے آثار نمودار رہے۔ صاف ظاہر تھا کہ اگر وہ کسی طرح کسی سے اٹھ سکتا۔ تو فخر غضب سے اس کے بدن میں اس قدر توانائی آجاتی۔ کہ فریق ثنائی کو لینے کے دینے پر بجاتے۔ لیکن وہ اس وقت بے بس اور بے کس تھا۔ اور اپنی اس بے بسی کا احساس اس کے دل میں اپنے کامیاب دشمنوں کے خلاف انتہائی نفرت اور نہایت خوفناک انتقام کی خواہش پیدا کر رہا تھا۔ جس کے اثرات اس کے چہرے کو معمول سے زیادہ خوفناک بناتے تھے۔

”سونا باب“ جیکٹ لی نے اس کی طرف مڑتے ہوئے کہا ”اب میں تمہیں بتانا ہوں کہ میں نے تم سے یہ سلوک کس لئے کیا۔ اس سے تمہیں یقین ہو جائے گا۔ کہ میں نے جو کچھ کیا۔ تم واقعی اس کے مستحق تھے۔ کیونکہ یہ دراصل اولے کا بلا ہے۔ تمہیں اس نقبانی کا واقعہ یاد ہے جو ہم نے سیکھ میں کی تھی؟ اس موقعہ پر تمہیں ایک دراز میں ۱۲۰ پونڈ کی پھیلی ملی۔ اور تم نے صرف مجھے اس کا حصہ دار نہ بنایا۔ بلکہ مجھ سے اس واقعہ کا ذکر تک نہیں کیا۔“

”یہ جھوٹ ہے... سفید جھوٹ ہے!“ اس بد معاش نے بڑے جوش میں بھر کر کہا۔ پھر کہنا کہ جھوٹ ہے!“ ڈاکٹر غضب میں بھر کر کہنے لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا پٹھا ہوا ہونٹ غصہ کی وجہ سے سپید اور رخسار کا سرخ داغ قرقری رنگ کا ہو گیا۔

اب کی مرتبہ تم نے یہ الفاظ کہے تو یقین جانو میں تمہاری گردن ایک کان سے دوسرے تک سراسر کاٹ دوں گا۔ سوچو تو سہی میں اس واقعہ کو کیونکر اختراع کر سکتا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے اخباروں میں اس چوری کی نسبت ایک اشتہار دیکھا جس میں لکھا تھا۔ کہ باقی سامان کے علاوہ ۱۲۰ پونڈ کی ایک بھیلی بھی دراز سے گم پائی گئی۔ اور یہ بات مجھے اچھی طرح معلوم تھی۔ کہ چوری کرتے وقت اس دراز کی دیکھ بھال تمہیں نے کی تھی۔ میں نے اس وقت تمہیں اس واقعہ سے خبردار کرنا ضروری نہیں سمجھا بلکہ یہ فیصلہ کیا۔ کہ اس کا بدلہ تم سے کسی خاص موقعہ پر لوں گا۔ وہ موقعہ آج مل گیا۔ اور میں تمہیں جتائے دیتا ہوں کہ اگر تم اس موقعہ پر ایک ۶۰ پونڈ کی حقیر رقم کے لئے مجھ سے دھوکہ بازی نہ کرتے۔ تو آج ہزاروں سے لاکھ نہ دھونے پڑتے۔“

”فرض کرو ایسا ہی ہوا جیسا تم بیان کرتے ہو۔“ ڈریل باب جلیانہ لہجہ اختیار کر کے کہنے لگا۔ مگر اس کے باوجود جو کچھ آج تم نے مجھ سے کیا کیا وہ ضرورت سے بہت زیادہ نہیں ہے؟ کیا انصاف کا یہ تقاضا نہیں کہ تم اس روپیہ کی تقسیم میں مجھے بھی حصہ دار سمجھو؟ اس طرح برہاری دوستی میں فرق نہیں آئے گا۔“

”اس روپیہ میں سے تو میں ایک پائی تک نہیں دینے کا۔“ ڈاکٹر نے کہا۔ اور اس بوڑھی خاتون کی نسبت بھی مجھے یقین ہے۔ کہ وہ تمہیں اپنے روپیہ کا حصہ دار بنا نامنظور نہ کرے گی۔ رہا ہمارے دوست بنے رہنے کا سوال۔ اس کی مجھے پرانا نہیں کہ ہم دوست نہیں یا اسی طرح دشمن رہیں۔ اس کے علاوہ باب اس نے نہایت موثر لہجہ میں کہا۔ جن میں اس کے معمولی ادنیٰ مذاق کا شائبہ تک نہ تھا۔ ”اس کے علاوہ دشمن بننے سے تمہیں نقصان سراسر تمہارا ہے۔ میرا کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ تم نے آج رات ایک ایسا فعل کیا ہے جس کی اگر کسی کو اطلاع ہوگئی تو تمہارا اچھانسی پانا یقینی ہے۔“

یہ سن کر ڈریل باب کے چہرہ پر موت کی سی زردی چھا گئی۔ اور وہ غصہ اور خوف کی وجہ سے کرسی پر پریچ دبا کر کھلنے لگا۔

”میری بوڑھی بلی۔“ ڈاکٹر نے مسز ڈاکٹر کی طرف رخ کر کے کہا۔ میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ آج تمہیں ڈریل باب کو اسکی انتہائی خوفناک صورت میں دیکھنے کا موقعہ ملیگا۔ اب دیکھ لو ہم دونوں زیادہ بد صورت کون ہے۔ وہ یا میں۔“

یہ کہتے ہوئے اس نے ایک ایسے خوفناک انداز سے دانت نکالے اور اس کا پھٹا ہوا  
ہونٹ اس طرح پھیلا کہ مسز ماٹیر اسکی صورت کو اتہائی بدنامی میں دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی۔

معلوم ہوتا ہے تم اس معاملہ میں کسی رائے کا اظہار نہیں کرنا چاہتی ہو، جیک رلی  
نے سنتے ہوئے کہا: "شاید اس لئے کہ تم سمجھتی ہو ہم دو نو میں زیادہ بد صورت میں ہوں  
اور یہ کہہ کر نہیں میری ولاناری منظور نہیں۔ لیکن میڈم۔ میرا خیال تمہاری رائے سے  
بالکل مختلف ہے میں سمجھتا ہوں۔ کہ انتہا درجہ کی بد صورتی جو لوگوں کے دلوں میں خوف اور  
نفرت کا احساس پیدا کر دے۔ قابل مذمت نہیں۔ بلکہ موجب فخر ہے، تم کسی بد صورتی  
کا تو میں اس درجہ مداح ہوں کہ جتنا زیادہ کوئی شخص بد صورت ہو۔ اسی قدر زیادہ میں

تم سے پسند کرتا ہوں۔ شاید تم اسے عجیب سمجھو۔ بہر حال یہ امر واقعہ ہے۔ اور اسی اصول پر  
اگر تم رضا مندی ظاہر کرو تو میں کل ہی تم سے شادی کرنے کو آمادہ ہوں۔ لیکن اگر تم آج  
ہی اس سوال کا فیصلہ کرنے کو تیار نہیں ہو۔ تو پھر سہی۔ میری جان۔ اس میں کچھ ایسی  
جلدی نہیں ہے۔۔۔ اور معاف کرنا میں اس قدر بے تکلفی سے کام لے رہا ہوں۔ لیکن  
بے تکلفی میری عادت میں داخل ہے، پھر ذرا دیر ٹھیکر وہ کہنے لگا۔ اب میں تمہیں بتانا  
ہوں کہ اصل میں میرا ارادہ یہ تھا کہ تمہیں اس روپیہ میں سے ایک پائی بھی نہیں دوں لگا۔  
اور اسکی بازیابی میں تم سے مدد لیکر بعد ازاں سارے پر خود ہی قبضہ کر لوں گا۔ کیونکہ آخر تم ایک

اجنبی عورت ہو۔ اور ہم لوگ صرف ان سے وعدہ وفائی فرض سمجھتے ہیں جو ہمارے دوست  
اور ہم پیشہ ہوں۔ لیکن جس وقت تم نے ذرا دیر پیشتر ایک خطرناک جدوجہد میں مجھے  
مدد دی تو معاملہ کی صورت بدل گئی۔ تم نے میری جان بچائی ہے، اور یہ ہرگز ممکن نہیں  
کہ میں گم پرور اسی آئینہ بھی آنے دوں۔ پس تم چاہو تو فوراً یہاں سے جا سکتی ہو۔ لیکن  
اگر تم چند گھنٹے اور یہاں ٹھیکرنا منظور کرو۔ تو میں سمجھوں گا تمہیں مجھ پر کامل اعتماد ہے۔ اور  
میں اس کی وجہ بھی تمہارے سامنے ظاہر کر دوں گا۔"

"ہاں تم کوئی معقول وجہ بیان کرو۔ تو مجھے ٹھیکرنے میں اعتراض نہ ہوگا۔" مسز ماٹیر  
نے کہا۔ جو اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھتی تھی۔ کہ اپنے مصالحتانہ انداز کے باوجود یہ شخص  
اگر چاہے تو جو کچھ بطور رعایت طلب کرتا ہے۔ اسے زبردستی منوا سکتا ہے۔

"میں بتاتا ہوں، جیک رلی نے جواب دیا۔ اور اس کے بعد وٹیل باب کی طرف

دیکھ کر وہ کہنے لگا: "میرا دوست اس وقت تک یہاں اسی حالت میں رہے گا۔ مجھے کہ میں جا کر پگ فیٹڈ ہال کو بھیجوں۔ اور وہ اسے رہا کرے۔ کیونکہ اگر ہم نے اس کی ریتیاں کھول دیں تو پھر رطائی شرفیق ہو جائے گی۔ جس کی مجھے خواہش نہیں۔ پس اس کام کو لہ عورت ہی بہتر کر سکے گی۔ لیکن چونکہ تیر دست اپنی چار پائی پر بے ہوش پڑی ہے۔۔۔"

وٹرل باب کے منہ سے اس قسم کی آواز نکلی۔ جیسے کسی وحشی درندہ کے فرارنے سے

پیدا ہوتی ہے۔

چونکہ وہ سردست اپنی چار پائی پر بے ہوش پڑی ہے۔ لاجیک رہی نے ہنستے ہوئے اسی فقرہ کو دہرا کر کہا: "اس لئے وہ ہمارے دوست کی رٹائی کا کام قریباً دن نکلنے کے وقت سے پہلے نہ کر سکے گی۔ اور اتنا عرصہ اس غریب کو اچھکے تھا اس طرح پر جھکا اور بندھا ہوا چھوڑنا مجھے پسند نہیں۔ مجھے اس کے مر جانے کا تو اندیشہ نہیں لیکن ممکن ہے وہ کسی سے اونٹ سے منہ فرسٹ پر گر جائے اور وہاں سے ہل نہ سکے۔ کیونکہ اس شخص کے لئے جو اس مصیبتوں سے کسا ہوا ہو جیسے ہمارا دوست ہے۔ ہلنا بھی ایک نہایت دشوار کام ہے۔ پس میرا اس کے پاس ٹھیکرنا ضروری ہے۔ اور میں چند گھنٹے یہاں ٹھیکروں گا لیکن اس مقابلہ کے بعد جو ہم دونوں ذرا دیر پیشتر ہوا تھا۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ہم دونوں میں سے کسی کو، و سر کے کی صحبت پسند نہیں ہو سکتی۔ پس یہی وجہ ہے کہ میں تم سے تھوڑی دیر اور یہاں ٹھیکرنا کی درخواست کرتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ تم کوئی دیکھنے تک یہاں ٹھیکرنا ہے۔ اتنے میں پال کیلورڈ کا کھانا کھا لے گا۔ اور میں اسے یہاں بھیجوں گا۔ کہ وہ اپنے دلدار کی ریتیاں کاٹ لے۔"

تہمت اچھا۔ ان حالات میں میں دو بجے تک یہاں ٹھیکرنا منظور کرتی ہوں۔ مسز مارٹین نے کہا: "لیکن۔۔۔"

اور یہ کہتے ہوئے اس نے پتلی نظر سے دروازہ کی طرف دیکھا۔

"آہ! میں سمجھ گیا۔" بیک رنی نے جلدی سے کہا: "میری بلی کو اس لاش کی بو بڑگی سے خوف ہے۔ چند اتم زمانہ طبابت میں میری بیوی نہ نکلیں۔ ورنہ ایسی چیزوں کی بو بڑگی طرح ہو جائے گی۔ اور انہیں مردہ فروٹوں سے مھانی کر سکتی ہیں۔ اور انہیں ہوتی۔ لیکن ان باتوں کا تعلق صرف عادت سے ہوتا ہے۔ اور اگر اس پلندہ کو مٹا دینے سے ہی تمہارا

دل خوش ہو سکتا ہے۔ تو بچے اسے ایک طرف ڈال دینے میں انکا نہیں۔ میں اسے باورچی خانہ کے دوسرے حصہ میں رکھے دیتا ہوں۔ کل اسے ہمارا دوست باب اطمینان سے دفن کرو گیا۔ یہ الفاظ اس لاپرواہی اور سب سے بے تکلفی سے کہہ کر جو اس کی عادت کا حصہ تھی ڈاکٹر اس پیپ سے اٹھا۔ جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ اور ایک ہاتھ میں سٹیج لیکر دوسرے سے لاش کو باورچی خانہ کے عقبی حصہ میں ڈالنے چلا۔

سٹیج کے نہ ہونے سے کمرہ میں تاریکی پھیل گئی۔ اور سنز مارٹیر اور وٹریل باب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے۔ ہر چند کہ اول الذکر کو معلوم تھا۔ کہ وہ خوفناک شخص جو اس کے شوہر کا قاتل تھا۔ بڑی مضبوطی سے بندھا ہوا ہے۔ تاہم یہ سوچ کر اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ کہ اگر وہ اندھیرے میں رستیاں کھولنے میں کامیاب ہو جائے۔ تو میرا کیا حال ہو۔ یہ خیال اس کے دل میں ہی تھا۔ کہ ایک آواز اس قسم کی خوفناک تاریکی میں سانپ کی پھٹکار ہوتی ہے اس کے کانوں میں پہنچی۔

ٹائیڈم . . . سنز مارٹیر . . . میری رستیاں کھولو اور جو کچھ بد معاش رلی سے مجھے ملیگا۔ اس کا نصف میں تمہیں دے دوں گا۔ یہ الفاظ تھے۔ جو قاتل نے التجائی انداز سے اس سے مخاطب ہو کر بات کی تھی۔

یہ فقرہ اس عورت کو اس قدر حیرت زدہ کرنے والا تھا۔ کہ وہ دفعتاً اس کا کچھ جواب نہ دے سکی۔ اور اس کے لمحہ بھر بعد روشنی چھر نمودار ہو گئی۔

اس روشنی میں اس نے وٹریل باب کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس پر غصہ۔ مایوسی اور کینہ کے خوفناک آثار موجود ہیں۔ سنز مارٹیر نے یہ دیکھ کر دوسری جانب کو منہ پھیر لیا۔ اور اس نے اس غدارانہ تجویز کا جو رلی کی عدم موجودگی میں اس کے روبرو پیش کی گئی تھی اس سے ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا۔

جیک رلی نے دوبارہ پیپ پر بیٹھے ہوئے کہا۔ میں لاش کو باورچی خانہ کے عقبی حصہ میں ڈال آیا۔ اور پھر جنڈنٹ ٹائل کے بعد وہ کہنے لگا۔ قتل کی یہ دوسری واردات ہے۔ جو اس مکان میں ہوئی ہے۔

دوسری؟ سنز مارٹیر نے متعجب ہو کر کہا۔

ہاں۔ دوسری۔ رلی نے جواب دیا۔ شاید تمہیں معلوم نہیں۔ یہ تینوں مکانات کن

حالات میں غیر آباد ہوئے۔ اور کس لئے یہ بات مشہور ہوئی۔ کہ ان میں بھوت رہتا ہے۔  
 نہیں۔ میں نے یہ نوکر نہیں سنا، پورھی عورت نے جواب دیا۔ اور اس کے انداز  
 سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اس بارہ میں تفصیلی حالات جاننے کی خواہشمند ہے۔  
 ڈاکٹر بولا۔ قصہ بہت طویل ہے۔ لیکن ابھی ساٹھے گیارہ بچے ہیں۔ اور فیصلہ کے مطابق  
 ہمیں اسی جگہ ڈھائی گھنٹے اور بسر کرنے ہیں۔ اس لئے تم چاہو تو میں وہ قصہ تمہیں سنا دوں  
 میرے دوست باب نے اس کی کیفیت بار بار سنی ہے۔ لیکن اس کے باوجود واقعہ اس قدر  
 دلچسپ ہے۔ کہ اُسے پھر ایک بار کہنے میں عذر نہ ہوگا۔  
 اتنا کہہ کر جیک لئی نے چند منٹ ٹال لیا۔ اور پھر وہ اس داستان کو اپنے خاص انداز  
 میں جس میں گونار نہ تراق ادب نے لکھنی کا عنصر غالب تھا۔ بیان کرنے لگا۔ لیکن ہمارے  
 نزدیک چونکہ وہ طرز بیان ایک ایسے اہم واقعہ کے مناسب حال نہیں ہے۔ اس لئے  
 ہم اسے اپنے لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔

## باب ۷۷۱ بھوتوں والے مکان کا قصہ

کچھ بیس سال گذرنے سے تھوڑے ڈھیر میں یہ تین مکانات جو اس وقت خارجی اونٹاری  
 طور پر اس قدر شکستہ حال اور بدنا ہیں۔ سب سے عمدہ تصور ہوتے تھے۔ ان میں سے سرے  
 والی عمارت میں ایک عمر رسیدہ مرد شریف اور اس کا بیٹا سکوت پذیر تھے جن کا  
 خانہ دانی نام محل تھا۔ اور نوجوان یونارڈ سے زیادہ تشکیل اور خوبصورت جوان اس حصہ  
 مشہر میں مشکل نظر آتا تھا۔ اس کی عمر بیس سال کی تھی اور اس میں صرف خوبصورتی خوش  
 سلیقگی یا غیر معمولی قابلیت کے جوہر ہی موجود نہ تھے۔ بلکہ وہ اپنے باپ کا ایک نہایت  
 فرماں بردار بیٹا تھا۔ مگر محل اس کا باپ عرصہ دراز تک ایک تجارتی کوٹھی میں حصہ دار رہا  
 بعد ازاں اپنی چھٹی بیوی کی موت سے جسے قلب کا کوئی عارضہ تھا۔ اور جو ایک دن  
 ہنستی بولتی اپنے شوہر سے گفتگو کرتی صرف چند منٹ کے عرصہ میں اسکی نظروں کے  
 سامنے مر گئی۔ اسے ایسا عظیم صدمہ پہنچا۔ کہ وہ عرصہ دراز تک صاحب فرانس رہا۔  
 اور آخر جب کئی مہینوں کے بعد صحت یاب ہوا۔ تو اس کے سارے اعضا میں فتور

آپ کا ہمارے اس میں شک نہیں ذمہ انت اب بھی قائم تھی۔ لیکن ہمت شکست ہو گئی اور سارے قوا  
 جواب دے چکے تھے۔ چنانچہ ایسا انتظام عمل میں لایا گیا جس کے رو سے وہ اس شرط پر اس  
 تجارتی کوٹھی سے علیحدہ ہو گیا۔ جس میں وہ حصہ دار تھا۔ کہ تاہین حیات اُسے ۱۰۰ پونڈ سانا  
 وظیفہ ملتا ہے۔ یہ واقعات اس زمانہ کے ہیں جب لیونارڈ کی عمر سترہ سال کی تھی۔ اس وقت  
 کے بعد فریامبر دار بیٹے نے اس بات کو اپنا فرض خاص سمجھا۔ کہ جس حد تک ممکن ہو اپنے  
 دائم المرضی باپ کی زندگی کو خوشگوار اور اس کے بارہی کو کم رنجیدہ بنانے کی کوشش کرے  
 ہر وقت وہ اپنے باپ کی خدمت کیا کرتا۔ اور یہ بھی ایسے طریق پر کہ سٹرچل کو کبھی یہ بات  
 محسوس نہیں ہوئی۔ کہ میں اپنی تسکین و آسائش کے لئے سراسر اپنے اس اکلوتے بیٹے کا  
 محتاج ہوں۔ چنانچہ جب کبھی مطلع صاف ہوتا۔ لیونارڈ ضرور کسی بہانہ سے والد کو سیر کرنے  
 لے جاتا۔ اور اس کو روز عمر رسیدہ اور عشرت بر اندام مٹھے کا بازو اپنے بازو میں لئے اس سے  
 نہایت دل خوش گن پیرا یہ میں گفتگو کرتا۔ ایسے موقعوں پر وہ اپنی گفتگو کے لئے خصوصیت  
 سے ایسے معانہ میں منتخب کرتا جن کی نسبت اُسے یقین ہوتا۔ کہ وہ اسے خاص طور پر پسند  
 میں۔ اور کبھی کسی بھی موقع پر ہر وقت اس کے ساتھ گئے بیٹے کے معاملہ میں پریشانی یا اضطراب  
 کا اظہار نہ کرتا۔ شام ہوتی تو وہ باپ کے بستر کے قریب بیٹھ کر اس قسم کی کتابیں پڑھنے کے ساتھ  
 جن کی نسبت اُسے یقین تھا۔ کہ وہ اسے مرغوب ہیں۔ یا باپ کے ساتھ گفتگوں شرط پوچھتا  
 کرتا۔ کیونکہ سٹرچل کو یہ کھیل خصوصیت سے پسند تھا۔ اگر کبھی اُسے کسی جلسہ و عورتیں بلایا  
 جاتا۔ تو وہ دعوت منظور کرتا کہ باپ کو معلوم نہ ہو۔ وہ صرف میری وجہ سے انکار کرتا ہے۔  
 لیکن جب وہ موقع آتا۔ تو وہ دوسرا یا کوئی اور بہانہ کر کے عدم حاضری کی صورت پیدا  
 کر لیتا۔ بہر حال وہ ایسے جلسوں اور دعوتی تقریبوں سے محض اپنے والد کی خاطر دور ہی رہتا۔  
 گاہ بگاہ اس کا باپ محسوس کرتا۔ کہ وہ میری وجہ سے جلسے میں نہیں گیا۔ تو بڑے اصرار کے  
 ساتھ اُسے وہ بھیجتا۔ اس صورت میں لیونارڈ دعوتی جلسہ کے خاتمہ سے پہلے یعنی اس  
 وقت جبکہ باقی بہانہ بیٹھے ہوتے تھے۔ اٹھ کر چلا آتا۔ مکان پر آکر وہ جوا بگاہ میں جانے سے  
 پیشتر وہ اپنے باپ کے کمرہ کے قریب جا کر یہ ضرور معلوم کرتا۔ کہ وہ ہر طرح آسائش سے  
 اور اُسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ کہ اُسے اپنے باپ سے ایسی محبت تھی۔ کہ ہر  
 شخص جو اس نفاذہ کو دیکھتا اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ اور اس کے حلقہ

اجاب میں سمجھتے بنے فکر سے فوجان بھی اُسے اس طرز عمل کے لئے مطعون نہیں کرتے تھے۔ جسے بصورت دیگر وہ انتہا درجہ کی تنہا پسندی یا زندگی کی بے لطفی پر محمول کرتے۔

دوسرے مکان میں یا بوں کہنا چاہیے۔ کہ ان تینوں غیر آباد مکانات کی وسطی عمارت میں ایک شخص مسٹر پومفرٹ آباد تھا۔ جو مسٹر چل کی علیحدگی کے بعد اس کو کھی کا سربراہ بنا جس میں یہ دونو حصے دار تھے۔ اور جس کا دفتر حصہ شہر میں واقع تھا۔ مسٹر پومفرٹ کی بیوی کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ اور اس کی بھی صرف ایک ہی اولاد تھی۔ یعنی ایک بیٹی ایلین پومفرٹ جو عمر میں لیونارڈ سے صرف ایک سال چھوٹی مگر اتنی ہی خوبصورت تھی جس قدر وہ تشکیل تھا۔ دونو ایک دوسرے سے بچپن ہی سے واقف تھے اور وہ محبت جو ابتدا میں اس قسم کی تھی جیسی بہن بھائی میں ہوتی ہے رفتہ رفتہ ترقی کر کے نہایت مضبوط عشق کی صورت میں بدل گئی۔ جو لوگ انہیں جانتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا یہی خیال تھا۔ کہ قدرت نے انہیں ایک دوسرے کے لئے بنایا ہے۔ ان کی خوبصورتی۔ ان کا مزاج۔ ان کے طریق و اطوار اور ان کی علمی قابلیتیں عرض ہر بات ایسی تھی جس کی وجہ سے ایک کو دوسرے سے لگاؤ سمجھا سکتا ہے۔ دونو سرد قد نازک اندام اور خوبصورت تھے ایلین کے بال گہرے بھورے رنگ کے تھے۔ لیکن نہ ایسے کہ لیونارڈ کے بالوں سے زیادہ سیاہی مائل ہوں۔ دونو کی پیشانیوں فراخ اور ان پر ذہانت کے آثار تابندہ تھے۔ دونو کی آنکھیں گہرے نیلے رنگ کی تھیں۔ ایلین کی آنکھوں میں جذبات رحم و محبت موجود تھے اور لیونارڈ کی آنکھوں میں شرافت اور فیاضی کی جھلک نمودار۔ دانت ان دونوں کے نہایت خوشنما تھے۔ دونو موسیقی اور مصوری کے شائق تھے۔ دونو پابند نرس اور سچی خیرات کے داعی لیکن ہر قسم کے تعصبات سے بالاتر تھے۔ اور دونو نیکی کی محض نیکی خاطر قدر کرتے تھے۔ دونو خوش عقیدہ اور دنیا کو اس کے نہایت خوشنما رنگوں میں دیکھنے والے تھے۔ یاس و افسردگی انہیں چھو بھی نہیں گئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ زندگی کو ایک ایسی راہ سمجھتے ہیں۔ جو ناہموار یا خاردار ہونے کی بجائے خوشنما چھوٹوں سے سجی ہوئی مداران کی بہک سے بسی ہوئی ہے۔

ایلین کی عمر صرف چودہ سال کی تھی جب اس کی ماں مسٹر پومفرٹ نے انتقال کیا اس کے بعد دو سال تک اس کی خالہ اس کے پاس آکے رہی۔ اور وہی ان ایام میں

اس خوبصورت و دوشیزہ کے مشیر کے فریضے سر انجام دیتی تھی۔ لیکن شوئے منت سے ایلین کی عمر ابھی ۱۶ سال کی تھی۔ جب اس کا بھی انتقال ہو گیا۔ اور اب یہ تنہا اپنے باپ کے پاس رہ گئی۔ سٹر پومفرٹ نہایت سمجھ دار اور نیک نہاد آدمی تھا۔ مگر اس میں ایک کمی تھی۔ دور اندیش نہیں تھا۔ اُسے ہمیشہ اپنی تہارتی قابلیت اور مالی معلومات پر غیر معمولی اعتماد رہا اور اسی وجہ سے وہ بار بار اس قسم کے معاملات میں حصہ لیتا تھا جن کی نسبت اگر وہ اپنے دوستوں سے مشورہ حاصل کرتا۔ تو وہ ضرور اسے ان سے باز رکھنے کی کوشش کرتے۔ ان میں سے کئی کام ایسے تھے۔ جن کو وہ محض سخی طریق پر یعنی کوشی کی طرف سے نہیں۔ بلکہ اپنی ذاتی ذمہ داری پر حصہ لیتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ وہ ان مصروفیتوں کے باعث اکثر گھر سے باہر رہتا۔ قدرتی طور پر اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایلین کا وقت تنہائی میں بسر ہوتا تھا۔ کیونکہ دوشیزگی کی حالت میں وہ دور اندیشی کی راہ سے عموماً ہمسایہ میں اس کثرت سے نہیں جاتی تھی۔ جبراً قدر خود اس کی اپنی یا لیونارڈ کی خواہش ہو سکتی تھی۔ اس کے باوجود وہ گاہ بگاہ گھنٹہ دو گھنٹے سٹر پومفرٹ اور لیونارڈ کی صحبت میں بسر کرتی۔ اور ایسے موقعوں پر کبھی لیونارڈ کی بجائے خود کتاب پڑھ کر سننے لگتی۔ اور کبھی اس کی بجائے شہزادے میں حصہ لیتی۔ دوسری طرف سٹر پومفرٹ کو بھی ایلین پومفرٹ سے بے حد محبت تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ یہ ایک طے شدہ بات سمجھی جاتی تھی۔ کہ دونوں کنوں میں عنقریب لیونارڈ اور ایلین کی شادی سے ایک اور رشتہ اتحاد قائم ہونے والا ہے۔ لیکن ابھی تک نہ تو اس شادی کے لئے کوئی خاص دن مقرر کیا گیا تھا۔ اور نہ اس فرار دوانے ایک ذہنی تصور سے زیادہ نمایاں صورت اختیار کی تھی۔ کیونکہ ناظرین کو یاد ہو گا۔ کہ جس زمانہ کا یہ ذکر ہے۔ اس میں لیونارڈ کی عمر صرف بیس سال کی تھی۔

تیسرا مکان جس کا اس داستان سے تعلق ہے۔ ایک عمر رسیدہ کنوارے شخص کے قبضہ میں تھا جس کی عمر اس زمانہ میں جس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ ساٹھ سال سے اوپر تھی۔ اس قدر عمر کے باوجود وہ ایک صحت و رادمی تھا۔ اب تک اس نے عینک کا استعمال شروع نہیں کیا تھا۔ اور اس طرح سیدھا ہو کر چلتا تھا۔ گویا اس کی عمر بیس سال سے کم ہو اس کا سرخ چہرہ اس کی نیک خصلت کا بہترین ثبوت تھا۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ وہ ایک نہایت نیک انہاد اور خوش مزاج آدمی تھا۔ ہاں ایک کمزوری اس میں بھی تھی۔ یعنی ایک

حد تک ذہنی طبیعت رکھتا تھا۔ اور اگرچہ بڑا مالدار تھا اور اس کے مکان میں ہر قسم کا سامان آسائش موجود تھا۔ تاہم وہ کبھی کسی دوست کو اپنے ماں ملو کر کرتا تھا۔ نئی بحقیقت جلسہ ہائے دعوت منعقد کرنا اس کی عادت میں وہ دخل ہی نہ تھا۔ بخلاف ایزن بچوں سے اُسے غیر معمولی محبت تھی۔ چنانچہ اس کی سب سے بڑی خوشی یہ ہوتی تھی۔ کہ ہمسایہ کے دس بارہ لڑکے لڑکیوں کو جمع کر کے انہیں اپنے خوشنما کرہ یا نشستگاہ میں بٹھلائے اور ان کے لئے ہر قسم کا سامان مسرت بہم پہنچائے۔ ایک عمر رسیدہ کنوارے کے لئے جس نے خود کبھی اولاد کا منہ نہیں دیکھا۔ اس قسم کی عادت حیرت خیز ضرور ہے۔ لیکن اس دنیا میں ہر قاعدہ کے مستثنیات پائے جاتے ہیں۔ اور انہی میں سے ایک مسٹر گیمبل یعنی یہ شخص بھی تھا۔ اُس سے پوچھیے۔ تو یہی کہا کرتا۔ کہ مجھے خوش خورم گلابی رضاروں رشیم کے ایسے بالوں اور چمکتی ہوئی آنکھوں والے بچے بہتے کھیلنے دیکھ کر سب سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ ان کے ہنسی تہقہہ کی آوازوں سے اس کی اپنی طبیعت میں اس قدر جوش پیدا ہوتا۔ کہ وہ اپنے آپ کو نئے سرے سے جان پہچانے لگتا۔ اور بچوں کے کھیلوں میں بچوں ہی کے شوق کے ساتھ حصہ لیتا تھا۔ ایسے موقعوں پر وہ ان بچوں میں پھل۔ کیک۔ بیٹھی شراب اور کھلونے خوب دل کھول کر تقسیم کرتا۔ ان حالات میں مسٹر گیمبل کے نیا نہاد ہونے میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہماری سائے میں جو شخص بچوں سے پیار کرے۔ وہ ہرگز برا نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ ایسے شخص پر ہمیں ذرا بھی اعتبار نہیں ہے۔ جو ان محبت کرنے والی مصدوم ہستیوں کی باتوں میں دلچسپی نہ لیتا ہو۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ مسٹر گیمبل ان بچوں کے کھیلوں میں کھلے دل سے حصہ لینے کو بھی بنسید از شان نہ سمجھتا تھا۔ بلکہ بڑے شوق سے خود بھی ان کے کھیلوں میں حصہ لیا کرتا تھا۔ چنانچہ بارہ ایسا ہوتا۔ کہ دروازے بند کر کے وہ ان کے ساتھ آنکھ چھوٹی کھیلنے لگتا۔ یا اگر کوئی شیخ بچہ اصرار کرے۔ تو اسے اس کا گھوڑا بننے میں بھی اعتراض نہ ہوتا تھا۔

مختصر یہ کہ مسٹر گیمبل بڑا ہی نیک نہاد اور شریف آدمی تھا۔ ہارنا وہ کہا کرتا۔ کہ میرے نزدیک دعوتی جلسے دینے سے زیادہ اہم پن کی مثال دنیا میں اور کوئی نہیں ملتی۔ دوستی ایک عجیب رشتہ ہے۔ اور اگر اسی کا نام دوستی ہے۔ کہ ایک شخص دوسرے کے گھر میں جا کر کھانا کھا آئے۔ یا اس کو اپنے گھر میں کھانا کھانے کو بلائے۔ تو اس سے زیادہ عنایت اہد کیا ہو سکتی ہے۔ میں کسی بالغ شخص کو کھانا کھلانے کی تقریب پر جس میں سوائے ہر تکلف

۔ مراسم کے اور کوئی شہادت نہ ہو۔ دس شنگ خرجنا برا سمجھتا ہوں۔ لیکن بچوں کو ایک اور نازدگیوں کھلانے میں میرے دس پونڈ خرچ ہو جائیں۔ تو بھی پروا نہیں۔ کیونکہ وہ مصوم ہستیاں ان چیزوں کو کھا کر دلی مسرت محسوس کرتی ہیں۔ اس سے ناظرین باسانی اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ مسٹر گیمبل نے کبھی بالغ شخصوں کو دعوت دینا اور نہ خود کسی کے جلسہ دعوت میں حصہ لیتا تھا۔ البتہ ہفتہ میں دو تین بار وہ اپنے ننھے دوڑوں کو جمع کر کے ان کی تواضع ضرور کرتا۔ جس قدر زیادہ وہ اچھلتے کودتے۔ اتنا ہی خوش ہوتا۔ اور جس قدر زیادہ وہ غل مچاتے۔ اسی قدر اس کا اپنا جوش بڑھتا تھا۔ اگر کسی بچہ سے اتفاقاً کوئی چیز ٹوٹ جائے یا خراب ہو جائے تو وہ اس کی مطلق پروا نہیں کرتا تھا۔ لیکن اگر کسی بچہ کی نسبت معلوم ہو کہ وہ عمدہ چیزوں کو خراب کرتا ہے۔ تو اسے وہ سختی سے ناپسند کرتا تھا۔ اور اسلئے کبھی وہ ایسے بچہ کو ان جلسوں میں شریک نہیں کرتا تھا۔

مسٹر گیمبل کی عادات کی مفصل کیفیت ہم نے بیان کی ہے۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے۔ کہ ایک روز اس کے ہمسائے یٹن کر کسی قدر متعجب ہوئے۔ کہ اس عجیب الخصلت شخص نے مسٹر پومفرٹ کو اپنے مکان پر جلسہ میں مدعو کیا ہے۔ یہ بات بجائے خود حلاہل کرتی تھی۔ کہ اس عمر رسیدہ کنوارے کے خیالات میں انقلاب عظیم واقع ہو چکا ہے۔ مگر لوگوں کی حیرت یہ خبر سن کر اور زیادہ بڑھ گئی۔ کہ خود مسٹر گیمبل نے مسٹر پومفرٹ کے مکان پر جلسہ دعوت میں شریک ہونا منظور کیا ہے۔ جب اس خبر کی تحقیق ہوئی۔ تو پہلے بہت لوگوں نے خیل کیا۔ شاید مسٹر پومفرٹ اس عمر رسیدہ مالدار کنوارے کو اپنی خوبصورت بیٹی ایلن کے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔ لیکن جب اس بات کو کھلوا کر لکھا گیا۔ کہ اس کی شادی لیونارڈ کے ساتھ قرار پانچکی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ جس روز اس عمر رسیدہ کنوارے نے مسٹر پومفرٹ کے ہاں کھانا کھایا۔ وہ شام ایلن نے مسٹر مچل کے مکان پر سیر کی تھی۔ تو اس رات کو جلدی ہی نظر انداز کر دیا گیا جو کچھ بھی ہو یہ بات یقینی تھی۔ کہ مسٹر گیمبل کے عادات میں انقلاب عظیم واقع ہو چکا تھا۔ کیونکہ جن جن وقت گذرتا گیا۔ اس دن کے بعد مسٹر گیمبل اور مسٹر پومفرٹ کے تعلقات زیادہ قریبی ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ معاملات نے یہ صورت اختیار کی۔ کہ ہر مشکل کوئی دن گذرتا جب ان دونوں میں میل ملاپ اور گفتگو نہ ہو۔ رات کے وقت دونوں گھنٹوں بیٹھے باتیں

کیا کرتے۔ اور بارہا مسٹر پروفٹز کو کاغذات اور خطوط کے بندل بٹل میں دبے مسٹر گیمبل کے مکان پر جلتے دیکھا گیا۔ اس سے لوگوں نے خیال کیا۔ کہ ضرور وہ نوکسی مالی معاملہ میں سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ لیکن اگر واقعہ میں ایسا تھا۔ تو اس بڑی احتیاط سے پوشیدہ رکھا گیا۔ کیونکہ ایلن بھی لیونارڈ کو ان اسباب سے خبردار کرنے کے ناقابل تہی جن میں اس کے والد اور مسٹر گیمبل کے درمیان غیر معمولی رفاقت پیدا ہوئی۔

لیکن یہاں پر ہم ایک ایسے واقعہ کی کیفیت بیان کرتے ہیں۔ جس سے اس مضمون پر کافی روشنی پڑ سکے گی۔ ان دونوں دوستی قائم ہونے سے قریباً چھ ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔ کہ ایک روز مسٹر پروفٹز معمول سے بہت دیر کے مکان پر واپس آیا۔ آج اس کا چہرہ اتنا زرد اور متفکّر تھا۔ کہ اس کی بیٹی نے صورت دیکھی۔ تو وہ اسے صبح کی نسبت دس سال بوڑھا نظر آیا۔ ایلن نے جاننے کی خواہش کی۔ کہ کیا کوئی ناگوار واقعہ پیش آیا ہے۔ لیکن اس نے لا پرواہی سے اس کی بات ٹال دی۔ اس وقت اس کا انداز نکلنا ایسا تھا کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ نہیں جانتا۔ ایلن آئینہ میرے معاملات میں دخل انداز ہو۔ اس بدسلوکی کے باعث غریب لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ لیکن اس نے اپنے بے رحمی و اندوہ کو چھپانے کے لئے دوسری طرف کو متنبہ پھیر لیا۔ اس وقت مسٹر پروفٹز کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ میں نے آج اس سے غیر معمولی سختی کا برتاؤ کیا ہے۔ چنانچہ وہ جلدی ہی کہنے لگا۔ ایلن میں تم سے معافی کا خواستگار ہوں۔ بات یہ ہے۔ آج مجھے ایک نہایت بری خبر موصول ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے میرا مزاج سخت برہم ہے۔ ورنہ میں تم سے ہرگز ناراض نہیں ہوں اور تم ایک بڑی ہی نیک نہاد لوگ کی ہو۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اس کے اشک آلود رخسار کو پیار سے بوسہ دیا۔ اور کہنے لگا۔ مجھے تو دل سے افسوس ہے۔ کہ میں تم سے سختی سے پیش آیا۔ لیکن اب کی بار تم اس معاملہ سے درگزر کرو۔ آئینہ میں اپنے مزاج پر زیادہ قابو پانے کی کوشش کرو گے۔ ایلن نے کہا۔ پیارے آباؤ کچھ ہو چکا۔ اس پر ایلن رنج بیسود ہے۔ یہ فرمائیے۔ میں آپ کے لئے ابھی دسترخوان بچھوانے کا انتظام کروں؟ اس نے جواب دیا۔ نہیں بیٹا۔ مجھے قطعاً بھوک نہیں ہے۔ میرا مطلب یہ ہے۔ اس نے گہرا دکھ جلدی سے اپنے فقرہ کا مضمون بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ میں نے شہر میں کھانا کھایا تھا۔ اور اب میں گھنٹہ دو گھنٹہ کے لئے مسٹر گیمبل سے ملنے جاتا ہوں

لئے ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور میں نے بتایا کہ یہ سچنا شروع کر دیا۔ کہ سب لوگوں کو بڑا سمجھنے کے متعلق میرے خیالات بڑی حد تک غلط تھے جب یہ خیال میرے دل میں جاگزیں ہوا۔ تو میری محبت تم سے اور زیادہ بڑھ گئی۔ اور بعد ازاں جب میں تمہاری نیک طبیعت و دختر کا شناسا ہوا تو مجھے کامل یقین ہو گیا۔ کہ یہ دنیا کتنی ہی بُری ہو۔ بہر حال سبھی مرد اور عورتیں دھوکہ باز نہیں ہیں میرے ذہن کی یہ حالت تھی۔ یعنی وہ بتدریج رو باصلاح ہوتا تھا۔ کہ تم نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ میں اپنا سرمایہ بعض اور کاموں میں لگاؤں۔ میں نے ایک حد تک اس تجویز کو منظور کیا۔ اور اس کے لئے خاص خاص شرائط پیش کیں۔ تمہیں اپنی ضروریات کے لئے جس قدر روپیہ درکار تھا وہ میں ادا کرتا رہا۔ لیکن حصہ داری سے پھر بھی میں نے پرہیز ہی کیا۔ یہ بات میں نے محض احتیاط کے طور پر کی تھی۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ کہ تم پر مجھے کامل اعتماد ہو چکا تھا۔ اسی طرح وقت گزرتا گیا۔ تم نے مجھ سے مزید مطالبات مانگا رکھے۔ اور میں نے بھی کبھی انکار نہیں کیا۔ کیونکہ ہر مرتبہ تم اپنی ضروریات کو غیر معمولی اور فوری ظاہر کرتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ میرے دل میں یہ شبہ جاگزیں ہونے لگا۔ کہ معاملات کی اصلی صورت وہ نہیں ہے جو تم بیان کرنے ہو۔ چنانچہ میں نے اس بارہ میں تحقیقات شروع کی۔ اور ایک ہفتہ کا عرصہ گزرتا ہے کہ مجھے یقینی طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ جو روپیہ تم نے مجھ سے کاروبار میں لگانے کے لئے وصول کیا تھا۔ اُسے اُس طریق پر کاروبار میں نہیں لگایا گیا۔ جیسا تم ظاہر کرتے تھے۔ بلکہ تم اُسے اپنی ہی کوٹھی کی مالی مشکلات فرو کرنے اور فوری ضروریات پورا کرنے کے کام میں لاتے رہے ہو۔ اُلٹی یہ سب کچھ بالکل سچ ہے۔ بد نصیب پروفٹ نے کہا۔ لیکن کیا آپ ایک ماہوس اور مظلوم شخص کے ساتھ رحم کا ساوک کر سکتے ہیں؟ مسٹر گیمبل نے کہا۔ یقین جانو میں تم میں کبھی قسم کا ضرر پہنچانا نہیں چاہتا۔ یہ سن کر مسٹر پروفٹ کے چہرہ پر اطمینان اور مسرت کی جھلک پیدا ہو گئی اور عمر رسیدہ کنوڑے نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ اور ممکن ہے میں تمہیں آخری تباہی سے بچا بھی لوں۔ سچا لیں! پروفٹ نے بڑے جوش سے کہا۔ مگر نہیں یہ غیر ممکن ہے۔ کیونکہ میری واجب الادا رقوم شاید آپ کے سرمایہ سے بگنی زیادہ ہیں۔ مسٹر گیمبل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میلا یہ خیال نہیں۔ اور اس کے بعد پھر وہی سابقہ سنجیدگی اختیار کر کے وہ کہنے لگا۔ مجھے افسوس اپنے چودہ ہزار پونڈ کا نہیں۔ بلکہ محض

اس بات کا ہے۔ کہ تم نے میری عادت میں پھر تبدیلی پیدا کر دی۔ اور اب میں اتنا خوش نہیں ہوں جیسا پہلے تھا۔ اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں میرا جن لوگوں سے واسطہ پڑا ان کے طرز عمل نے مجھے نوع انسانی کی طرف سے بے اعتماد بنا دیا تھا۔ اور میرے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو گیا تھا۔ کہ کبھی کسی ایسی حالت میں کسی شخص پر اعتبار نہ کرنا چاہیے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب میں نے فراغت کی زندگی بسر کرنے کے قابل دولت کما لی۔ تو میں ان لوگوں کی صحبت ترک کر دی جنہیں دنیا نے بگاڑ دیا ہے۔ اور ان سے میل ملاپ رکھنا شروع کیا جن کی معصوم ہستیوں پر دنیا کے مضر اثرات ابھی تک نہیں پڑے۔ میں مردوں اور عورتوں کی ناپاک صحبت چھوڑ کر صاف دل خوش اطوار۔ بے طیب اور ہنس مکھ معصوم بچوں کی صحبت میں رہنے لگا۔ میرا دل نسل انسانی کے ایک طبقہ کی طرف سے متفرق ہو کر دوسرے سے مجھت کرنے لگا تھا۔ اور بچوں سے مجھے اس قدر اُلغٹ ہو گئی۔ کہ معلوم ہوتا تھا وہ سب میری ہی اولاد میں۔ اس کے بعد میں نے بدتمتی سے پھر بالغ شخصوں کی صحبت اختیار کی۔ ایک بار پھر میں نے ان لوگوں سے ملنا جُلنا شروع کیا جن کے طبائع اثرات زمانہ سے قابل نفرت ہو چکے ہیں۔ میں تم سے اور دو تین اور مرد عورتوں سے ملنے لگا۔ جو تمہارے مکان پر آتے تھے۔ اسی دن سے بچوں کے ساتھ میری محبت میں پھر کمی ہونے لگی اور ان کی موجودگی میرے لئے اب اس قدر موجب راحت نہ ہوتی تھی۔ جیسے پہلے ہوا کرتی تھی۔ یہ سب باتیں انتہا درجہ قابل افسوس ہیں۔ اور انہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ گھر مجھے پھر سنان معلوم ہونے لگا ہے۔ اور مجھے وقت گذرنا مشکل نظر آتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ تم نے میرے اندر وہ تبدیلی پیدا کی۔ جو مجھے خود غرض بنانے کا موجب بنی۔ اب ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ میں جا بجا ہوں۔ اپنی خوشی مکمل کرنے کے لئے مجھے کسی دوسرے کی خوشی کو قربان کرنے کی بھی پروا نہیں ہے۔ پروفٹ اس خیال سے کہ شاید یہ الفاظ میرے متعلق کوئی پُرانتقام اشارہ رکھتے ہیں۔ ڈر کر کہنے لگا میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔“ مسٹر گیمیل نے جواب دیا۔ ”میں سمجھاؤ دیتا ہوں۔ کیا اس وقت تم سخت مالی مشکلات میں مبتلا نہیں ہو۔ اور کیا تمہیں بالکل تباہ ہو جانے کا اندیشہ نہیں ہے؟ پروفٹ نے جواب دیا۔ ”میرے تمام وسائل کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور اس وقت میری حالت یہ ہے کہ اپنے ہمسایہ اور سابق حصار مسٹر پمبل کا سماجی وظیفہ ادا کرنے کے لئے بھی روپیہ موجود

نہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے اُسے روپیہ نہ دیا۔ تو اس غریب کی نوبت گذر گی تک پہنچ جائے گی، گیمیل نے کہا۔ پروفیسر نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔ اور درود سے کہنے لگا۔

مسٹر گیمیل کلیرٹ کا جام ہاتھ میں لئے اسے بہت دیر تک باہشتی پیتارا۔ نظا ہر وہ اسے پینے میں مشغول لیکن حقیقت میں کسی گہری فکر میں تھا۔ سوچ سوچ کر اُس نے کہا تبا سے بڑھ کر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ تمہاری بربادی سے تمہارے ساکھ صد دار بھی تباہ ہو جائیں گے۔ اور تمہیں کو اپنی بے عزتی اور بربادی کا موجب قرار دیں گے۔

تمہاری بیٹی بے جہیز رہ جائے گی۔ اور ہر وقت اگر ظاہر میں نہیں۔ تو اپنے دل میں صرور

اس باپ کو بد دعائیں دے گی جس نے اپنی حماقت سے اسے امیری کی حالت سے اس نوبت تک پہنچایا۔ کہ وہ گذرا اوقات تک کے لئے مشقت کرنے پر مجبور ہو گئی۔ وہ گیمیل

نوجوان لیونارڈ چل بھی اسی وجہ سے تم سے نفرت کرنے لگے گا۔ کہ تمہیں نے اس کے

باپ کے آخری ایام زندگی کو تلخ اور ناقابل برداشت بنایا۔ اور تمہاری ہی بدولت وہ

دارم المر لین شخص صرور بیات زندگی تک کے لئے اوروں کا دست نگر ہوا۔ مسٹر پروفیسر

یا دکھو جس روز تمہاری کوٹھی نے دیوالہ نکالا۔ اسی روز یہ تمام خوفناک باتیں ظہور میں آئیگی

بد نصیب تباہ شدہ تاجر نے ذہنی اذیت سے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ افسوس! کہ میں

ان مصیبتوں کو چھپی طرح سمجھتا ہوں۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مسٹر گیمیل نے کہا۔

تمہاری عمر میری عمر سے بقدر ۱۰-۱۲ سال کم ہے۔ اور مجھے تمہاری یاس آمیز حالت دیکھ

کر سخت ہی افسوس ہوتا ہے۔ لیکن یہ وقت صنایع کرنے کا نہیں۔ سوال یہ ہے۔ کتنی

رقم تمہیں آخری تباہی سے بچا سکتی ہے؟ پروفیسر کہنے لگا۔ میں اس کا نام لیتے ہوئے

ڈرتا ہوں۔ مسٹر گیمیل نے کہا۔ کیا حماقت ہے! اجابات ہو صاف صاف کہہ دو۔

ورنہ جاؤ۔ میرا اور اپنا وقت صنایع کرنے سے کیا حاصل ہے؟ میں پوچھتا ہوں کتنی

رقم ان افسوس ناک واقعات کو ظہور میں آنے سے روک سکتی ہے جن کا میں نے ذکر

کیا؟ ”۵ ہزار پونڈ۔“ مسٹر پروفیسر نے سخت پریشانی کی حالت میں جواب دیا۔

مسٹر گیمیل چپ چاپ اپنی جگہ سے اٹھ کر میز کے قریب گیا۔ اس کا دراز کھول کر

اس نے چند کفالت نامے نکالے۔ اور مسٹر پروفیسر کی توجہ ان کی رقم کی طرف دلائی۔

۹۵ ہزار پونڈ اسٹریٹس پورٹ نے متعجب ہو کر کہا۔ کیونکہ اب ٹانگ و وہ بھی سجھے ہوئے تھا۔ کیا یہ شخص اتنا مالدار نہیں ہے جس قدر وہ اب ظاہر ہوا اسٹریٹس جیل نے ان کا عدالت کو پھر دروازے میں بند کئے ہوئے کہا۔ تم نے دیکھ لیا۔ کہ میرے پاس اتنا دوا فرور پیہ موجود ہے۔ جو تمہیں ہر قسم کی تباہی سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ روپیہ تمہیں دے کر بھی میرے پاس اتنا بچ لے گا کہ میں ۵۰ ہونڈ سالانہ اپنے بیج کے لئے حاصل کرتا ہوں۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ آپ مجھے اتنی بڑی مالی امداد دے سکتے ہیں؟ اسٹریٹس پورٹ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ اسی حالت میں اس شخص کی ہی گلاب سے اپنے قولے کی صحت پر شبہ ہو۔ اور وہ ڈرتا ہوا کہیں یہ امید ایڈنٹ ٹکوار خواب ثابت نہ ہو۔ عمر رسیدہ کنوارے شخص نے اس خیال سے کسی قدر ناراض ہو کر کہ میری بات پر شک کیا گیا ہے۔ کہا۔ اس میں ناممکن کیا ہے؟ سارا دوا در تہا رے فیصلہ پر ہے۔ میرے فیصلہ پر؟ پورٹ نے اپنے دوست کے منہ کی طرف حیرت اور بے اعتباری کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ تمہارا فیصلہ پر؟ اسٹریٹس جیل نے جواب دیا۔ اس لئے کہ میں تمہیں رقم مطلوبہ اسی وقت دینے کو آمادہ ہوں۔ بشرطیکہ تم مجھے اپنی فرزندگی میں قبول کرنا۔ یہ الفاظ ایسے سنجیدہ لہجہ میں کہے گئے۔ کہ ان کی صحت پر مطلق شبہ نہ کیا جاسکتا تھا۔ اور نہ کوئی یہی سمجھ سکتا تھا۔ کہ وہ مذاقیہ لہجہ میں کہے گئے ہیں۔ انہیں اسٹریٹس پورٹ اس قدر حیرت زدہ ہوا کہ کئی منٹ تک وہ ہاں یا نہ کچھ بھی جواب نہ دے سکا۔ اس عرصہ میں اسٹریٹس جیل اپنی کلیئرٹ کو بظاہر بڑے اطمینان کے ساتھ پیتارا۔ اگرچہ حقیقت میں وہ اپنے سوال کے جواب کا بڑی بے چینی سے منتظر تھا۔

بہت دیر کے بعد اسٹریٹس پورٹ نے کہا۔ لیکن کیا آپ کو میری بیٹی سے صحبت ہے؟ اسٹریٹس جیل نے جواب دیا۔ میں پیشتر بیان کر چکا ہوں۔ کہ اب میں تنہائی اور افسردگی محسوس کرنے لگا ہوں۔ اس کے علاوہ اس ایلیں میرے لئے کشش بھی رکھتی ہے۔ اسے خوش غم دیکھ کر مجھے خوشی اور فخر محسوس ہوگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میرے خیالات اس قدر فیاضانہ نہیں ہیں۔ کہ میں اس کے باپ کو بلا معاوضہ تباہی سے محفوظ رکھنے کا ذمہ توں پس اگر تم نے میری یہ شرط منظور نہ کی۔ تو تمہارا تباہ و برباد ہونا یقینی ہے۔ پھر کیا یہ مناسب ہوگا۔ کہ تم اس کی شادی لیونارڈ وچیل سے کرنا منظور کرنا۔ جو تمہاری برادری سے بجائے خود انتہا درجہ مفلس ہو جائے گا؟ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر اس نے مجھ سے شادی

کرنا منظور کیا تو ایسے حالات پیش آئیں گے کہ الین اور لیونارڈ کی شادی غیر ممکن ہوگی پس دونوں ہمدردوں میں یعنی خواہ تم میری امداد قبول کرو یا نہ کرو۔ اسکی شادی لیونارڈ سے بہر حال نہیں ہو سکتی۔ مسٹر پومفرٹ کہنے لگا ”کیا آپ یہ جانتے ہوئے کہ الین کو لیونارڈ سے محبت ہے۔ اس سے شادی کرنے پر آمادہ ہیں؟“ یقیناً مسٹر گیمیل نے جواب دیا میں نے اس کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ اور مجھے کتنی بھی دشواری پیش آئے اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہوں۔ مس الین جوان ہے۔ اور متہور ہے۔ کہ عورت کی پہلی محبت پھوس کی آگ کی مانند جوتی ہے۔ پہلے نہایت تیز۔ لیکن جلدی کچھ جانے والی۔ ان حالات میں جس وقت وہ مجھ سے پوری طرح واقف ہو جائے گی۔ اور وہ یہ بھی جانے لگی۔ کہ میں نے اس کے باپ کو تباہی اور بے عزتی سے محفوظ رکھا۔ اس کے علاوہ جب وہ میری توجہات کو دیکھے گی۔ اور معلوم کرے گی۔ کہ میں ہرقت اس کی خوشنودی مزاج حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ تو وہ حقیقتاً ان اثرات کے تابع ہو جائے گی۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ میرے بڑھاپے کے باوجود وہ مجھ سے اگر محبت نہ کر سکے گی۔ تو بھی شکر گداری اور احترام کی نظر سے ضرور دیکھنے لگے گی۔ پہلے چند مہنتوں میں اسے اپنے عاشق کی جدائی شاق گذرے گی اور ممکن ہے اسے ان امیدوں میں جو وہ اپنے دل میں رکھتی تھی۔ مایوسی ہونے سے پریشانی بھی ہو۔ لیکن یقین جانو۔ انجام کار وہ ضرور سمجھ لے گی۔ کہ اس کی بہتری اسی طریق عمل میں ہے۔ جو ہم نے اس کے لئے سوچا۔ اس میں نہیں۔ جدھر اس کی محبت کشش کرتی ہے۔ پومفرٹ ایک تجربہ کار آدمی تھا۔ خوب سمجھتا تھا۔ کہ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ اگرچہ گیمیل یہی سوچے ہوئے تھا۔ کہ میرے پیش کردہ اصول بالکل راست ہیں۔ حقیقت میں اول الذکر اور الذکر کی نسبت قلب فسوانی سے بہتر واقفیت رکھتا تھا۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے وہ طمع جو گیمیل کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔ اس شخص کے لئے زبردست ثابت ہوئی جو بربادی کے کنارہ پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنے پدرانہ جذبات کو تجارتی تفکرات پر قربان کر دیا اور گیمیل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کے موڑ لہجہ میں کہنے لگا ”آج سے الین آپ کی ہو چکی۔“

ادھر تو یہ کھڑی پک رہی تھی۔ دوسری جانب الین پومفرٹ ان طوفانی بادلوں سے بے خبر جو اس کے سر پر منڈلا رہے تھے۔ باپ کی عدم موجودگی میں اپنا وقت مسٹر مچل

اور لیونارڈ کی صحبت میں بسر کر رہی تھی۔ لیونارڈ نے اس وقت جب وہ اس کے کمرے میں داخل ہوئی ٹیوٹیکہ لیا۔ کہ اس کے چہرہ کی رنگت زرد ہے۔ اور ایک عاشق کی عقابانی آنکھ سے یہ بھی معلوم کر لیا تھا۔ کہ وہ روتی رہی ہے۔ وہ اس کے بیخ و مالک کی وجہ دریافت کرنے کے لئے بے قرار تھا۔ مگر اس خیال سے یہ ذکر اپنے والد کے روبرو چھیڑنے سے باز رہا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کوئی ایسی بات بیان ہو جائے جس سے ان کے دل کو رنج پہنچے۔ کیونکہ خود مسٹر پبل کو بھی ایلن سے بے حد محبت تھی۔ پس لیونارڈ نے جلد ہی ہی اس حسینہ سے کہا۔ "ایلن میں نے چند نئے پودے خریدے ہیں۔ تم میرے ساتھ چلو تو انہیں ٹھیک طرح سے گلوں میں لگادیں۔" یہ کہہ کر وہ اس کا ہاتھ پکڑے اس باغ کی طرف لے چلا۔ جو مکان کے کچھنی طرف واقع تھا۔ باغ نہایت مختصر تھا۔ مگر لیونارڈ نے تھوڑی جگہ میں ہی بہت سی دلچسپیاں پیدا کر لی تھیں۔ اور یہ بھی امر واقف ہے کہ اسی صبح کو اس نے چند پھولدار پودے خریدے تھے۔ لیکن اس نے باغ میں جا کر ایلن کی توجہ ان پودوں کی طرف نہیں دلائی۔ بلکہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگا۔ "جان سے پیاری ایلن۔ تم آج ناخوش معلوم ہوتی ہو۔ تمہارے اس بوجھ کی کیا وجہ ہے؟" اس پوچھنے لے جو ساوہ مزاج معصوم لڑکی تھی۔ وہ سارا واقعہ بیان کر دیا۔ جو اس کے والد کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اور یہ قصہ بیان کرتے ہوئے ان سخت الفاظ کو یاد کر کے جو اس موقع پر اس کے والد نے استعمال کئے تھے۔ اسکی آنکھوں سے پھر ایک بار آنسو جاری ہو گئے۔ لیونارڈ نے اُسے چھاتی سے لگایا۔ اس کے رخساروں کو چوما اور یہ کہہ کر اُسے تسلی دینے لگا۔ کہ کاروباری آدمی بسا اوقات ناگہانی واقعات کی وجہ سے اتنے بے رحم ہو جاتے ہیں۔ کہ ان شخصوں سے بھی بدسلوکی کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جن سے انہیں سب سے زیادہ صحبت ہو۔ لیونارڈ کی باتیں ایلن پر بہت اثر کرتی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ جو ذرا دیر پیشتر رو رہی تھی۔ مسکرائے لگی۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے اس کے چاہنے والے نے کہا۔ "اب میں تمہیں ایک ایسی خبر سناتا ہوں جس سے امید ہے اس رنج کی بڑی حد تک تلافی ہو جائے گی۔ جو تمہیں محسوس ہوا۔ والد کو آج ہی اپنے ایک لڑکے کا اثر دوست کی چھٹی موصول ہوئی ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ ہمیں ڈیڑھ مہینہ میں مجھے ایک سرکاری دفتر میں محرر کا عہدہ مل جائیگا۔" یہ خبر سن کر ایلن بہت مسرور ہوئی۔ پیار کی چند اور باتوں کے بعد جن کی نوعیت ہمارے بیان کی محتاج نہیں۔ یہ عاشق جوڑا اٹھتے گاہ کی طرف واپس ہوا۔

وہاں بیٹھے ہوئے دو مسٹر میل سے گفتگو کرتے رہے تھے کہ آتش دان پر رکھی ہوئی ٹائپ میس سے معلوم ہوا کہ ۹ بج کر کچیس منٹ ہو گئے ہیں۔ اس وقت ایلن اٹھی اور اپنے مکان کی طرف جانے لگی۔ لیڈنارڈ سے اس کے گھر کے دروازہ تک چھوڑنے گیا۔

ایلن کا والڈسٹر نو پفرٹ اس سے قریباً دس منٹ پیشتر مسٹر ٹیمبل کی ملاقات سے فارغ ہو کر وہاں آچکا تھا۔ لٹننگ گاہ میں کھڑکیوں کے سامنے رو سے کھجے ہوئے تھے رلپ روشن اور دسترخوان کھینا دیا گیا تھا۔ کمرہ میں داخل ہوتے ہی اس حسینہ نے نگر سے اپنے باپ کے چہرہ پر نظر ڈالی۔ تاکہ اگر ممکن ہو۔ اس کی صورت سے معلوم کرے۔ آیا اب اسکی طبیعت پہلے کی نسبت سکون پذیر ہو چکی ہے۔ مگر آپ اس کے اضطراب کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کے رخسار لاش کی طرح نرود ہیں۔ اور ایک عجیب خوفناک روشنی اس کی بے چین اور متفکر آنکھوں میں ظاہر ہو رہی ہے۔ اس نے فوراً ہی ننگا ہٹالی کہ والڈیہ نہ سمجھیں میری بدلی ہوئی صورت اور عجیب انداز کو اس نے بھی دیکھ لیا ہے۔ بلکہ سرسری طور پر کوئی فقرہ کہہ کر وہ ایک طرف کو ہو کے ٹوپی اٹانے اور ان آنسوؤں کو چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔ جو پھر اسکی آنکھوں سے بہنے لگے تھے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ایلن بڑی با محبت لڑکی تھی۔ اسے اپنے باپ سے غیر معمولی اگت تھی۔ اور اس کے چہرہ پر بچہ دالم کے آثار دیکھ کر اسے سخت ہی پریشانی ہوتی تھی۔

یہاں تک مسٹر پفرٹ نے ایک ایسی کھوکھلی آواز میں جسے سن کر ایلن چونک گئی کہا ایلن تم آج رات لیڈنارڈ سے ملی ہو؟ ایلن بدقت اپنے حواس پر قابو پا کر کہنے لگی جی ہاں۔ ذرا وقت کے بعد اس کے باپ نے پھر پوچھا کیا تمہیں اس سے بہت محبت ہے؟ وہ کہنے لگی پیار سے اباً۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے۔ مجھے اس سے کس درجہ محبت ہے۔ کیا سچپن ہی۔ سیم و نو کی اکٹھی پرورش نہیں ہوئی؟ بے شک بے شک۔ اور ان حالات میں تم دونوں محبت ہونا قدرتی ہے۔ مسٹر پفرٹ نے تلخ لہجہ میں کہا۔ اور یہ کہہ کر وہ آتش دان کی طرف بڑھا۔ کیونکہ وہ جذبات کے اس عجم کو جو اس کے سینہ میں قیام کر رہا تھا چھپانے کے لئے بیٹی کی طرف سے منہ پھیر لینا چاہتا تھا۔ مگر ایلن نے اس کی پریشان صورت کو آئینہ میں دیکھ لیا۔ اور بڑے جوش اضطراب کے ساتھ اس کی طرف بڑھ کر اپنے دونوں بازو اس کی گردن میں ڈال دیے۔ پھر وہ تے ہوئے کہنے لگی۔ جان

سے پیارے ابا کو سنا غم ہے۔ جو آپ کو یوں ہلکان کر رہا ہے؟ مجھے بھی اس کا حصہ دہ  
 بنائیے۔ اور کچھ نہیں تو بچھے ذریعہ تسکین بننے کا ہی موقعہ دیجئے لیکھا کوئی حقیر سی خدمت  
 بھی ایسی نہیں ہے۔ جو میں ایک ناچیز اور کمزور لڑکی آپ کے بارگاہ کو دور کرنے کے  
 لئے کر سکوں یا ہٹے شک ایلن تم بہت کچھ کر سکتی ہو۔ اس کے باپ نے اس خیال سے  
 کہا۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو اسے حقیقت حال سے آگاہ کر دینا چاہیے۔ کیونکہ التوا کی  
 حالت غم اس کے لئے بالکل ناقابل برداشت تھی۔ "ایلن میری عزت اس وقت تمہارے  
 ہاتھ میں ہے۔ اور تمہارے ہی فیصلے پر اس بات کا دور و مدار ہے۔ کہ ہم اسی طرح صاحب  
 اثر بنیں۔ یا فلس فلاں ہو جائیں۔ تم اگر چاہو۔ تو اس غریب رعشہ براند ام عمر سیدہ  
 شخص کو چہم سار میں رہتا ہے۔ اس لئے نکل کر دے سکتی ہو۔ چاہو تو اسے محتاج گداگر بنا  
 سکتی ہو۔ مختصر یہ کہ اے ایلن میری اپنی زندگی تمہارے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ اپنی قابل  
 سزوم صاقت سے میں نے جو تباہی خود اپنے اور دوسروں کے لئے پیدا کی ہے۔ اس کا  
 وخصیہ اگر کسی طرح ممکن نہ ہو تو پھر اس کا انجام دیکھنے کے لئے بہر حال زندہ نہیں رہو گا۔"  
 ان خود ناک کلمات کو سن کر ایلن استغدر پریشان اور متعجب ہوئی اور پھر اچھے کومٹ کر دلچسپ  
 والد کی طرف ایک ایسے ترحم خیز لہجہ کی نظر سے دیکھنے لگی۔ کہ خود اس کی صورت دیکھ کر  
 ڈر گیا۔ اور اس کے قریب جا کر اس کا ہاتھ پکڑ کے ایک کرسی پر بٹھائے ہوئے اس  
 سے کہنے لگا۔ "ایلن خدا کے لئے اپنے سکون کو قائم رکھو۔ اس وقت ریب سے زیادہ  
 تمہارے استقلال کی ضرورت ہے۔ ایلن نے ویوانوں کی طرح اشارہ کر کے باپ سے  
 ورجو است کی۔ کہ مجھے شخص و پرتی کی حالت میں نہ رکھیے۔ اور جو کچھ کہنا ہو صراحت کہہ  
 دیجئے۔ بد نصیب شخص نے جو اس کے سامنے اس بھرم کی طرح کھڑا تھا جس کی زندگی اور  
 موت کا سوال مصنف کے ہاتھ میں ہو۔ کہا۔ "میری عزیز بیٹی میں واقعی تمہیں پریشانی  
 میں رکھنا نہیں چاہتا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ میں اس وقت انتہائی زیادتی کے گناہ  
 پر کھڑا ہوں۔ میں ان شخصوں میں سے نہیں ہوں۔ جو دیوانہ کو بے عزتی سمجھتے ہیں کیونکہ  
 اس دنیا میں مصیبت پر کسی کو قابو نہیں۔ اور برے سے بڑے نالہ اور بھی بعض اوقات  
 مصائب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن میری پریشانی اس وجہ سے ہے۔ کہ اگر میں اپنی  
 حالت کی اصلاح نہ کر سکا۔ اور میرے کارخانہ نے ویوانہ نکالا۔ تو نہ صرف میری سخت

زندہ ہی ہوگی۔ بلکہ میرے ساتھی سرایہ وار اور بچل اور اس کا بیٹا یہ سب تباہ اور برباد ہو جائیں گے۔ لڑکی چپ چاپ کھڑی حیرت اور خوف کی نظروں سے باپ کی صورت دیکھاگی۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مسٹر پومفرٹ نے ایک ایسے شاکستہ لہجے میں جس سے معلوم ہوتا تھا اس کے واسطے یہ تمام باتیں زبان سے کہنا کس قدر موجب تکلیف ہے۔ کہنے لگا۔ "لیکن ابھی اس قسم کے وسائل موجود ہیں۔ جو بچے اور باقیوں کی انتہائی مصیبت سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔" اور وہ وسائل کیا ہیں؟ "الین نے بدقت، قوت گویائی بحال کر کے پوچھا۔ کیونکہ اب اس نے دیکھ لیا تھا۔ کہ والد کے الفاظ میں میری ذات کا ہر حال اشارہ نہیں ہے۔ مسٹر پومفرٹ کہنے لگا۔ "بیٹی جہاں تک ممکن ہو۔ اپنے جی کو کڑا کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ میرا ایک ایسی بات کہنے کو ہوں جس سے تمہارے قلب نازک کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔" وہ حسینہ یاس آمیز صورت اختیار کر کے کہنے لگی۔ "فرمائیے میں سب کچھ سننے کے لئے تیار ہوں۔ جہاں جیجے وہ کون سے وسائل ہیں؟" یہی کو تم لیوناؤڈ مچل کے عشق سے دست بردار ہو کر مسٹر گیمبل سے شادی کرنا منظور کرو؟" اس کے نسبتاً باپ نے دوسری طرف کو منہ پھیرتے ہوئے کہا۔ "الین کے لبوں سے ایک خوفناک چیخ نکلی۔ وہ وحشیانہ انداز سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ چند قدم لڑکھڑاتی ہوئی آگے توڑھی اور پھر بے ہوش ہو کر تو نہیں۔ مگر بسکیاں لیتے ہوئے اپنے باپ کی گردن سے لپٹ گئی۔ اس میں شاک نہیں۔ وہ کوئی نہایت خوفناک جبر سننے کے لئے تیار تھی۔ مگر نہ ایسی جو یکایک اس کے کانوں تک پہنچائی گئی۔ یہ صدمہ ایسا تھا۔ کہ اس کے لئے اس کی تاب لانا سخت دشوار نظر آتا تھا۔ مسٹر پومفرٹ اسے سہارا دے کر وہ خوف کی طرف لے گیا۔ اور وہاں اس کے قریب بیٹھ کر جو کچھ اس کی تسکین کے لئے کہہ سکتا تھا۔ یا بول سکتا تھا۔ چاہیے۔ کہ کہنے کی جرات کر سکتا تھا۔ کہتا رہا۔ کیونکہ اپنے فیصلہ کن الفاظ۔ وہاں لینے کا اس میں مطلق اختیار تھا۔"

یہاں پر ہم اس رنجیدہ نظارہ پر پردہ گراتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اس نیک نہاد لڑکی نے انجام کار اپنے والد اس شخص کے رشتہ برادر نام باپ کی آسائش کی خاطر جس سے اسے ناقابل بیان محبت تھی۔ اپنی ذات کو قربان کر دینا منظور کر لیا۔ مصیبت کی ایک تہاہا ایسی بھی ہوتی ہے۔ جسے ظاہر میں لوگ استغنا سمجھتے ہیں۔ لیکن جو حقیقت میں یاس کی انتہائی

صورت ہوتی ہے۔ وہی حالت اس وقت اس دوشیزہ کی تھی۔ جب اس نے اپنے باپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اباجان میں آپ کی فرمائش وار پٹی ہوں۔ آپ کے کسی حکم سے مجھے سرمو انکار نہیں ہو سکتا۔ پس میں لیونارڈ چھل کی محبت سے دست بردار ہو کر اس شخص کی بیوی بننا منظور کرتی ہوں۔ جو آپ کو مالی مشکلات سے بچانے کی قیمت میری ذات کی صورت میں طلب کرتا ہے۔" پروفٹ نے دلی اشتیاق سے اُسے گلے لگایا۔ اس کا شکر یہ ادا کیا۔ اور گویہ بات عجیب معلوم ہو۔ مگر حقیقت میں درست ہے۔ کہ اُس وقت ایلین نے اس سے درخواست کی کہ یہ قربانی جقدر جلد ممکن ہو عمل میں آجائے۔ بارہا دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ جب کوئی شریف آدمی اپنی بہترین اغراض کو نثار کرنے کے لئے آمادہ ہو۔ تو پھر اسے نال نہایت ناگوار گذرتا ہے۔ اسی طرح وہ دوشیزہ ڈرتی تھی کہیں ایسا نہ ہو کہ تاخیر سے میرے خیالات میں پھر تبدیلی واقع ہو جائے۔ اس نے سوچا کہ بہتر یہی ہے۔ یہ ایشیا ہستقلال اور خوشی سے عمل میں لایا جائے۔ مگر آہ اب ایک گھنٹہ کے مختصر عرصہ میں اس کی پاکہ روح میں کتنی عظیم تبدیلی واقع ہو چکی تھی۔ کہاں تو وہ شاندار امیدیں اور کہاں یہ انتہائی مایوسی! اس وقت یہ دنیا جسے وہ آج تک خوشگوار اور پر لعلت چھیلوں سے سجی ہوئی اور رہلہلہتے سبزہ زاروں کا مرکز سمجھتی تھی۔ اسے چٹان کی طرح بجز غیر آباد اور بے رونق نظر آنے لگی۔ سارا عالم اس کی نظروں میں اندھیر ہو گیا اور خود اپنی زندگی بھی بے کار نظر آنے لگی۔ کیونکہ جب وہ آئینہ ہی ٹوٹ گیا جس میں سچی محبت کے لہریں سناظر دکھائی دیتے تھے۔ تو باقی دوشیزا کیونکہ قائم رہ سکتی تھیں۔

اب سوال یہ تھا۔ کہ کوششت خیز خبر لیونارڈ چھل کے کاؤن تک پہنچانے کا فرض کون سرانجام دے۔ ایلین ہرگز اسے روانہ کر سکتی تھی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے۔ کہ اسے لیونارڈ کے سامنے آنے کی جرأت ہی نہ تھی۔ وہ محسوس کرتی تھی۔ کہ جس وقت میں نے اس کا خوشنما چہرہ دیکھا۔ جب مجھے اس کی آنکھوں میں مایوسی کی جھلک نظر آئی۔ اور اس نے اپنی شیریں لیکن مروانہ آواز میں مجھے اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ تو حضور مجھے اُسکے آئے جھگ جانا پڑے گا۔ اور میری یہ مکروری والد کی صحت پر بھر لگانیکا موجب ثابت ہوگی۔ ناچار مٹر پروفٹ نے یہ مایوسی سخن خبر اس نوجوان کے کاؤن تک پہنچانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اور جس روز وافعات مذکورہ پیش آئے تھے۔ اُس کے دوسرے دن

صبح کو اس نے اس جوان کو حقیقت حال سے مطلع کر دیا۔ لیونارڈا سے جرم کا خواہستگار ہو کر اس نے درخواست کی کہ آپ خدا کے لئے اس واقعہ کے بعد نہ تو امین سے ملنے اور نہ بذریعہ خط اسے اس اشارے سے باز رکھنے کی کوشش کیجئے گا۔ عاشق جاننا ہونے پہلے تو فطری گرجوشی سے کام لیتے ہوئے دلیل اور التجا دونوں کھنسنے سے انکار کیا۔ لیکن تبدیلیچ اس نے بھی محسوس کرنا شروع کر دیا۔ کہ مجھے اس حسینہ کی مثال سے سبق حاصل کرنا چاہیئے جس نے اپنے آپ کو عرض پر قربان کرنا منظور کیا۔ اس کے علاوہ آسے یہ بھی خیال آیا کہ اگر کسی اور وجہ سے نہیں تو اپنے معذور اور عمر رسیدہ باپ کی خاطر ہی جس کا بصورت و بگو حالت احتیاج کو پہنچ جانا یقینی ہے۔ ضرور یہ انتظام منظور کر لینا چاہیئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے التجا کی۔ کہ والد کو اس وقت تک ان سب باتوں سے بے خبر رہنے دیا جائے۔ حتیٰ کہ امین کی شادی ستر گھنٹوں سے ہو چکے۔ کیونکہ پھر ہر قسم کی کوشش امتناعی بنے سود ہوگی۔ اس کے علاوہ لیونارڈا کا یہ بھی ارادہ تھا۔ کہ میں اس خبر کو اس طرح پر تبدیلیچ والد کے کانوں تک پہنچاؤں گا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو سکے۔ انہیں ان سے کم صدمہ پہنچے۔ یہ تو گزرا ہی نہ دیکھتے جسے منظور کرنے میں ستر پورٹ کو عذر ہوتا۔ اور اب لیونارڈا کی اس لاناہٹا محبت کا جو جسے اپنے والد سے بھی۔ ایک تازہ ثبوت یہ ملا کہ اگرچہ باطن میں اس کا دل ٹوٹ چکا تھا۔ تاہم ظاہر میں اس نے کامل سکون قائم رکھا۔ اور اس ایک ہفتہ کے عرصہ میں جو امین کی شادی ستر گھنٹوں سے ہونے میں حائل ہوا۔ ستر گھنٹوں کو اپنے بیٹے کے طریق و اطوار میں کوئی بات غیر معمولی یا مشتبہ نظر نہ آئی۔

ایک ہفتہ کے بعد امین کو خود غزنی کی قربان گاہ پر شاکر کر دیا گیا۔ شادی کی رسم بالکل خفیہ طور پر سرانجام دی گئی۔ حتیٰ کہ سینٹفورڈ سٹریٹ کے رہنے والوں کو بھی اس کا علم گہری شام سے پہلے نہ ہو سکا۔ اور اس وقت تک بدبصیب و لہن اپنے عمر رسیدہ شوہر کے پہلو میں بیٹھی ہوئی سفری گاڑی میں سوار کسی بعید و بہانہ مقام کی طرف جا رہی تھی جہاں انہیں ماہ عمل کا نام نہاد زمانہ بسر کرنا تھا۔ اس اثنا میں ستر پورٹ کو اپنی بیٹی کی قیمت بل گئی۔ اور اس کی عزت ... ہمارا مطلب اسکی تجارتی عزت سے ہے۔ محفوظ رہی۔ صد افسوس کہ ایسی ہیٹھالیٹ فطرت شادیاں آئے دن اس ہنڈب ... اس روشن خیال ... اس انجیل خواں ... اس حاجی اخلاق ملک میں ظہور میں آتی رہتی ہیں۔ کئی نوجوان لڑکیاں

عمر رسیدہ مردوں کے سونے کی خاطر قربان کر دی جاتی ہیں۔ اور دکھا دے کے لئے رسم شادی بھی ادا کی جاتی ہے جس سے اس طرح نانا نصائی میں ایک مضحکہ خیز پہلو پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن یہی ذرا پرستہ باپ اور چھٹیں ماٹیس جو اس طرح اپنی بیٹیوں کی پاک محبت کو انتہائی ذاتی اعزاز پر قربان کرتی ہیں۔ ان ٹکوں کا حال پڑھ کر حیرت سے منہ کھول لیتی ہیں۔ وہاں مرد قہمتاً بیویاں خریدتے ہیں۔ آہ! اسے ایک بیٹیوں کے بزرگوار تم جو اپنے پاوروں کو ان وحشی قوموں میں عیسائیت پھیلانے کے لئے بھیجتے ہو جن میں اس قسم کی خرابیاں موجود ہیں۔ کیا تمہارے اپنے ملک میں یہی باتیں محتاج اصلاح نہیں؟ ہم پوچھتے ہیں۔ کیا وہ مسلمان جو غلاموں کی منڈی میں کسی سرکیشن یا گرجائی حسینہ کو قہمتاً خرید کر اپنی لوندی بناتا ہے۔ اس رعشہ بر اندام اور قبر میں پاؤں ٹسکاٹے ہوئے لارڈ یا نواب سے جس کا جگر بھی اذیت عمر سے گل گیا ہے۔ مگر جو حصہ دستک اینڈ کی فینش کی منڈی میں کسی انگریز سکپچ یا آئرش حسینہ کو قہمتاً خرید کر اپنی بیوی بناتا ہے۔ زیادہ قابل عزت ہے؟ ایک بیٹیوں کا مالدار! نوران لوگوں کا حال دیکھو جن کی بیرونی نمائش ناکہ دونوں پر روشن تازہ ملتی ہے۔ اور ان سے سالہ خطاب یافتہ اور مالدار بوڑھوں کی تعداد کتنا جن کے لاشن نمابن کے پہلو میں آئیں یا بیس سال کی ایک مصمم حسینہ جن کی صورت گل خوشگفتہ کی طرح دلغزب ہے۔ مراسم شادی کے ساتھ جگر ٹھی ہوئی نظر آتی ہے۔ کیا اس قسم کے رشتے اس پاک محبت کی بنا پر قائم کئے جاتے ہیں۔ جو قادر مطلق نے قلب انسانی میں ودیعت کی تھی؟ یا کیا ان سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ حرص و آرزو کے بندے۔ خود عرضیوں کے پستے اپنے نو ائڈ کو پیش نظر رکھ کر فطرت کے بہترین قوانین اور خدا کے پاک ترین احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں؟ مگر جہلان ازیں جب ہم اس طبقہ پر نظر ڈالتے ہیں جس میں محنت کش لوگ۔ فائدہ کشی ظلم اور بد سلوکی کا مقابلہ کرتے ہوئے جدوجہد کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ تو کیا وہاں بھی تو ان فطرت کی خلاف ورزی اور اخلاق اور انصاف کی مخالفت کی گئی ہے؟ اس وقت تک مثالیں دیکھنے میں آتی ہیں؟ کیا ہمیں ایک بھی ذراعت پیشہ شخص یا کاروبارچرا ایسا نظر آتا ہے جس کی اپنی عمر پندرہ سال کی ہو۔ اور اس کے ساتھ ایک انیس سالہ لڑکی جو یہی کیفیت میں وابستہ نظر آئے؟ ہم کہتے ہیں ایک سو غریب گھروں میں ایک بھی مثال اس قسم کی نظر نہیں آئے گی۔ مگر کتنا اندھیر ہے۔ کہ ان واقعات کی موجودگی میں ایسا اور خداوندانی

طبقہ کے لوگ ہر وقت ہی رٹ لگاتے ہیں۔ کہ غریبوں میں ہی سبک زیادہ بد اخلاقی ہے۔ بد اخلاقی اور اصل سے امیر۔ بد اخلاق تم ہو۔۔۔ ظالم تم ہو اور شاید تم ان مظلوم اور غریب لوگوں کی تقلید کرو۔ تو خدا کی بخشش تمہارے شمال حال ہو سکے۔ آہ! اس خیال سے طبیعت سخت بیزار ہوتی ہے۔ کہ یہ کابل خود عرض اور گستاخ طبقہ ان لوگوں کی بلا وجہ نذرت کرنا ہے۔ جو محنت و شفقت کر کے بھی نیم گرم سٹی کی زندگی بسر کرتے ہیں جن کی سبقت ہمیشہ ناقابل بیان سختیاں ہوتی ہیں۔ مگر وہ پھر بھی زیادہ صاحب اخلاق اور نیک ہیں۔

لیکن آئیے ہم اپنی داستان کا رخ کریں۔ جس روز ایلین کی شادی سٹرگیبل سے ہوئی۔ اسی کی شام کو سٹرگیبل اپنی نشتگاہ کی کھٹی کھڑکی کے قریب بیٹھا تاروں کی جی ہوئی چلن سے بازار کا نظارہ لے رہا تھا۔ اور یونٹارڈ اس کے قریب بیٹھا اس شیش و پنچ میں تھا۔ کہیں کہیں گنگو کا رخ اس طرح بدلوں، ایلین اور سٹرگیبل کی شادی کی خبر ان کے کانوں تک پہنچی جاسکے۔ کچھ بار اس نے حوصلہ کر کے بولنے کی کوشش کی لیکن ہر بار اس کے جذبات قلب آواز کو اس کے حلق میں روک دیتے تھے۔ جتنے کہ ہزار بار اپنے آپ کو اس واقعہ کو جان کرنے کے قابل پا کر وہ اس غرض سے اپنے کمرہ کی طرف چلا۔ کہ وہاں جا کر آدھی سے دلی جذبات کو اخراج کا موقعہ دے۔ لیکن وہ اس کمرہ سے نکلا ہی تھا۔ کہ دو آدمی جو اسی بازار کے پہلے والے تھے عقاب کمنوں سے آتے ہوئے سٹرگیبل کی کھڑکی کے سامنے ایک دوسرے سے ملے سمولی سلام دعا کے بعد ان میں سے ایک کہنے لگا۔ میں اپنے دوست سٹرگیبل کو مبارکباد دیتے جا رہا تھا۔ مبارکباد دے دو اور سے نے متعجب ہو کر کہا۔ کس بات کی مبارکباد دینے جا رہے ہو؟ اس پہلے شخص نے جواب دیا۔ اس کی بیٹی کی شادی ہالہ اور سٹرگیبل سے ہو گئی ہے۔ تم نے یہ خبر نہیں سنی؟ شادی کی رقم آج ہی صبح ادا ہوئی ہے۔ اور میں نے اس کی خیر اس پارسی کی زبانی سنی ہے جس نے رقم شادی ادا کی تھی۔ دوسرے شخص نے بظاہر متعجب ہو کر کہا۔ لیکن میرا تو یہ خیال تھا۔ کہ مس بوہرٹ کی شادی یونٹارڈ چل سے ہونے والی ہے۔ خاموش رہا اس پہلے شخص نے کھٹی کھڑکی کی طرف پرسی نظر سے دیکھ کر کہا۔ اور اپنے دوست کا بازو اپنے بازو میں لئے چند قدم آگے کوچل رہا۔ لیکن اب ان کا واپس جانا یا ٹھہرنا بجا رہتا۔ کیونکہ بلضیب سٹرگیبل کے دل پر یہ خبر کمرے سے پھیلائیے کہ شادی کے معاملہ میں ایسی خوشگاہ پارسی ہوئی ہے۔ سٹرگیبل کی طرح گر گیا۔ اس کی حالت اس

بذریعہ مسافر کی طرح ہو گئی۔ جو صحرا میں تنہا چل رہا ہو۔ اور آدھی کا طوفان وہیں اُسے چیت خاک کر دے۔ چنانچہ جس وقت لیونارڈ باپ کے کمرہ میں واپس آیا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ وہ مرا پڑا ہے!

## باب ۱۷۸ بھوتوں والے مکان کا قصہ (۲)

واقعات مذکورہ کو تین سال کا عرصہ گزر گیا۔ موسم گرما کی ایک خوشگوار سہ پہر کا ذکر ہے کہ ایک طویل القامت تشکیل جوان اس نم کا فوجی لباس پہنے جیسے ڈریگن سپاہی پہنا کرتے ہیں۔ ریجنٹ سٹریٹ میں داخل ہوا۔ چہرہ دھوکے اثر سے سالنا تھا۔ مگر شریفانہ انداز سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ اگر وہ اس سے بہت کم قبول صورت ہوتا۔ تو بھی یہ غیر ممکن تھا۔ کہ کوئی شخص اس کی طرف توجہ دے بغیر پاس سے گزر جاتا۔ بدن اکہرا لیکن مضبوط تھا۔ ٹانگیں تیر کی طرح سیڑھی اور وہ بازوؤں کو منہ خاص انداز سے ہلا کر چلاتا تھا۔ جو فوجیوں سے مخصوص سمجھا جاتا ہے۔ گلچھچھوٹے لیکن گھومے ہوئے اور چکدار تھے۔ اور چھوٹی چھوٹی مونچھیں ایسی و لفریب تھیں۔ کہ کسی نہایت خود سر لڑکی کو بھی اس پر فریفتہ کر دیتیں۔ ذرا سے کھلے ہوئے لبوں کے اندر خوشامدانت ہوتوں کی لہریوں کی طرح چمکتے تھے۔ گہرے بھورے رنگ کے بال فوجی قواعد کے مطابق چھوٹے چمکے باوجود ٹوپی کے نیچے سے گھومتے ہوئے تھے۔ اور جہوں جن کی رنگت تقریباً سیاہ تھی۔ گہری نیلگوں آنکھوں پر بخراب و در صورت اختیار کے ہوئے تھیں۔ پھر ان آنکھوں میں اگرچہ ہلکی آفسروگی کی جھلک تھی۔ تاہم اس سے اس جوان کے مردانہ جن میں ذرا فرق نہیں آتا تھا۔ وہ ہی صاف۔ بوٹ پائش شدہ۔ چرمی دست تانے برف کی طرح سپید اور ان کے نیچے اس کے ہاتھ کئی خوبصورت عورت کے ہاتھوں کی طرح نہایت نازک تھے۔ مختصر یہ کہ وہ فوجی سپاہی کا بہترین نمونہ تھا۔ اور اگرچہ چہرہ پر امارت کی شان برتی تھی۔ پھر بھی اپنی جہنشت میں وہ ایک سہولی۔ بالکل سہولی حیثیت کا سپاہی تھا۔

ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ موسم خوشگوار تھا۔ اور سہ پہر کا وقت ایسا ہوتا ہے۔ جب شیشیل طبقہ کے لوگ رات کا کھانا کھانے سے پیشتر سیر و تفریح کے لئے صحرے باہر نکلتے ہیں۔

اس وقت بیجٹ سٹریٹ میں خوشنما گاڑیاں جن کے اندر خوش پوش بیڈیاں سوار ہوں۔ اور جیسے  
شاہزادہ روری پوش ناکھڑے ہوں بکثرت چلتی ہیں۔ ہیدل چلنے کے راستوں پر بھی ہجوم ہوتا ہے  
اگرچہ مختلف طبقات کے لوگوں سے ملا جلا۔ کیونکہ جس وقت دختران نو و سیر کیلپو باہر نکلتی  
ہیں۔ تو دختران جرم و گناہ کمائی کرنے کو سر بانڈا نظر آتی ہیں۔ اگرچہ ہمارا خیال ہے۔ لاخلاف  
کے رو سے آخر الذکر اول الذکر سے بدتر نہیں ہوتیں۔

اس شاہزادہ گاڑی کو دیکھئے۔ جس میں ایک عمر رسیدہ مالدار بیوہ اور اس کی سستہ  
اٹھارہ سال کی خوبصورت جوان لڑکی بیٹھی ہے۔ گاڑی ایک فیشن ایبل بناؤ کی دوکان کے  
سامنے رکنی ہے۔ اور وہ بیوہ اپنے طویل انقامت شکیلہ خادم کے بازو کے سہارے  
جھک کر اُترتی ہے۔ اس کی حسین دختر اس نازک اندام کم عمر خادم کی طرف ایک خاص نظر  
سے دیکھتی ہے۔ جو گاڑی کی کچھلی نشست سے اتر کر موڈ بانڈا انداز سے قریب آ کے کھڑا ہو  
جاتا ہے۔ اسی طرح اس سوار کو دیکھئے۔ جو گھوڑے پر چڑھا ہوا مزے مزے چلتا ہوا ایک گاڑی  
کی طرف نظر غور سے دیکھتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ آخر کار ایک خاص گاڑی کے قریب پہنچ کر جس کا  
اسے انتظار تھا۔ وہ اس جہیز سے چند باتیں کرتا ہے۔ جو تن تنہا اس میں بیٹھی ہے۔ کسی خاص  
مقتصد کے لئے کوئی خاص دن۔ خاص وقت اور خاص مقام منتخب کر لیا جاتا ہے۔ اور سوار  
اپنے دل میں مسرور ایک طرف کو چل دیتا ہے۔ اور وہ خطاب یا دینے خانوں بے نظری سے گاڑی  
کو تیز چلائی دوسری سمت کو ہولیتی ہے۔ اگرچہ اُس نے ایک ایسا فعل کیا ہے۔ جس کا انجام  
یقیناً اُس کے شوہر کی بے عزتی کا موجب ثابت ہوگا۔ یا انہیں بھی چھوڑ کر اس شاہزادہ چو اسہ  
گاڑی کو دیکھئے جس کی کھڑکی پر تاج امارت کا نشان بنا ہوا ہے۔ اور جس میں تین نہایت  
خوبصورت لڑکیاں اپنی ماں کے ساتھ جو بجائے خود شکیلہ ہے بیٹھی ہیں۔ کیا آپ یہ بات  
تسلیم کریں گے۔ کہ ان مسکراتے ہوئے چہروں کے نیچے دلوں میں کئی نوع فرسائے تفکرات  
موجود ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہی ہے۔ ان میں سے بڑی بھین سخت پریشانی کی حالت  
میں ہے۔ کیونکہ کمزوری کے لمحہ میں وہ مذہبات نفسانی کا شکار ہو کر تار و عصمت کو ایک  
گنہگار لیکن شکیلہ عاشق کے ہاتھوں میں لٹا چکی ہے۔ اور اب اس کی بہت کچھ ہواہ کہہ کر  
میں نہ صرف میرا دل نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ہمارا یہاں ہمیشہ کے لئے۔ تیار اور ہواہ ہواہ  
لیکن اس تصویر کو زیادہ مکمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں پھر اس شکیلہ فوجی سیاہی

کا رخ کرنا چاہیے جو کسی گہری فکر میں ریجنٹ سٹریٹ میں چل رہے۔  
وہ فکر مند کیوں ہے؟ اس لئے کہ لندن کو آخری مرتبہ دیکھے اسے تین سال گذر چکے  
ہیں۔ اور اب صدر مقام میں پھر ایک بار وہاں آنے سے اس کے دل میں صدی تکلیف وہ  
خیالات پیدا ہونے لگے ہیں۔ اسے اپنا عہد شباب اور وہ اُمیدیں یاد آئیں جو زمانہ مستقبل کو اسکی  
نظروں میں روشن اور چمکدار رنگوں میں پیش کرتی تھیں۔ اسی سلسلہ میں اسے وہ انتہائی مایوسی  
اور مصیبتیں بھی یاد آئیں جنہوں نے ان اُمیدوں کی جگہ لے لی۔ اور اس نے اپنی موجودہ  
حالت کا مقابلہ اس حالت سے کیا جو عام حالات میں ہونی چاہئے تھی۔ اس کے دل میں اسکی  
یاد بھی تازہ ہوتی جس سے اُسے دیوانہ وار محبت تھی... اتنی گہری محبت کہ وہ اس کا پرستار  
بن چکا تھا۔ اور وہ تصور اس کے لوح سینہ پر کبھی نہ محو ہونے والے طریق پر نقش ہو چکی  
تھی۔ اس میں شک نہیں اثرات زمانہ نے اسے اس قسمت پر شاکر ہونا سکھا دیا تھا۔ جو اس  
کے حصہ میں آتی تھی... اس قسمت پر جس میں اس کے لئے کسی طرح کی تبدیلی پیدا کرنا عملی  
لموہر پر غیر ممکن تھا۔ اور جس پر انسان کو باہر مجموعی راہنی برضا ہونا پڑتا ہے۔ اس کام میں  
اسے عیسائیت کے سچے عقاید اور اس ذات پاک کی مرضی کو افضل سمجھنے کے حصول نے  
بہت مدد دی تھی۔ جو ساری کائنات کا مالک اور انتظامات عالم کا قسام اول ہے۔ اور  
ان باتوں نے اس غم و اندوہ کو جو بصورت دیگر اس پر اثر پذیر ہوتا۔ ایک حد تک کم کر دیا  
تاہم بعض موقعے اب بھی اس قسم کے پیش آتے تھے۔ جب اس کے خوبصورت چہرہ پر  
غم کے بادل چھا جاتے اور اس کا دل اس زور سے تلملانا۔ کہ معلوم ہوتا تھا وہ پھٹنے کے  
قریب ہے۔ یہی حالت اس وقت اس کے ذہن کی تھی جبکہ وہ صدر مقام کے فیشنبل  
حصہ سے گذر رہا تھا جہاں ایک دن پیشتر وہ فوج جس سے اُس کا تعلق تھا قیام پذیر  
ہو چکی تھی۔ اس طرح بازار میں پھرنے سے کوئی خاص مقصد اس کے پیش نظر نہ تھا۔ وہ کسی  
دور سے ملنے کے لئے نہیں جا رہا تھا۔ کیونکہ لندن میں کوئی اسکا دورت نہیں تھا صرف  
ایک ذات خاص ایسی تھی جس کے ساتھ اس کی دلچسپیاں وابستہ تھیں۔ یعنی وہ حسینہ۔  
جس سے اس کو بے انتہا محبت تھی۔ اور جس کے ساتھ اس کی محبت ہر قسم کی تمکینوں اور  
یاوسیوں کے باوجود اب تک قائم تھی۔ مگر حالات پیش آمد میں وہ اس قدر جزبات نہ کر سکتا  
تھا۔ کہ اُس سے ملنے جاتا۔ یا کم از کم کسی سے اسکے حالات ہی دریافت کرتا۔ صدر مقام

کو وہیں آنے سے اس کے مزاج میں ایک قسم کی برہمی پیدا ہو چکی تھی۔ بارک میں رہ کر اُس کا جی نہیں لگتا تھا۔ اور نہ کوئی کتاب دیکھنے کو جی چاہتا تھا۔ حالانکہ بالعموم وہ مطالعہ کا بہت شائق تھا۔ پس وہ محض اس خیال سے کہ شہر میں چہل قدمی کرنے سے شاید طبیعت بہل جائے گی اور وہ ناگوار خیالات جو سینہ پر حاوی تھے رفع ہو جائیں گے۔ سیر کرنے نکلا تھا۔

چلتے چلتے وہ کوادرنٹ کے قریب پہنچا تھا۔ کہ یکایک اس کی حالت اس شخص کی سی ہو گئی جس کے بدن میں رعشہ ہو یا جس پر دفعتاً کسی نامعلوم ہاتھ نے وار کیا ہو۔ جہاں کھڑا تھا وہیں رک گیا۔ لڑکھڑا کر چند قدم پیچھے ہٹا۔ اور ایک ستون کے ساتھ پیٹھ لگا کر سہارا لیا۔ اس وقت اس کے چہرہ سے بڑے غصہ و غم کا اظہار ہوتا تھا۔ اس تبدیلی ہیئت کی وجہ یہ تھی کہ اس نے وہ شخصوں کو ایک دوکان سے نکلتے دیکھا جنہیں اُس نے پہچان لیا۔ اور جن میں سے ایک پراسکی نظر میں اس طرح لگ گئیں۔ گویا اس کی صورت نے اسے مسحور کر لیا ہو۔ آہ! یہ ایلین ہی تو تھی۔ وہی ایلین جس سے اُسے محبت تھی۔ اور جس سے محبت کرنے کے جرم میں اُس نے ساری مصیبتیں برداشت کی تھیں۔ وہی ایلین اس وقت اپنے عمر رسیدہ شوہر کے پہلو میں چل رہی تھی یعنی اس شخص کے ساتھ جس نے اُس سے شادی کر کے غریب لیونارڈ چل سے اس کا تبارع و بستگی چھین لیا تھا۔ لیکن اس کی صورت کو نہ تو خود اس خاتون نے اور نہ مشرگمبیل نے دیکھا۔ کیونکہ دوکان سے نکل کر وہ کوادرنٹ میں آگے کی طرف چلتے گئے۔ اور اس طرح پر اس مقام کی طرف جہاں ہمارا نوجوان سپاہی کھڑا تھا ان کی پشت ہو گئی۔ فوراً اوسان بجال کر کے اور جلدی سے پیشانی پر ہاتھ پھیر کر گویا وہ اس دھند کو جو اُس کی آنکھوں کے سامنے چھانے لگی تھی رفع کرنا چاہتا تھا۔ لیونارڈ چل۔۔۔ کیونکہ یہ جوان جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہی تھا۔ ہجوم کو چیرتا ہوا ایلین کے تعاقب میں چلنے لگا۔ مگر چند ہی قدم چل کر جھپٹنے والی سبکی کی طرح یہ خیال اس کے دل میں نمودار ہوا۔ کہ میری اس سے ملاقات کرنے کی حیثیت کیا ہے؟ وہ ایک خوش پوش خاتون۔ اپنے مالدار شوہر کے ساتھ اور میں ایک غریب سیاحی۔ آہ! اوسو سٹی کی مصنوعی تقسیم کے تکلیف دہ باران بھی کسی شخص کو اس قدر ناگوار نہ گذرے ہونگے۔ جیسے اس وقت لیونارڈ چل کو محسوس ہوئے۔ اس لئے نہیں کہ ایلین کی محبت پر کسی طرح کا شبہ

تھا۔ اس لئے بھی نہیں۔ کہ اسے اندیشہ تھا وہ میرے ساتھ سرو مہری کا سلوک کرے گی۔ بالکل نہیں۔ اس کے تامل کی وجہ محض یہ تھی۔ کہ موجودہ حالات میں میرا اس سے ملنا آداب تہذیب کے منافی ہوگا۔ حالات پیش آتے ہیں یہ سراسر نامناسب ہے۔ کہ میں اس سے ملنے کی جرأت کروں۔ اس خیال کے زیر اثر وہ چلتا چلتا رک گیا۔ اور کوارڈنٹ سے اس بازار کی طرف ہولیا جو گولڈن سکویئر کی طرف نکل جاتا ہے۔

کسی محمود شرابی کی طرح چلتا ایسی حالت میں انکھیں خارجی طور پر وقت باصرہ سے محروم تھیں۔۔۔ شاید اس لئے کہ اس کے سارے قوائے طبعی ذہنی و ادنیٰ غور و فکر میں منہمک تھے وہ آگے کو چلتا گیا۔ اس وقت اسے معلوم ہوتا تھا۔ کہ میں سچ دیوانہ ہوتا جا رہا ہوں۔ دماغ میں خوفناک تلامح تھا۔ لیکن اس کے دل میں وہی ایک تصویر تھی جو کئی سال کے اثرات کے باوجود اب تک نہیں مٹی۔ اور جس کے نقوش کو آج کے واقعے نے از سر نو تازہ کر دیا تھا۔ آج اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ وہ اتنی ہی خوبصورت ہے جیسی کسی زمانہ میں تھی۔ بلکہ اگر ممکن سمجھا جائے۔ تو حالت بدوغ میں وہ اسے پہلے سے بھی وہ چند خوبصورت نظر آئی۔ اگرچہ اس کے خوشنما چہرہ پر ہلکی سی زردی اور افسردگی کی علامات موجود تھیں۔ تاہم یہ باتیں اس کی خوبصورتی کو کم کرنے کی بجائے دو بالا کرتی تھیں۔ بتدریج اس کے خیالات نے ایک معینہ صورت اختیار کر لی تشریح کی۔ جوش کا وہ بلون زبان جو اس کے دماغ میں تلامح پیدا کر رہا تھا۔ رختہ رفتہ فرد ہونے لگا۔ اور جس طرح کوئی شخص انتہائے یاس میں بھی امید کی صورت پیدا کر لیتا ہے۔ اسی طرح اس پریشانی میں یہ خیال اس کے لئے موجب تفریح ثابت ہوا۔ کہ اس کے چہرے پر افسردگی کی جھلک موجود تھی۔ اس کے لئے اس کی وجہ معلوم کرنا دشوار نہ تھا۔ وہ سمجھ سکتا تھا۔ کہ یہ افسردگی ناخوشی کی علامت ہے۔ اور وہ ناخوشی میری جدائی سے وابستہ ہے۔

اس سے اسکو معلوم ہوا کہ اس نے مجھے فراموش نہیں کیا۔ عہد شباب کی محبت کی یاد اب تک اس کے دل میں بھی تازہ ہے۔ اور کیا عجب کہ جس طرح مجھے اُس سے آجتاک گہری محبت ہے۔ اسی طرح اُسے بھی ہو۔ یہ خیال جب قدر زیادہ اغلب محسوس ہوا۔ اسی قدر اس کی پیدا کردہ حسرت دو بالا ہوتی گئی۔ اب وہ پہلے کی طرح اُمید سے محروم اور انتہائی یاس میں مبتلا نہیں تھا۔ مگر اُمید!۔۔۔ آہ! اسے کس بات کی اُمید ہو سکتی تھی؟ وہ خود یہ سوچ کر حیران تھا۔ کہ اُمید کا اور مجھ سے واسطہ! لیکن اس سوال کو اُس نے فوراً ہی اپنے ذہن میں

دبایا۔ اس نے اس پر غور کر کے طبیعت کو پریشان کرنا سب نہیں سمجھا۔ بلکہ ان خوشیوں سے بہرہ اندوز ہونا غنیمت جانا۔ جو اسید افزا خیالات کی بدولت پیدا ہو رہی تھیں۔ آخر کار جب وہ اس خواب شیریں سے بیدار ہوا۔ تو یہ جان کر سخت حیرت ہوئی۔ کہ میری محبت نے کس قدر طول مدت اختیار کی۔ کیونکہ اس ادھیڑ رات میں اپنے خیالات میں مستغرق وہ بے شمار بازاروں سے گذر کر عظیم ماحصلہ طے کر کے وائر ٹوپل کی چوٹی کی چوکی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ پل پر سوار ہو کر وہ اس کے ایک جھرم میں بیٹھ گیا اور سہ پہر کے واقعات پر پھر ایک بار غور کرنے لگا۔

سوال پیرا ہوتا ہے کہ لیونارڈ مجل نے نیم خواب کی سی حالت میں جس میں وہ چلتا رہا تھا وائر ٹوپل کا راستہ کیونکر افادہ کر گیا؟ اس لئے کہ یہ راستہ سٹیٹھورڈ سٹریٹ کو جانا ہے۔ وہ اصل اس بے خبری میں جس میں وہ قدم اٹھاتا رہا تھا۔ کوئی غیبی اور نہ رکنے والا اثر اس کے قدموں کو اسی سمت میں چلاتا رہا۔ اور اب اس جگہ میں بیٹھ کر بے اختیار یہ خواہش اس کے دل میں پیدا ہوئی۔ کہ پھر ایک بار سٹیٹھورڈ سٹریٹ میں جا کر اسی عمارت کو دیکھوں۔ جہاں میری زندگی کا ابتدائی پر لطف زمانہ بسر ہوا تھا۔ اس مکان کو بھی دیکھوں جہاں میرے دل کی مالک سکونت پذیر ہے۔ لیکن کیا اُسے معلوم تھا۔ سٹریٹ گیل ابھی تک سٹیٹھورڈ سٹریٹ والے مکان ہی میں رہتا ہے؟ واقعہ میں وہ اس معاملہ سے بالکل بے خبر تھا۔ اور اب جو یہ خیال پیدا ہوا تو خواہش پیدا ہوئی۔ کہ اس سوال کو بھی حل کر لینا چاہیے۔ لیکن اس خواہش اور فریب کے باوجود اُسے سٹیٹھورڈ سٹریٹ میں چلنے کو اگائی تھی۔ اس کے دل میں رہ رہ کر اس فرض کے احساس کی وجہ سے تامل پیدا ہوتا تھا۔ جو اُس کے ذہن میں حسدینہ کی طرف سے جس سے اُسے محبت تھی۔ اس کے شوہر اور خود اپنی ذات کی طرف سے تھا۔ اُسے خیال آیا۔ کہ میں کیوں دوبارہ اُس سے ملنے کی کوشش کروں۔ جس کا نتیجہ ممکن ہے۔ خود اس کے جو اپنے شوہر کی عقیدت کیش بننے کی کوشش کر رہی ہے۔ مزاج میں برہمی پیدا کر دے۔ کیا ضرورت کہیں کوئی ایسی حرکت کروں۔ جس سے اس عمر رسیدہ شخص کے دل میں جوش رقابت پیدا ہو جو یقیناً اپنی جوان بیوی کو ایک بیش قیمت جوہر کی طرح محفوظ رکھتا ہے۔ اور کس لئے میں اس سے مل کر خود اپنے غم و اندوہ کو تازہ کرنے کا موقعہ آنے دوں۔ جو ظاہری حالات میں ہمیشہ کے لئے مجھ سے جدا ہو چکی ہے۔ یہ خیالات رہ رہ کر اس کے دل میں پیدا ہوتے تھے۔ ان کی

بنا پر اس نے بارہا اپنے دل کو سمجھانے اور اس کے احساسات کو سمجھنے کی کوشش کی۔ کئی مرتبہ اس نے ان خواہشات کو دباناجانا جو اُسے پھر ایک بار اس مقام کی طرف چلنے پر اکسارتی تھیں جہاں اُس کی زندگی کا سب سے خوشگوار اور سب سے پرست نمانہ بسر ہوا تھا۔ مگر باوجود اپنی فطری راست شعاری۔ فیاضی طبع اور باعزت خیالات کے لیونارڈ چیل آخر ہماری طرح کمزور فانی انسان تھا۔ پس کیا عجب کہ اپنے دل میں ان سوالات پر غور کرتے ہوئے بے اختیاری کی سی حالت میں اس کے قدم اُبل رہے سٹیٹفورڈ سٹریٹ کی طرف چلنے لگے۔

جس وقت وہ اہلے بازار کے سرے پر پہنچا۔ جہاں اس کا اتصال بلیک فرائر یزروڈ سے ہوتا ہے۔ تو اس نے اپنی رفتار کم کر دی۔ لیکن اس سستی رفتار کے باوجود قلب کی تیزی میں فرق نہیں آیا۔ جوں جوں وہ آگے کو قدم بڑھاتا تھا۔ دل کا اختلاج بڑھتا جاتا تھا۔ جتنے کہ جس وقت وہ اس مقام پر پہنچا۔ جہاں سے یہ تیسوں مکانات نظر آتے تھے وہ رُک گیا۔ خدا ہی جانتا ہے۔ اس وقت اس کے سینہ میں کس قسم کے جذبات ملامت پیدا کر رہے تھے۔ ذرا دیر کے لئے رُک کر وہ پھر حوصلہ کر کے پوری ہمت سے کام لے کر آگے کو چلا۔ وہ مسٹر گیمبل کے مکان کے پاس سے گزر رہا تھا کہ بے اختیاری میں اُس کی نظر کھڑکی کی طرف اٹھ گئی۔ وہاں اُس کی نگاہیں ایلین سے دوچار ہوئیں۔ اور اُسے اس کے خوشنما لبوں سے ازراہ استعجاب ہلکی سی چیخ سنائی دی۔ اس کے بعد وہ خوشنما چہرہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ کیا اُسے غش آگیا تھا؟ نہیں۔ اُس کے جذبات چند منٹ کے لئے غالب ثابت ہوئے تھے۔ مگر جلدی ہی وہ سنبھل گئی۔ اور دوبارہ کھڑکی میں نمودار ہو کر اس نے اس قسم کا اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ جانا نہیں۔ میں ابھی تمہارے پاس آئی ہوں۔ یہ سب کچھ اس قدر جلد ہوا کہ کسی ہمسایہ نے نہیں دیکھا۔ اگرچہ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر اس وقت ہزار آنکھیں بھی مسٹر گیمبل کے مکان کی طرف لگی ہوئی ہوتیں تو ایلین پھر بھی وہی کرتی۔ جو اس نے اب کیا۔ کیونکہ اس وقت اُس ایک ذات کے سوا جسے دیکھے ہوئے اُسے تین سال ہو چکے تھے اور کوئی شخص اُسے نظر ہی نہ آتا تھا یہ اشارہ پاکر لیونارڈ کے دماغ میں مسرت کا سرور پیدا ہو گیا۔ کچھ تو اس اشارہ اور کچھ اس حسینہ کے چہرہ کے آثار سے مطلب سمجھ کر یہ مشکل اس بات کا یقین کرتے ہوئے کہ ایسی غیر معمولی خوشی میری قسمت میں ہو سکتی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اس بات پر غور نہ کرتے

جوئے کہ جو کچھ میں کرنے لگا ہوں۔ وہ کس حد تک واجب ہے۔ لیونارڈ آگے کی طرف چلتا گیا۔ سوطی مکان اب تک سٹریٹ پر فٹ تھا۔ کسی قبضہ میں تھا۔ کیونکہ اس کا نام دروازہ پر پستیل کے سائٹ بورڈ میں لکھا ہوا تھا۔ لیکن سرے والا مکان جس میں لیونارڈ کی ابتدائی زندگی بسر ہوئی تھی۔ اور جس میں اس کے باپ نے دفعتاً بیٹے کی مایوسی کا صدمہ برداشت نہ کر کے جان دے دی تھی۔ بند تھا۔ اور اس کے اوپر اس مطلب کا ایک بورڈ آویزاں تھا۔ کہ یہ مکان کرایہ کے لئے خالی ہے۔ لیکن نوجوان سپاہی کو زیادہ عرصہ تک اپنے عہدہ ماضی پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا۔ کیونکہ یہ جانتے ہوئے۔ کہ امین بہ حال مجھ سے اپنے مکان کے قریب ملنا پسند نہ کرے گی۔ وہ بلیک فرارزرو وڈ سے گزر کر ہالینڈ سٹریٹ کی نلڈر پہنچ کر ادھر ادھر چلنے لگا ذرا دیر بعد وہ بھی اسی طرف، کو آتی نظر آئی۔ وہ اور آگے آگے چلتا ایک ایسے مقام کی طرف ہوا۔ جو اپنی تنہائی اور عیبوں کی وجہ سے ایسی ملاقاتوں کے لئے خوب تھا۔ انجام کار وہ رنگ گیا۔ اور اس کے لمحہ بھر بعد اس کے دل کی مالک اس کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے ایک معمولی ٹوٹی اور سادہ شال پہنا ہوا تھا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ راہروں میں سے کسی کو ایک معمولی حیثیت کی عورت کو ایک عام فوجی سپاہی کے پاس کھڑے دیکھ کر تعجب نہیں ہوا۔

لیکن اگر کوئی دیکھنے والا ہوتا بھی۔ تو انہیں کیا پروا تھی۔ اس وقت ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خیال کے سوا کسی اور کا خیال ہی نہ تھا۔ ان کی آنکھیں ایک دوسرے کو دیکھنے کے سوا کسی مخلوق کو بالکل نہیں دیکھتی تھیں۔ انتہائی خوشی میں بھی انتہائی غم کی طرح زبان بند کرنے کی تاثیر ہے۔ ایک دوسرے سے بلکہ کسی کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔ لیونارڈ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبا یا۔ اور پھر اسے بازو کا سہارا دے کے ہالینڈ سٹریٹ کی طرف چلنے لگا۔ دونوں نے چند بے لفظوں میں سوالات پوچھے جن کا سرسری جواب دیا گیا۔ لیکن الفاظ سے زیادہ موثر وہ نگاہیں تھیں۔ جو وہ ایک دوسرے پر ڈال رہے تھے۔ چند منٹ کے عرصہ میں سو فٹ واک کپل کے قریب پہنچ گئے۔ اور اس پر چڑھ کر ایک حجرہ میں جا بیٹھے۔ یہاں وہ حجاب جواب تک دونوں کی طرف سے ظاہر ہو رہا تھا۔

رفع ہو گیا۔  
لیونارڈ نے اس حسینہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے اور اس کے چہرہ کو پر حجت نظر

سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "ایلن آخر کار ہم پھر ملتے ہیں۔ مگر کن سرت نیز حالات میں! اس حسینہ نے شرتاتے ہوئے اپنے چہرہ کو فرش زمین کی طرف بچھکا کر کہا۔ "لیکن میں اسید کرتی ہوں۔ تم اس وجہ سے مجھے برا نہیں سمجھتے ہو گے۔ کہ ایک فوری اور ناقابل فرخو خواہش کے زیور اثر میں نے اپنے شوہر کی عارضی عدم موجودگی میں تم سے ملنے کی جرات کی۔ اور میں تمہارے اپنے منہ سے پرسننے کے لئے آئی۔ کہ تم خوش ہو! خوش! لیذا رڈ نے تلخی کے لہجہ میں کہا۔ "اے ایلن خوشی اس دن سے میری قسمت سے مٹ گئی۔ جب تم سے جدا ہونا پڑا۔ پھر اس خیال سے کہ میرے الفاظ اس حسینہ کو اور زیادہ رنجیدہ کرنے کا موجب نہ ہوں۔ کیونکہ اس کلمہ نے ہی اس کی نفسی آنکھوں میں قطرات اشک پیدا کر دیئے تھے۔ وہ کہنے لگا۔ "ایلن یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ میں اس لئے تمہیں برا سمجھوں۔ لیکن اس ضمن کی طرح جو اپنے بھائی سے ملنے کے لئے آئی ہو۔ چند منٹ کے لئے اس شخص سے ملنے کے لئے آئیں جو تمہارے اپنے مکان پر جلنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ مگر یہ ہے تم نہ بتاؤ۔ کیا تم اپنی حالت میں خوش ہو؟ اس حسینہ نے کچھ جواب دینے کی کوشش کی لیکن جذبات کا ہجوم اس قدر تھا۔ کہ آواز گلے ناک آکر رک گئی۔ اور اس نے زار زار و ناسا سہرے کر کے اپنے اپنے احساسات پر قابو رکھنے کے ناقابل ہو کر لیوا رڈ نے اُسے چھائی سے لگایا۔ اور اُس کے آنسوؤں سے بھیگے ہوئے رخساروں اور نناک ہونٹوں پر ہزار ہا بوسے دیئے۔ کیونکہ اس وقت اس حجرہ کی تنہالی میں سوئے خدا کی آنکھ کے اور کوئی آنکھ نہیں دیکھنے والی رہتی۔

اسی طرح چند منٹ گذر گئے۔ اور پھر جب انہیں قوت گویائی حاصل ہوئی۔ تو اس وقت الفاظ جو ان کے منہ سے نکلے وہ اس قدر ہلکی آواز میں۔ اتنے دردناک اور اس وجہ الم شہزادے تھے۔ کہ یہ معلوم کرنا ذرا ہی دشوار نہ تھا۔ ان کی محبت اثرات زمانہ کے باوجود اس ناک شکست نہیں ہوئی۔ ایلن کہنے لگی۔ "لیونا رڈ تم نے بڑی غلطی کی کہ اپنے باپ کے دغ کے بعد فوراً ہی گھر بار اور وہ سوتوں سے علیحدہ ہو گئے۔ اس میں شک نہیں ہمیں تمہاری نسبت قطعی لاعلمی رہتی۔ کیونکہ تم اس مطلب کا قصد چور نہ کرتے۔ کہیں تم اس میں جبری ہو کر اپنی زندگی اس پیشہ میں بسر کرنا چاہتا ہو۔ لیکن میں پوچھتی ہوں۔ آخر اس انتہائی ضرورت کیا تھی؟" وہ نوجوان کسی قدر غلامت سے براہمہر میں کہنے لگا۔ "کیا تم میرے خیالات

کو نہیں سمجھ سکتی ہو۔ والد کے انتقال کے بعد میرے لئے غیر ممکن تھا۔ کہ میں وہ آسامی حاصل کرتا جس کے لئے انہوں نے اہتمام کیا تھا۔ اور ان کی آمدنی کا بھی ان کی وفات کے ساتھ ہی خاتمہ ہو گیا میرا مسٹر پروفیسر پرائیڈ کے لئے کوئی حق باقی نہیں تھا۔ اور نہ میں کسی سے امداد لینا مناسب ہی سمجھتا تھا۔ ان حالات میں آخر میں کیا کرنا؟ والد کے ذمہ جو چند رقم فرضہ کی حق میں مان کی ادائیگی سامان فرنیچر و خدمت کر کے کی گئی۔ اور میں نے اس مقام سے رخصت ہو جانے کی سب تیاریاں کر لیں۔ تاکہ تمہارے وہاں آئے سے تیرے ہی میں کسی طرف کو چلا جاؤں۔ اس مقام سے جس کے ساتھ مجھے حد درجہ دل بستگی تھی چل کر میں ہونسلو میں گیا۔ اور وہاں فوج میں بھرتی ہو گیا۔ کل میری جہٹ کو لندن آنے کا حکم دیا گیا۔ اور یہاں آنے کے چند گھنٹے بعد مجھے تم سے ملکہ وہ خوشی حاصل ہوئی ہے۔ جس کی اس بل زار کو بعید ترین امید نہ ہو سکتی تھی۔ اس کیفیت کے بعد ایلن میں چاہتا ہوں۔ کہ ہم زمانہ ماضی کا ڈرہ چھوڑ دیں۔ کیونکہ میرے اندر اس زمانہ کے واقعات پر غور کرنے کی تاب نہیں۔ مگر الہی! اس نے ریکا ایک رک کر بڑے پرجوش لہجہ میں کہا: "کس لئے مجھے زمانہ ماضی پر نظر بازگشت دلانے میں تامل ہے؟ یہ خوشی جو اس وقت مجھے حاصل ہے۔ محض عارضی ہے۔ اور آئندہ کے لئے کچھ بھی امید نہیں۔" اتنا کہہ کر اس جوان نے اپنا منہ دونو ہاتھوں میں چھپایا اور بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر رونے لگا۔

ٹام نے یہ حالت ناقابل برداشت ہے۔ "ایلن نے مایوسانہ لہجہ میں کہا۔ لیونارڈ میں التجا کرتی ہوں۔ تم دو نہیں میرے پیارے میں یقین دلاتی ہوں۔ کہ مجھے اب بھی تم سے اتنی ہی محبت ہے جیسی پہلے تھی۔ اور مجھے اس اقرار محبت میں ذرا بھی تامل نہیں۔" اوہ! کیا یہ ممکن ہے! کیا میں اپنی قوت سامعہ پر یقین کر سکتا ہوں! بوجہاں سپاہی نے جس کے چہرہ پر خوشی اور راحت کی چمک اس طرح پیدا ہو گئی تھی۔ یہی عجز ہوئے ہوئے آفتاب کی کرنیں بادلوں کو منور کر دیتی ہیں۔ اس حسینہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر ذرا رک کر وہ کہنے لگا۔ "مگر ایلن تم اس بات کو نظر انداز کر رہی ہو۔ کہ اب تم دوسرے شخص کی بیامتا بیوی ہو۔ اور وہاں کہ درمیان ایک ناقابل عجز صلح حاصل ہے۔ یہ کہتے ہوئے اس کے چہرہ پر پھر ایک بار غم کا بادل چھا گیا۔ ایلن یہ سن کر مایوسی اور کینہ و رطابت کے لہجہ میں کہنے لگی۔ "کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں اب مجھ سے محبت نہیں رہی؟" تم سے محبت نہیں رہی! لیونارڈ نے مضطرب ہو کر کہا۔ "ہائے ایلن کیا یہ ممکن ہے! اور یہ کہتے ہوئے اس نے پھر ایک بار اس حسینہ کو اپنی چھاتی

سے لگایا۔ اس کے لبوں اور رخساروں پر پے درپے جوش سے بوسے دیئے۔ اور خود اس حسینہ نے بھی ویسی ہی گرجبوشی سے نگہار محبت کیا۔ ایلن تم اپنے دل میں خوب جانتی ہو کہ مجھ تم سے محبت ہی نہیں۔ میں تمہارا پرستار ہوں۔ لیونارڈ نے پیار کے لہجہ میں کہا۔ وہ بولی۔ لیونارڈ سچ جانو۔ مجھے بھی تم سے کچھ کم محبت نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ حالات نے ایک اور شخص کو میری زندگی کا مالک بنا دیا ہے۔ لیکن میری روح کے مالک پیارے لیونارڈ پہلے بھی تم تھے اور اب بھی تمہیں ہو۔ کوئی وجہ نہیں کہ میں اپنے جذبات کو تم سے چھپانے کی کوشش کروں۔ یقین جانو ہماری سابقہ ملاقات کے بعد میری حالت میں عظیم تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔ اب میں واقعات کو اس نظر سے نہیں دیکھتی جس سے دیکھا کرتی تھی۔ سچ یہ ہے کہ مجھے اس بات کا سخت ہی صدمہ ہے کہ مجھے اس وجہ سے کی خاطر جس کی لوگ اتنی قدر کرتے ہیں۔ لیکن جو محبت کے سانسے ایک بالکل حقیر چیز ہے۔ فروخت کیا گیا۔ میں مجبور ہوں۔ اور ان خیالات کو دل نہیں سکتی۔ جو میرے سینہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ بہر حال مجھے والد سے اب وہ پہلی سی محبت آ رہی۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ اُس نے مجھے جو اس کی اکلوتی بیٹی تھی۔ اور جس کی راحت کا اسے سب سے زیادہ خیال ہونا چاہیے تھا۔ اپنی خود غرضی پر قربان کیا۔ لیونارڈ یہ خیالات رنج و ادرا میں کُن میں۔ لیکن میں کہہ چکی ہوں۔ کہ ان پر غالب آنا میرے اختیار میں نہیں۔ یہ سچ ہے۔ کہ والد اب ہر طرح مالدار اور صاحب اقبال ہیں۔ اور کئی مرتبہ وہ میرا شکر یہ بھی ادا کر چکے ہیں۔ کہ میں نے انہیں انتہائی مصیبت سے بچایا۔ یہ بھی درست ہے۔ کہ میرا شوہر مجھ سے بڑی توجہ اور مہربانی سے پیش آتا ہے۔ لیکن ایمان کی بات یہ ہے کہ نہ مجھے اس شکر یہ اور نہ توجہ نہ مہربانی کی خواہش ہے۔ میری حقیقی راحت شکرست ہونگی۔ میری امیدوں پر پانی پھر چکا۔ اور وہ تمام خوشیاں جو عہد شباب سے وابستہ تھیں مٹ گئیں۔ بعض واقعات بتی میں آتا ہے۔ اس باپ کا قرب چھوڑ کر کسی طرف کوچی جاؤں جسے میں ایک دشمن کی حیثیت سے دیکھنے پر مجبور ہوں۔ اور اس شہر کے پاس بھی نہ رہوں جس سے مجھے روزانہ دل سے نفرت ہے۔ لیکن کیا کروں۔۔۔ یہ تو تری الفاظ آہنگی کے ساتھ زور وار لہجہ میں کہتے ہوئے ایلن نے اپنا خوشنا چہرہ جو دلی جوش کے باعث سرخ ہوتا تھا۔ اپنے دلدار کے اکتوں پر رکھ دیا۔ اور شوق سے اُسے لاسہ دیا۔ لیونارڈ ایک ایسی آمد میں جو ناقابل بیان امتگوں کی وجہ سے پکپار ہی تھی کہنے لگا۔ کیا تم میرے ساتھ کسی طرف چلی جاؤ گے کو تیار ہونا؟ ایلن نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ لیکن جس شوق سے اُس نے اس کا ہاتھ اپنے گرم سرخ

ہنوتوں سے لگایا۔ وہ اس سوال کا کافی واضح جواب تھا جلدی ہی لیونارڈ افسردگی کے لہجے میں کہنے لگا۔ "افسوس کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔" ان الفاظ سے اس حسینہ کا بدن اس طرح سنبھل گیا۔ گویا کسی نے اس پر برتن کا تودہ رکھ دیا ہو۔ اور وہ نمایاں طور پر کانپتی۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ لیونارڈ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ اسے نیا وہ عرصہ انتظار کی حالت میں رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ تم میرے بدن پر یہ فوجی وردی دیکھ رہی ہو۔ اس وردی کے ساتھ سینکڑوں مصیبتیں ہزاروں سختیاں نہایت پریشان کن ضبط انتظام اور روح فرسا تکالیف وابستہ ہیں۔ یہ وردی اس خواہش کی راہ میں جس کا اظہار تم نے ازراہ فیاضی کیا۔ ایک عظیم رکاوٹ حاصل کرتی ہے۔" مگر گویا ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ کچھ روپیہ ادا کر کے تمہیں اس فوجی ملازمت سے آزاد کرالیا جائے؟" ایمن نے شرماتے ہوئے بچہ کو منہ جھکا کر کہا۔ لیونارڈ افسردگی کے لہجے میں کہنے لگا۔ "ایمن جی! وقت میں فوج میں بھرتی ہو۔ تو میں نے اس بات کا حلف لیا تھا۔ اور وہ حلف لیتے ہوئے زمین و آسمان کی تمام مقدس چیزوں کا واسطہ دیا تھا۔ کہ میں اس پیشہ ہی میں رہ کر اپنا دور زندگی ختم کر دوں گا۔ اور اگر ممکن ہوا۔ تو اپنی کوشش سے فوج کے کسی اعلیٰ عہدہ تک پہنچوں گا میں نے شباب کی بے خبری میں یہ عہدہ کر لیا۔ مگر جب واقعات کو دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ میری یہ امید ہرگز پوری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سچ یہ ہے۔ کہ انگریز سپاہی کی نوکری نہایت ہی اذیت ناک ہے۔ اور اس کے سلسلہ میں ترقی کا خواب دیکھنا۔ نااہل و قطعاً غیر ممکن ہے۔" یہ کہتے ہوئے لیونارڈ نے ایک وحشیانہ تہقیر لگایا۔ مگر جلدی ہی سنجیدگی کا انداز اختیار کر کے وہ کہنے لگا۔ میں اپنے اس حلف کو مقدس سمجھتا اور یقین کرتا ہوں۔ کہ تم جو مجھ سے محبت کرتی ہو مجھے ہرگز اسے توڑنے پر آمادہ نہیں کرو گی۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جس طرح ہم نے آج ملاقات کی۔ اسی طرح آئندہ بھی گاہ بگاہ ملتے رہیں۔" خیر تو مجھے اسی وعدہ پر اکتفا کرنا ہو گا۔" پر جوش حسینہ نے کہا جس کی نہایت ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ کہ نصیبت۔ باپ کی سختی اور اس عمر رسیدہ شخص کی خود عرضی نے جس نے اسے روپیہ کی مدد سے خریدا۔ ان تمام نازک احساسات کو تلف کر کے ان خوبیوں کو جو شادی سے پیشتر زمانہ مصروفیت میں اس کا حصہ تھیں بالکل مٹا دیا تھا۔ لیونارڈ کہنے لگا۔ "ہاں۔ لازم ہے ہم دونوں اس پر قناعت کریں۔ اور اب میری پیاری ایمن وقت آگیا ہے کہ میں تمہیں الوداع کہوں۔ کیونکہ" یہ کہتے ہوئے اس کے لہجے سے دلی پرچ کا اظہار ہونے لگا۔ کیونکہ اگرچہ میں ایک بالغ شخص ہوں۔ تاہم میرا تعلق ملازمت کے ایک ایسے صیغہ سے

ہے جس میں بالوں سے بھی بچوں کی طرح سلوک کیا جاتا ہے۔ مجھ پر وقت کی پابندیاں عائد ہیں اور میں دیر ہو جانے سے ڈرتا ہوں، ایلین زار زار رونے ہوئے کہنے لگی۔ "خدا جلد وہ وقت لائے کہ تم اس مصیبت کی نوکری سے سبکدوش ہو۔" لیڈنارڈ نے اسے پھر ایک بار بھانپتی سے لگایا اور کہنے لگا۔ "ایلین، میری غلطی تھی، کہ میں نے کوئی ایسی بات کہی جس سے تمہیں سچ پہنچی اس کے لئے میں تمہیں معافی کا خواستہ کرتا ہوں، لیکن سنوٹ اور وہ اسی طرح پیار و محبت کرتے اور ایک دوسرے کو اپنی دائمی الفت کا یقین دلاتے رہے۔ اور جب اکیلے دوسرے سے جدا ہوئے تو اس بات کا اقرار کر لیا گیا، کہ جلدی ہی ایک اور ایسی ہی ملاقات ہو۔"

غالباً یہ بیان کرنا غیر ضروری ہو گا۔ کہ جس وقت یہ عاشق جوڑا اپنے اپنے مسکن کو واپس جا رہا تھا یعنی ایک اپنی فوجی پارک کو اور دوسری اپنے مکان کی طرف تو ان کے جداگانہ خیالات کیا تھے۔ جیسا کہ ہم نے پیشتر لکھا، حالات نے ایلین کے دل پر کچھ ایسا اثر ڈالا تھا کہ اس نے یہ سوچنے کے لئے ذرا غور کیا۔ کہ جو راہ میں نے اختیار کی ہے وہ کس درجہ خطرناک ہے، ماہی باپ سے اس کو پہلی سی محبت قائم نہ رہی تھی۔ اور اپنے شہر سے اسے کبھی محبت تھی ہی نہیں۔ ان حالات میں اس وقت اگر کوئی خیال اس کے دل پر حاوی تھا تو فقط یہ کہ مجھے میرا وہ والد اور جس سے اسے گہری محبت تھی۔ پھر ایک بار مل گیا۔ اس وقت اگر کوئی دوست اسے یہ سمجھاتا کہ تم جو کچھ کر رہی ہو۔ وہ سخت بے عزتی اور بدنامی کا موجب ہو گا۔ تو وہ ضرور اس کی باتوں کو قابلِ تضحیک سمجھتی۔ کیونکہ محبت کے جوش میں عموماً ایسا ہوتا ہے۔ مگر دوسری طرف لیڈنارڈ ایلین کی طرح انجام سے قطعاً بے خبر یا لاپرواہ نہیں تھا۔ وہ اس خیال کو دل میں لائے خوف سے کانپتا تھا کہ میں نے ایلین کو کوئی ایسا فعل کرینیکا مشورہ دیا جو اسے اپنے شوہر کی نفروں سے گمانے کا موجب بنا۔ تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ پس حالت سکون میں اس نے اپنے دل میں عہد کر لیا کہ اب کی مرتبہ جب میں ایلین سے ملوں گا۔ تو اس سے یہ کہوں گا کہ ہماری یہ ملاقاتیں خطر سے خالی نہیں ہیں۔ اور بہتر یہ ہی ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے سے بلنا ترک کر دیں۔ لیکن جب پھر ایک بار تنہائی میں ان کی ملاقات ہوئی۔ تو وہ اسے اس درجہ حسین نظر آئی۔ اسکی بائیں اس درجہ پر لطف معلوم ہوئیں۔ اسکی صحبت میں اس نے اس قدر مسرت کا اظہار کیا۔ اور اسے اس کی صحبت اتنی زبردست اور یادگار معلوم ہوئی کہ وہ جلد سے وہ اس موقع پر کہا جاتا تھا۔ نوک نہ بان ہی پرا کر کرک

گیا۔ وہ ڈرتا تھا جس وقت میں نے یہ فہمیشی الفاظ اُسے کہے۔ اسی وقت یہ دلفریب سکراٹھ ان لمبوں سے دور ہو جائے گی۔ یہ سہستی ہوئی آنکھیں آنسوؤں سے دھندلی نظر آئیں گی۔ پیار کی گفتگو سبکیوں میں بدل جائے گی۔ اور راحت کا دلچسپ اور پُر امید نظارہ جو اس وقت پیش نظر ہے۔ ریاس کی ماریجی میں تبدیل ہو جائے گا۔ پس دوسری ملاقات کے موقعہ پر وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ تو پھر ایک اور ایسی ہی ملاقات کا انتظام کر لیا گیا۔ اور اس تیسری ملاقات کے موقعہ پر لیونارڈ نے اپنے آپ کو وہ الفاظ کہنے کے اور بھی ناقابلِ پایا۔ جو ان کی مشترکہ راحت کے لئے ہم فاقی کا آخر رکھتے تھے۔ مختصر یہ کہ ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری ملاقات ہوئی اور یہ سلسلہ آئندہ بھی اسی طرح جاری رہا۔ لیونارڈ ہر بار دل میں فیصلہ کر کے جاتا۔ کہ یہ ملاقات آخری ہی ثابت ہوگی۔ لیکن ہر مرتبہ ایلن کے سامنے آکر اس کے تمام ارادے ہوا میں اُڑجاتے۔ سچے کہ اسی طرح ان ملاقاتوں کو عرصہ دراز گذر گیا۔ دونوں جوان نئے۔ دونوں کی محبت حدانہا سے بڑھی ہوئی تھی۔ دونوں تہائی میں ملتے تھے۔ نتیجہ آخر کار وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ یعنی موقعہ پا کر وہ گنہگار ہو گئے۔ اور اس ہلکے دن کے بعد لیونارڈ کے دل سے یہ خیال بھی مٹ گیا۔ کہ ہمارا ایک دوسرے سے ملنا بے جا ہو سکتا ہے۔ اب یہ ملاقاتیں نہ صرف جلد جلد ہونے لگیں۔ بلکہ دونوں بہت دیر تک ایک دوسرے کے پاس رہنے لگے۔

یہاں پر ہم اس داستان کا سلسلہ منقطع کر کے صغیراً چند الفاظ فرج کے سپاہیوں کی حالت کی نسبت کہنا چاہتے ہیں۔ سبکے پہلے ہمیں یہ لکھنا ہے کہ اتنے فیاض شریف اور رحم دل انسانوں کی جماعت جیسے کہ انگریزی فرج میں موجود ہیں اور کہیں نظر نہیں آئیگی۔ ہمارا مطلب ان لوگوں سے ہے جو سپاہیوں کی حیثیت میں کام کرتے ہیں۔ کیونکہ جس قدر یہ لوگ خوبوں کا مجموعہ ہیں۔ اسی قدر ان کے اندر ظالم۔ جابر۔ خود پسند اور گستاخ ہیں۔ پوچھا جائے گا کہ یہ اختلاف کیوں؟ وجہ یہ ہے کہ فرج کی اندری امیروں کا ذریعہ تفریح بنی ہوئی ہے۔ اس کی بددلت امیروں کی اولاد ملازمت پاتی ہے۔ اور خطاب و رامتیں اپنے بچوں کو سرخ وردی میں دیکھ کر اظہارِ فخر کرتی ہیں۔ پھلا ہمارے دل میں اس فرج کی نسبت کیا خیال ہو سکتا ہے۔ جس میں ایک معمولی واقفیت کے امیر زادہ کو محض اس کے رتبہ امارت کی وجہ سے اعلیٰ فوجی عہدہ دے دیا جاتا ہے۔ یہ نظارہ واقعی رنج و وہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس شخص میں جسے عقیدت میں ایک تاشہ بجانے والے لڑکے کے برابر بھی واقفیت نہ ہو بلند فوجی عہدہ

وے دینے سے ناقابل بیان خود سری پیدا ہو جاتی ہے۔ جب اس طرح پر فوج کو امیروں کے ہاتھ میں کھلوانا یا لگانا۔ تو افسروں کو سپاہیوں سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔ قدرتی طور پر وہ انہیں بالکل بیچ سمجھتے اور ان سے غلاموں کی طرح سلوک کرتے ہیں۔ اور یہی باعث ہے کہ سپاہیوں کو ذرا اندر اسی بات پر سزائے تازیانہ دی جاتی ہے۔ ان حالات میں اگر سپاہی بھی افسروں سے نفرت کریں۔ تو کیا تعجب ہے کیونکہ وہ انہیں ظالم اور سخت گیر سمجھتے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھ کر نہایت ہی رنج ہوتا ہے کہ ایک معمولی لیاقت کا امیر چھوڑ کر اچھوندوں پہلے تک فرج اور اس کے دشمنیات سے قطعاً لالچ تھا۔ یا وہ شخص جس کی قابلیت محض یہ ہے۔ کہ اس نے روپیہ کی مدد سے اعلیٰ فوجی عہدہ خریدا۔ ان بہادر اور نیکدل جوانوں سے جس طرح چلبے بد سلوکی کر سکتا ہے اکثر افسر ایسے ہی دیکھے جاتے ہیں جن کی سب سے بڑی خوشی اس میں ہے کہ سپاہیوں پر سختی ہو۔ اور انہیں شدید تریس سزائیں دی جائیں جب سپاہیوں کی بدنی سزائیں سوز ضرب تازیانہ تک محدود کر دی گئی۔ تو ۹۰ فیصدی حالتوں میں دیکھا جاتا تھا کہ قابل سزا شخص کو پورے تین سوتازیلنے ہی لگائے جاتے تھے اس سے کم نہیں۔ اور اس پر بھی کئی افسروں کا اطمینان نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے تحریک کر کے آخر کار یہ بات منظور کر لی۔ کہ جنرل رجسٹل کوٹ مارشل اگر فیصلہ دے تو لٹننٹ کو پانسو تک کوڑے لگائے جائیں۔ ساہا سال تک یہ سزائے تازیانہ سارے یورپ میں بدنام رہی۔ اور انجام کار گورنمنٹ نے اس وقت اس میں دخل اندازی کی جب ہوسلوکی چھاندنی میں ایک جوان سپاہی محض اس سزا کی تاب نہ لاکر مر گیا۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے کہ یہی قاتلانہ واقعہ اس وحشیانہ سزائے اسناد کا موجب ہوا۔ ضمنیاً یہ بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ ایسے موقعوں پر جب یہ سزا دی جاتی تھی۔ تو سپاہیوں اور افسروں میں سے جو یہ رقت خیز نظارہ دیکھنے کے لئے جمع ہوتے صرف سپاہیوں کی آنکھیں خون روتی تھیں۔ اور انہی کے دل پہلو میں بیٹھے جاتے تھے۔ افسروں کے قلب پر اس کا ذرا بھی اثر نہیں ہوتا تھا۔

جب حالات یہ ہوں تو فوج کے سپاہیوں اور افسروں میں باہمی ہمدردی کیونکر ہو سکتی ہے؟ وہ سپاہی حدود درجہ ہی قابل نفرت ہو گا۔ جو اسی ہاتھ کو پوسہ دے جو اسے زرد کو ب کرتا ہو۔ اور اسی شخص کے سامنے اظہار عجز کرے جو اسے ٹھوکر لگاتا اور اس سے نفرت کرتا ہو۔ افسروں کی طرح آخر سپاہیوں میں بھی جان ہے۔ ان کے اندر بھی ویسے ہی احساسات ہیں پس اگر غضبناک

کے سلسلہ میں ان بڑے جاسختیاں کی جائیں۔ تو ان کے دل میں رنج و کاوش پیدا ہونا قدرتی ہے مشہور و معروف جان و کینز کا قول ہے کہ انسان کا بہترین استعمال یہ ہو سکتا ہے کہ اسے پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ اس میں ہم اس قدر اہانتہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایک اور بہترین استعمال یہ بھی ہے کہ اسے سزائے تازیانہ دی جائے حقیقت یہ ہے کہ بھرتی کے دن سے لیکر خدمت کے وقت تک برطانیہ میں فوجی سپاہی سے نہایت بے جا سختی کا سلوک ہوتا ہے۔ اس سے ہر بات میں اپنے حسب منشا چلانے کے لئے اس سے انتہا درجہ کی بدسلوکی کی جاتی ہے اس خرابی کا آغاز بھرتی کرنے والے سے ہوتا ہے۔ اس سزا سے قائم رکھتے ہیں۔ اور گورنمنٹ خود اس میں حصہ لیتی ہے۔ لیونارڈ مچل کے معاملہ کو دیکھئے۔ بھرتی کرنے والے سا جنٹ نے اسے یقین دلایا تھا کہ تمہیں ایک پونڈ ہفتہ وار تنخواہ دی جائے گی۔ مگر حقیقت میں اسے صرف ۹ شلنگ ۶ پینس دیے جاتے تھے۔ اس میں سے ۵ شلنگ ۱۰ پینس خداک اور غسل کے ۲ شلنگ ۶ پینس کپڑوں کے اور ۶ پینس صفائی کے ذبح کر لئے جاتے تھے۔ گویا سب ملا کر اس کے پاس صرف ۴ پینس ہفتہ وار باقی رہ جاتے تھے۔ یا ان کہنا چاہیے کہ اس کا جیب خچ صرف ایک پینس یومیہ تھا۔ یہ حالت ایک انگریز سپاہی کی ہے جسے کسی سکول کے طالب علم سے بھی کم جیب خچ ملتا ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا جب فوج کے سپاہیوں پر اس قسم کی بے جا سختیاں کی جاسکتی ہیں جن صورت میں ان سپاہیوں میں فرانسیسی سپاہیوں کے برابر ذیاعنی عالی حوصلگی اور روشن خیالی پائی جاتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے ان کے ساتھ ویسا ہی انصاف کا سلوک نہ ہو۔ فی الحقیقت بہادری اور ضبط انتظام میں انگریز سپاہی باقی ہر قوم کے سپاہیوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن اس بات کی نہایت سخت ضرورت ہے کہ ان کی شکایات کا جلد ترانہ اور کیا جائے۔ کئی کمیشنوں میں دیکھا جاتا ہے کہ انسٹران سپاہیوں کی نہایت برا جانتے ہیں جو ذاتی اصلاح اور ترقی کی کوشش کریں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان میں مطالعہ کا شوق پیدا کیا جائے اور اصلاح کے متعلق ان کی کوششوں کو جرم نہ سمجھا جائے۔ بحالات موجودہ فوجی بارکیں نہایت افسوسناک اور بے آرام نظر آتی ہیں۔ انہیں زیادہ پراسایش بنانا لازم ہے۔ کیونکہ بارکوں میں آسایش کی کمی کا ہی یہ نتیجہ ہے۔ کہ بہت سے سپاہی بحالت جمہوری شراب خانوں کا رخ اختیار کرتے ہیں۔ کئی حالتوں میں لوگ محض اسی وجہ سے سلمہ شرابی بن گئے۔ یہ سب خرابیاں اس صورت میں باسانی ترک سکتی ہیں۔ کہ ان کے لئے بارک میں ہی سامان لفریح مہیا کیا

جائے۔ خوراک جو ان کے لئے تیار کی جاتی ہے، اکثر بہترین قسم کی ہوتی ہے۔ اور گوشت تو خصوصیت سے ایسا ہوتا ہے جسے کوئی انسان کھا نہیں سکتا۔ حالانکہ ان چیزوں کے لئے سپاہی سے کافی رقم وضع کی جاتی ہے۔ مگر اس کے باوجود اس کی آسائش کا مطلق انتظام نہیں کیا جاتا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی سپاہی شراب پی لے، تو اسے ایک نہایت خوفناک جرم تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ کہ وہ امیر خاندان کے چھوکرے جو جھنڈ اپنی امارت کی وجہ سے افسری کے عہدہ تک پہنچے ہیں۔ بہرات شراب پی کر لو کی طرح بدست ہو جاتے ہیں مگر ان سے کوئی اونچائی نہیں کرتا۔ مختصر یہ کہ انگریز سپاہی کی حالت عدد وجہ افسوسناک ہے۔ اور اگرچہ ان افسروں کے لئے جو اپنے عہدے سے قیٹا خریدتے ہیں۔ ساری آسائشیں ہبیا ہیں۔ مگر سپاہیوں کو جو لازمت میں داخل ہونے کے وقت کئی قسم کی غلط فہمیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ بہتر قسم کی بدسلوکیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

اب ہم ایک بار قصہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ چھ ماہ کا عرصہ نذر گیا۔ اور اس دوران میں لیونارڈ اور ایلین اس حد تک ایک دوسرے سے ملتے پلتے ہیں جس کی اجازت اول الذکر کی مصروفیتیں دے سکتی تھیں۔ کیونکہ ایلین تو محبت میں سرشار ہو کر یہ خیال دل سے محو کر چکی تھی۔ کہ میرا شوہر میرے بارگاہ سے طے جانے اور عرصہ دراز تک باہر رہنے کی نسبت کیا خیال کرتا ہوگا۔ جیسا کہ ہونا چاہیے تھا۔ اس سے اس عمر رسیدہ شوہر کے دل میں کئی طرح کے جاگداز شہات پیدا ہونے لگے۔ مگر جب وہ ایلین سے اس بارہ میں سوالات پوچھتا۔ تو وہ بالکل خاموش رہتی۔ یا کچھ ایسے ہم جناب دینی کہ اس کے شوہر کو اور زیادہ پریشانی ہونے لگتی۔ وہ اس بارہ میں ایلین کے پاس شکایت کرنا اپنے وقار سے بچید سمجھتا تھا۔ بہر حال اب اسے یہ محسوس ہونے لگا۔ کہ میں نے اس جوان عورت کی راحت کو اپنی خود غرضی پر شاکر کرنے کا جو مذہم فعل کیا تھا اس کی جگہ پریشانی ہی سزا مل رہی ہے جس کا میں مستحق تھا۔ آخر اس غیر لقیینی حالت کی تکلیف کو ناقابل برداشت بنا کر اور بدترین حالات سے خبردار ہونے یا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ مجھے اپنی بیوی کی نسبت غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس نے اس کی نقل و حرکت کی جاسوسی شروع کی۔ لیکن وہ پہلے ہی اس سے خبردار ہو گئی۔ اور گواہی دے لیا کہ میں اپنے آپ کو اس کی نگہبانی سے بے خبر بنا کر گیا۔ تاہم درپردہ اس قسم کے استعلامات کے لئے جن سے اس کے شوہر کو حقیقت معلوم کا مطلق علم نہ ہو سکا۔ اور عاشق اور معشوق کی ملاقات کا سلسلہ پھر بھی اسی طرح جاری رہا

غریب لیونارڈ کو اس حکم کی تعمیل کرنی پڑی۔ شخص اس وجہ سے کہ وہ بہ مشکل اپنے غصہ کو دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اس قسم کی سرخی نمودار ہو گئی۔ کہ جب وہ گارڈروم میں پہنچا۔ تو پھر وہ دروازہ جھٹکنے ہی آگے بڑھ کر قرار دیا۔ لیونارڈ جھوٹ کو بہت برا جانتا تھا۔ پس اس نے تسلیم کیا۔ کہ میں نے ایک دو جام پینے گزر دی ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے کہ میں حضور ہوں۔ اس الزام کو اس نے قابل تصحیح سمجھا۔ اس کے باوجود اسے تین دن فوجی عملات میں رکھا گیا۔ اور تین دن کے بعد اس کا معاملہ کورٹ مارشل یعنی فوجی عدالت میں پیش ہوا۔ لارڈ سٹینٹ نے اس پر نصیب کے خلاف الزامات کی ایک طویل فہرست پیش کی۔ اور نام ثابت اندیشی سے اگرچہ بالکل راست طریق پر لیونارڈ نے عدالت میں یہ بھی کہہ دیا۔ کہ حقیقت میں خود پہنچے حضور تھے۔ امیر نگر نے اس بیان کو غلط قرار دیا۔ اور بہت کچھ اظہارِ خشم کیا۔ عدالت بھی سے لگی کہ ملزم نے لارڈ سٹینٹ کے خلاف دروغ بیانی کر کے اپنے جرم کو زیادہ سنگین بنا لیا ہے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ انصاف عدالت اگر چاہتے تو بڑی آسانی سے اس بات کی تصدیق کر سکتے تھے۔ کہ شب بد کو لارڈ سٹینٹ نے واقعہ میں حد وجہ قرار دیا۔ اس پر اسے نام مقدمہ کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ملزم کو محمور جو کو بعد از وقت بارک میں آنے کا مجرم قرار دیا گیا۔ اور یہ جرم بھی اس کے خلاف ثابت پایا گیا۔ کہ اس نے اپنے انصاف سے گستاخی کا سلوک کیا۔ اور اسے ہمہ کامیابا پس عدالت نے حکم دیا کہ لیونارڈ مچل کو نو ستم والے تازیانے سے تین سو کوڑے لگائے جائیں۔ حکم سن کر اسے پھر اسی ہواات میں لے گئے۔

جہاں اس پر نصیب نے ایسی اذیت کی رات بسر کی جو شاید کسی پورتنگن حصہ میں ہی نہ آتی ہوگی جسے سزا سے موت کا حکم سنایا گیا ہو۔ غریب لیونارڈ کی اس وقت کی پریشانی کا اندازہ کرنا ہموار نہیں۔ وہ سوچتا تھا۔ اب میں کس سزا سے لوگوں کے سامنے آسکونگا۔ میں کس سزا سے دوبارہ اپنی پیاری امین سے ملونگا۔ میں کیونکر اس انتہائی دولت اور اس حد وجہ کی شرمناک سزا سے جانبر ہو سکونگا۔ لیکن بہاری رائے میں ان خیالات کی جو حکم سننے کے بعد اور سزا دینے کے درمیانی عرصہ میں اس پر نصیب کے دل میں پیدا ہوتے رہتے تو فریح کر لے سوتے جو گناہ ناظرین خود ان کا بھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں۔

آخر کار وہ خوفناک وقت آگیا جب اس بہادر سپاہی کو سزا سے تازیانہ دی جانی تھی اسے کرتاک ننگا کر کے ساری جھنڈ کے سپاہیوں کے سامنے کھڑا کیا گیا۔ جنہیں خصوصیت سے اسے

سزا پاتے دیکھنے کے لئے بلایا گیا تھا۔ لیونارڈ کے چہرہ کی رنگت لاش کی طرح زرد تھی۔ مگر چھپے ہوئے ہونٹوں اور آنکھوں کے انداز سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس خوفناک سزا کو پورے استقلال کے ساتھ برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ اس وقت فوج کے بہت سے سپاہیوں کی آنکھوں پر اس کی حالت زار دیکھ کر رحم اور ہمدردی سے قطرات اشک نودار ہو گئے۔ مگر اس نر بڑے اطمینان کے ساتھ کھڑے رہے۔ ان میں سے جو اعلیٰ تھے۔ ان کے دلوں میں کسی طرح کا جذبہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ اور جو ماتحت تھے ان کے دلوں میں بھی گورحم یا ہمدردی کا احساس نہیں تھا۔ تاہم ناوہ استعجاب ضرور تھا۔ رمالاڈ سینڈ وہ اس نظارہ کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہا تھا کیونکہ یہ ساری کارروائی اسی کی نظر عنایت کا نتیجہ تھی۔ اور وہ اپنے دل میں یہ سوچ کر خوش تھا۔ کہ رات کے وقت جب میں امد کے مکان پر اپنی ماں اور بہنوں کے سامنے صبح کے اس واقعہ کی تفصیل بیان کرونگا۔ تو وہ اس سے سن کر کتنے خوش ہوں گے۔ اتنے میں تقارہ بچنے کی آواز سنائی دی۔ جو اس بات کی علامت تھی۔ کہ سزا کو عمل میں لانا شروع کیا جائے۔ تا زمانہ اٹھا۔ اور بد نصیب شخص کی پیٹھ پر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی وہ جیسے نشانہ اس کی پٹت پر نودار ہو گئے۔ مگر اس نے آف نہ کی۔ اس کے منہ سے درود کی ذمہ آواز بھی نہیں نکلی پھر تازمانہ گرا۔ اور اب کی مرتبہ پٹت کے نشانہ زیادہ صریح نظر آنے لگے۔ زنجیری بار پھر تازمانہ آرا اور زنجیوں سے خون پہنے لگا۔ مگر اس کے باوجود وہ نوجوان خاموش رہا۔ اگرچہ اس کے گتھے ہوئے بدن پر ہلکی تشنجی علامت نمودار ہوئی۔ اس نظارہ کو دیکھ کر خوف کا احساس برقی لہر کی طرح ان تمام بہادر سپاہیوں کے دلوں میں اثر پیر ہو گیا۔ جو اس خوفناک نظارہ کو دیکھ رہے تھے۔ اور جن کی نظروں کے سامنے ان کے ایک رفیق کو نہایت خوفناک سزا دی جا رہی تھی۔ اب تازمانہ جلد جلد کرنے لگا تھا۔ کیونکہ وہ آدمی اس خوفناک فرض کو سر انجام دے رہے تھے۔ اور جب وہ تھک جاتے۔ تو ان کی بجائے دو اور متعین کر دیے جاتے تھے۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ ان کے بازو تھک جانے سے بد نصیب شخص کی سزا کی سختی میں ذمہ سنبھالنے کے لیے تازمانہ ڈاب بھی خاموش ہے لیکن باوجود کوشش مضبوط کے اس خوفناک اذیت کا اظہار جسے وہ محسوس کر رہا ہے۔ اس کے چہرہ پر ہوتا ہے خوفناک تازمانہ کے وار بڑی تیزی کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ اور ہر ایک داریں فوجی اگانہ زخم نمودار ہو جاتے ہیں۔ پیٹھ پر جا سچان زخموں سے جاندار قرمزی رنگ کا خون بہ رہا ہے

اور تمہوں کی گانٹھیں زندہ گوشت کو اپنے ساتھ آڑا رہی ہیں سلسلے حیرت کہ یہ سختی اس مُلک میں عمل میں لائی جاتی ہے۔ جسے آزادی کا سکُن اور مخزن تصور کیا جاتا ہے۔ وائے افسوس کہ اس اذیت وہ نسل کی منظوری اس مُلک کو حاصل ہے۔ جو اس بات پر فخر کر سکتا ہے۔ کہ اس کے باشندے ایک کروڑ روپہ سالانہ عیسائیت کی اشاعت میں صرف کرتے ہیں۔ رہا شدگان انگلستان کیا آپ اس سخت نرا کو دیکھتے ہوئے اپنے دل میں فوراً ہی تاسف یا اضطراب محسوس نہیں کرتے؟ اے وائے جس ملک میں انسدادِ جرمی حیوانات تک کی انجینیں موجود ہیں۔ اور اگر کوئی شخص اپنے بیل یا گھوڑے کو سختی سے مارے تو اس پر مقدمہ چلا کر سزا دے دی جاتی ہے۔ وہاں ایک بھی ایسی انجین نہیں جو ان مظالم کا انسداد کرے۔ جو انسان انسانوں پر کرتے ہیں۔ جو اس تازیانہ کی جسمانیہ سزا کے انسداد کی تحریک کرے جس کی بدولت پیٹھ سے کھال اُدھڑ جاتی ہے اور انسان موت کے دروازہ تک پہنچ جاتا ہے۔ سزا پانے والے کتر پتے ہوئے دیکھا نہیں جاتا۔ اس کی دردناک حقیقتیں سننے والوں کے رگ و ریشہ تک کو متاثر کرتی ہیں۔ اے ایسا ایسی خوفناک سزا کے انسداد کی حمایت کرنا فرض انسانی یا جب وطن کی شرط نہیں؟

لیونارڈو چیل نے اس خوفناک سزا کو ایسے تحمل اور مردانگی کے ساتھ برداشت کیا جس کی فطرت انسانی ایسے حالات میں اجازت دے سکتی ہے۔ ڈیڑھ سو کوڑے لگاتا اس کی پیچھ پر پڑے۔ مگر کیا مجال کہ اس کے مُنہ سے ایک آہ یا ایک بار بھی کراہنے کی آواز نکلی ہو۔ اس چہرہ سے اس انتہائی ذہنی اذیت کا اظہار ہوتا تھا۔ جسے وہ اس وقت محسوس کر رہا تھا۔ آنکھوں کی سبک نال ہو گئی تھی۔ سخیلا چڑھ چکا گیا تھا۔ مُنہ پر جھاگ نمودار ہو گئے تھے۔ اور زمانہ خشک ہو کر کسی قدر باہر نکل آئی تھی۔ اور پیچھ... اُن اہم بیان نہیں کر سکتے اسکی پیچھ کی کیا حالت تھی۔ ہمیں اپنے دل میں اس قدر غم و غصہ محسوس ہوتا ہے۔ کہ ان الفاظ کا اظہار نہیں کر سکتے۔ فی الواقعہ ہمارا نظم داستان کے اس حصہ کو بیان کرنے سے عاری ہے۔ پتا چھنے تو ہمارے نزدیک ان واضحان قانون کی منیت جو اس قسم کی خوفناک بدنی سزا کی منظوری دیتے ہیں۔ دنیا کا عزیز ترین انسان یہاں تک کہ لگا کر مونا بھی بہتر ہے۔ مگر ذکر لیونارڈو چیل کا تھا۔ دو سو سے زیادہ کوڑے لگ چکے تھے۔ مگر اس کے مُنہ سے ذرا بھی آواز نہیں نکلی تھی اس وقت ڈاکٹر نے سزا دینے والوں کو عارضی طور پر روک جانے کا حکم دیا پھر اسے کچھ پینے کے لئے دیا گیا جس سے اس کے بدن میں ذرا توانائی آگئی۔ مگر کیا اس کے بعد سزا دینا بند

کر دیا گیا؟ بالکل نہیں۔ یہ روح فرسا عمل درجہ تکمیل تک پہنچایا گیا۔ دوسو کوڑے لگانے سے اذیت کا سپاہانہ شاید لبریز نہیں ہوا تھا۔ کہ اس مختصر وقفہ کے بعد پھر سلسلہ جاری کیا گیا پھر کوڑے پڑنے لگے۔ اور اب اسکی مرثیہ ہم نہیں کہہ سکتے۔ آیا اس لئے کہ وقفہ حائل ہونے سے بد نصیب لیونارڈ کی قوت برداشت میں فرق آگیا تھا۔ یا اس لئے کہ اس وقفہ نے اسکی حوصلہ شکنی میں کچھ حصہ لیا۔ بہر حال سبب کچھ ہو۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اب دوبارہ سزائے تازیانہ طے پریا بد نصیب کے لئے سے ایک سیدھی . . . نہایت خوفناک وحشیانہ اور خلاف فطرت چیخ فکلی جس کی گونج اس کے بعد بھی بہت دیر تک سننے والوں کے دلوں پر حاوی رہی۔ وہ درونک آواز لیونارڈ کے منہ سے نکلنے کے بعد بارگ کی دیواروں سے ٹکرا کر ان سپاہیوں کے کانوں تک پہنچی جو صاف بستہ کھڑے اس خوفناک نظارہ کو دیکھنے پر مجبور تھے۔ اور اس کا اثر ان کے دلوں پر اس طرح ہوا جیسے کوئی آسمانی خیمہ پر ٹک پاشی کرتا ہے۔ سپاہیوں کی قطار میں شخصوں کی گلی۔ . . کی طرح لڑائیوں سے مرعش ہو گیا۔ اور بہت سے بہادر سپاہیوں نے آسمانوں کے ان ٹکڑوں کو اپنے اختیار میں ان کی پلکوں پر نمودار ہو گئے تھے۔ ماتھے سے پونچھا۔ آہ اسے بہادر سپاہیوں۔ یہ نظارہ ایسا ہی تھا جس پر تہذیبی آنکھوں کا استکبار ہونا ذرا بھی تعجب خیز نہیں۔ یہ واقعہ ایسا ہی تھا جس پر ہر شخص کا بے رحم و غم و غصہ کے آئینہ ہانے پر مجبور ہو جانا قدرتی ہے۔

آزادیوں کی سزا تم کوئی۔ چیخ مار کر اس بد نصیب کو غس آگیا۔ اور چند آدمی اسے اٹھا کر ہسپتال میں لے گئے۔ جہاں کئی گھنٹوں کے بعد اسے ہوش آیا۔ ہوش میں آنے پر اسے نہایت سخت کیفیت محسوس ہونے لگی۔ کیونکہ اس کی پشت کے زخموں کو مہلک ثابت ہونے سے روکنے کے لئے جو تابیر اختیار کی گئی تھیں۔ ان کی بدولت اسے دوزخ کی سی تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ اس کتاب کے پڑھنے والو! اگر عیسائی ہو تو سوچنا کہ کیا اس طرح کی وحشیانہ سزا کا ذکر نہیں تمہارے مذہب میں بھی آیا ہے جس کی بدولت ڈاکٹر کی ہر ممکن امداد کے باوجود ۹۰ فیصدی حالتوں میں سزا پانے والے کامر جانا قرین قیاس ہے۔ رہیم بد نصیب لیونارڈ کے شانہ حالات کی تفصیل اور اس کی ناقابل بیان تکالیف کی توضیح کو غیر ضروری جان کر نظر انداز کرتے ہیں۔ مگر یہ کہ برابر آٹھ ہفتوں تک وہ زندگی اور موت کے درمیان ٹکٹا رہا۔ مگر کیا یہ سزا پانے کے بعد اسکی حالت رو بہ اصلاح ہو گئی؟ بالکل نہیں۔ اسکی بہت شکست ہو

چکی تھی۔ حوصلہ ٹوٹ گیا تھا۔ اور اب اس نے یہ بات محسوس کرنی شروع کی۔ کہ جب اس دنیا میں نیکی کا صلہ سزا اور تکلیف کے سوا اور کچھ نہیں۔ تو نیکی لینے کی کوشش کرنا ہی فضول ہے اس کی نہ یہی عقیدت میں فرق آ گیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے۔ کہ وہ بالکل ہی تلف ہو گئی۔ دعا کی تاثیر پر بھی اعتماد نہیں رہا۔ پہلے وہ فرخ انسانی کا فیہر خواہ اور ہر شخص کو بہتری چاہنے والا تھا۔ مگر اب انصروں کے خلاف اس کے دل میں نفرت اور اپنے رفیقوں کے خلاف ایسی طبع کے شبہات جاگزیں ہو گئے۔ وہ ضدی بن گیا۔ اس بات کی اسے مطلق پروا نہ رہی کہ مجھے کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہیے۔ تمام خوبیاں خاک میں مل گئیں۔ کیونکہ وہ اپنے دل میں محسوس کرنے لگا۔ کہ جہنم میں مجھ کو سبے بڑا آدمی سمجھا جاتا ہے۔ مجھے ترقی نہیں مل سکتی۔ اور میرے جہاں چین کی عمدگی ہمیشہ کے لئے زایل ہو گئی۔ قابل کی طرح میری پشت پر داغ نہ امت ہمیشہ کے لئے موجود رہیگا۔ ان سب باتوں کے علاوہ اب اس کے دل میں اس امیرا خسر کے خلاف جس نے اس کی نسبت فوجی عدالت میں بے شمار جھوٹی باتیں کہی تھیں۔ اور جو اس کی بدنامی اور سزا کا موجب ہوا تھا۔ بدلہ لینے کی نہ پروت خواہش پیدا ہو گئی۔

لیونارڈو جھل کی ذہنی حالت اس قسم کی تھی۔ کہ قریباً دس ہفتوں کی جدائی کے بعد اس کی ایلن سے اول مرتبہ پھر ملاقات ہوئی۔ ایلن کو اس سزا کی خبر پہلے مل چکی تھی۔ اور وہ لیونارڈو کے ذاتی حالات سے جو واقفیت رکھتی تھی اس کی بنا پر اسے یقین تھا۔ کہ اسے بلاوجہ یہ جرحستانہ سزا دی گئی ہے۔ اس نے اسے تسلی دینے کوشش کی۔ مگر لیونارڈو نے صاف ہاتھوں میں کہہ دیا کہ میری تسلی جیسی ہوگی جس وقت میں اس شخص سے بدلہ لوں گا۔ جو میری تمام مصیبت کا موجب بنا۔ ایلن نے بھی جسے اس خیال سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کی۔ اور نہ وہاں کرنا ضروری سمجھا۔ کیونکہ اسے بھی اس نواب زادہ کے خلاف سخت بیخ تھا جس نے اپنے قابل نفرت طریق پر اس کے دلدار کو مبتلائے مصیبت کیا۔ بہر حال لیونارڈو کی پہلی جھلک دیکھ کر اسے ولی بیخ محسوس ہوا۔ وہ اب بھی اسے چاہتا تھا۔ لیکن اس کی محبت زمانہ ماضی کے سپے عشق سے گھٹ کر جوش نفسانی کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ اور اگر ایسا ہوا تو تعجب ہی کیا ہے اس کے بدترین احساسات کنہ ہو چکے تھے۔ اور بڑے جذبات پر جب اس نے خیالات کا کارثر نہ رہا تو انہوں نے بے اختیار ہو کر شدت کی صورت اختیار کی۔ اس کی نئی دیکھنیوں میں سے ایک شراب پینے کی علت بھی تھی۔ اور سزا بانے کے بعد ایلن سے اس کی عسیری

یا چھتی ملاقات ہوئی تو اس میں اس نے اسے باتوں باتوں میں جتلا دیا۔ کہ اب مجھے تم سے مالی امداد لینے میں بھی دریغ نہیں ہے، اس کے چند ہفتے بعد وہ اور زیادہ بے باک ہو گیا۔ اور اب موقعہ بوقت بڑھی اٹھنا اس سے اپنی ضروریات پورا کرنے کے لئے اس سے مالی مطالبات کرتا تھا۔ کئی مہینے نہیں گزرے تھے کہ اسکی تعالت ہو گئی۔ کہ امین سے جدا ہونے سے پہلے وہ ہر ملاقات میں اس کا بوٹہ ضرور اٹھ لیتا۔ پہلے تو امین اس کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوتی۔ لیکن اس سے اس درجہ محبت تھی کہ اس نے اپنے دل کو یہ کہہ کر سمجھایا کہ ضرورت کے وقت انسان مجبور ہوجاتا ہے۔ چنانچہ جتنا زیادہ اس کی طرف سے خود غرضی کا اظہار ہوا۔ اسی قدر زیادہ امین اس کی دلداری کرنے لگی۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ اب بارہا شراکبے نشہ میں وہ اس سے بگڑ جاتا۔ اور مری باتیں کہنے لگتا۔ کئی بار ایسا بھی ہوا۔ کہ وہ وقت مہینہ پر اس سے نہ ملا۔ اور اس سے دوسری یا تیسری ملاقات کے موقعہ پر جب امین نے اسے اس وعدہ خلافی پر ملامت کی۔ تو وہ اٹھ اٹھ کالیاں دینے لگا۔ ایک بار تو یہاں تک فوبت پہنچ گئی تھی کہ اس نے اسے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ لیکن اس علم نصیب یا محبت حسینہ نے اس سے معافی ہی مانگی۔ اس کے باوجود لیونارڈ کی بدلی ہوئی حالت نے امین کے دل کو اس قدر صدمہ پہنچا یا جس کے اثرات کو وہ باسانی بھول نہیں سکتی تھی۔ اور وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوتی تھی۔ کہ یہی لیونارڈ پچھلے ایک زمانہ میں کتنا فیاض بہادر اور عالی حوصلہ تھا۔ مگر اب کس قدر اخلاقی پستی میں گر چکا ہے۔ کہ اس میں اور حیوانیات میں منسرق نہیں رہا۔

لیکن حضرت ناظرین لیونارڈ پچھلے کے بگڑ جانے پر اسے فقور وار نہ ٹھہرائیگا۔ اس میں شک نہیں اس کی عادات اگلی سی نہیں رہیں۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ اب وہ شراکبے پیتا ہے مگر اس کی وجہ یہی ہے کہ ایک بڑے قانون نے اسے بُرائی کی طرف راغب کر دیا۔ اس کے شراب پینے کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں۔ کہ وہ اس کے ذریعہ اپنا غم غلط کر سکتا تھا۔ وہ اپنی نظروں میں خود ذلیل ہو چکا تھا۔ اور اگر گاہ بگاہ جام شراب سے اپنا غم غلط نہ کرتا تو زندگی یقیناً اس کیلئے ناقابل برداشت ہوجاتی۔ اس کے رفیق اس کی بدلی ہوئی حالت کو دیکھتے۔ اور اس کے سبب کو بھی خوب سمجھتے تھے۔ کیونکہ اس سے پہلے بارہا یہ بات ان کی نظروں میں آچکی تھی کہ جس سپاہی کو اس قسم کی سزا دی گئی۔ وہ ہی نیک سے بد بن گیا۔ گویا

سزائے تازیانہ اور اخلاقی زفال یہ دونوں لازم ملزوم تھے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہوش میں آکر بھی لیونارڈ کو اپنے افعال پر مطلق ندامت نہ ہوتی تھی۔ نہ وہ ذاتی پشیمانی ہی محسوس کرتا تھا کیونکہ جیسا ہم نے بیان کیا۔ وہ ضدی ترش رو اور لاپرواہ بن چکا تھا۔۔۔ مگر آپس وہ بھی فٹسے طور پر لاپرواہ نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اُس کے سینہ میں ایک آرزو باقی تھی۔ اور وہ یہ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ اس شخص سے بدلے لے جس نے اُسے سزا دلوا کر ذلیل و خوار کیا۔

اور آخر کار اُسے انتقام کا ایک موقعہ حاصل بھی ہو گیا۔ اتفاق دیکھئے۔ کہ اس قابل یادگار دن کے پورے سال بھر بعد جب اسے سزائے تازیانہ دہی گئی تھی۔ ہائیڈ پارک میں فوج کی عظیم الشان پریڈ ہوئی۔ اس موقعہ پر جرمنی کے کئی مفلس شہزادے اس ملک میں مہمان تھے۔ وہی شہزادے جو انگلستان کے خزانہ سے نہ معلوم کن خدمات کے سلسلہ میں سالانہ فیضے پاتے تھے۔ اور جن کے اخراجات سفر بھی سرکاری خزانہ سے ادا ہوتے تھے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جرمنی کے یہ بے ہضاعت شہزادے۔ جتنے متکبر اور فخر ہیں۔ اسی قدر مدد و جبریب بھی ہیں۔ اس موقعہ پر دو تین اس قسم کے شاہی بہکاری صدر مقام انگلستان میں آئے ہوئے تھے۔ اور وہ بھی اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ دن کے دس بجے کے بعد تمام فوجوں کو جولڈن میں یا اس کے قریب متعین یقین۔ ہائیڈ پارک میں بھیجا گیا۔ اور اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ فوج کا نظارہ نہایت شاندار اور قابل دید تھا۔ اس کے ذرا دیر بعد ڈیوک آف ولنگٹن چھن شہزادے اور کئی جنرل افسر معہ اپنے عہدہ کے وٹن پہنچ گئے۔ اور تمام شریکین تماشایوں سے بھر گئیں۔ فوج کا ریویو معمولی طریق پر شروع ہوا۔ ڈیوک شہزادوں اور ان کے رفعا کے استقبال کے لئے پیادہ اور سوار فوج کو تیار کیا گیا۔ آخر جب معائنہ ہو چکا۔ تو فوج نے مختلف قسم کی قواعد کر کے دکھائی۔ جس کے بعد حکم ہوا۔ کہ ایک مصنوعی لٹائی کی جائے۔ اس طلب کے لئے فوج کو دو حصوں پر منقسم کر دیا گیا۔ جس جرنل میں لیونارڈ بھی تھا۔ اس پر تماشایوں کی خاص نظر پڑتی تھی۔ کیونکہ اسے کچھ تو اس وجہ سے کہ اس میں انگریزی فوج کے بہترین جوان کام کرتے تھے۔ اور کچھ اُس کے زبردست ضبط انتظام کی وجہ سے خاص شہرت حاصل تھی۔ اس وقت اگر کوئی تجسس نگاہ ہلایک سپاہی کے چہرہ کی طرف دیکھتی۔ تو ایک شخص منروسا نظر آتا جس پر وہ نظر بہت عرصہ تک جمی رہتی کیونکہ نہ صرف اس شخص کا چہرہ بہت خوبصورت تھا۔ بلکہ اس پر وحشیانہ مسرت اور کامیابی کی نہایت خوفناک جھلک نمودار تھی۔ اور اُس کا خم کھایا ہوا ہونٹ اور پھولے ہوئے سینے اس

بات کی دلیل تھے کہ یہ شخص ضرور اپنے دل میں کوئی خطرناک منصوبہ رکھتا ہے۔

فکلی لڑائی شروع ہوئی مختلف دستے۔ باری باری آگے پیچھے بڑھتے اور ہٹتے تھے کبھی کسی دستہ کو کسی صورت میں اور کبھی کسی اور حیثیت میں تعین کیا جاتا تھا پہلا ٹک کہ ایک عام حملہ شروع ہو گیا۔ لیونارڈ پمپل کی جٹ کے پاس قرابینا تھیں۔ لیونارڈ نے اپنے ہتھیار کو اس شوق اور مسرت کے ساتھ پکڑا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس سے کوئی خاص ہی کام لینا چاہتا ہے۔ خاکڑ کرنے کا حکم دیا گیا۔ ہر ایک فرامین کے دمانہ سے سفید بخار کی طرح دھواں نکلا۔ جس نے آن واحد کے لئے فوج کے گرد ایک دھند سی پھیلا دی۔ دھنسا اس جھوم سے ایک جگہ دو زچ کی آواز۔ ایسی جو جان کنی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ سائی وی۔ اور آرجب آہستہ خرام ہوا کے سست اثرات سے بتدریج وہ دھواں ہٹا۔ تو ہر شخص کے منہ سے فوف اور پریشانی کا کلمہ نکلا۔ کیونکہ سب نے ہی سمجھا کہ ضرور کوئی خونخاک واقعہ ظہور میں آیا ہے۔ ہر طرف پریشانی اور خطر اب پھیل گیا۔ اور جلد ہی ہی یہ خبر ہر شخص کے منہ سے سننے لگی۔ کہ لارڈ سٹینٹ کو زخم آیا ہے۔ افواہ بالکل درست تھی۔ کیونکہ وہ فوجان کھوڑے سے گرہا ہوا خون آلود۔ حالت میں جلد جلد سانس لیتا فرش زمین پر پڑا ہوا۔ ڈاکٹر طے جہاں تک ممکن تھا اس نے مدد دی۔ مگر تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ کیونکہ امیر مذکور کو کاری زخم آیا تھا۔ گولی اس کی پیٹھ میں لگی۔ اور اس واقعہ کے ٹھوڑی ہی دیر بعد وہ ایک بھی لفظ کہے بغیر ڈاکٹر کے بازوؤں میں جاں بحق تسلیم ہو گیا۔ اس کے بعد جو نظارہ دیکھنے میں آیا۔ وہ نہایت رقت خیز اور روح فرسا تھا۔ لارڈ سٹینٹ کو گولی لگنے کی خبر سن کر اس کے والدین اور بھینسین جو وہیں موجود تھیں۔ غرض سارے رشتہ دار تمام مذکورہ پر جمع ہو گئے۔ پہلے خیال تھا کہ یہ خبر اگر غلط نہیں تو مبالغہ آمیز ضرور ہوگی۔ لیکن موقعہ پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ بالکل ساری تھی۔ اس طرح پر وہ خوشی اور پھل پھل کاٹان کے لئے سوگ اور رام کا دن بن گیا۔ فوج کی نمائش اسی وقت سلوٹی کر دی گئی۔ اور نسب فوجوں کو حکم ہوا کہ وہ اپنی اپنی بارکوں کو واپس چلی جائیں۔ رہے تاشانی۔ ان کا بڑا حصہ اس نامی جلوس کے ساتھ ہوا جو فوجان امیر کی لاش کو لیکر اس کے مکان کی طرف جارہا تھا۔

ادھر جب لیونارڈ پمپل کی جٹسٹ بارک کی طرف جا رہی تھی۔ اس کے ان رفیقوں نے جو اس کے قریب تھے۔ اس کی طرف مشتہ اور استفہامیہ نظریں ڈالنی شروع کیں۔ مگر کیسا مجاہل اس کے چہرہ پر بجز ہونے کا کچھ بھی اثر ہوا ظاہر میں نہ وہ خوش اور نہ افسردہ۔ نہ

پریشان اور نہ خائف نظر آتا تھا۔ سپاہی بھی اُسے حالت سکون میں دیکھ کر یہی سمجھنے لگے۔ کہ اس  
 سامنے کے مشق اس پر شبہ کرنا بے جا ہے۔ پھر جس وقت جھٹ کے سپاہی بارکھن میں داخل ہوئے  
 لگے۔ تو ہر ایک کے کارٹوسوں کا معائنہ کیا گیا۔ لیکن کسی کے پاس گولی برآمد نہیں ہوئی۔ ماضوں  
 کے دل میں قدرتی طور پر لیونارڈ پھل کے خلاف شبہ پیدا ہو چکا تھا۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا  
 کہ انفر مرگ کی تحقیقات ہونے تک اُسے ذی جرات رکھا جائے۔ مگر اُس نے بڑے زور سے  
 اپنی بے گناہی کا اظہار کیا۔ اور جن لوگوں کو اس کے خلاف سب سے زیادہ شبہ ہو سکتا تھا  
 وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔ کہ اس کا انکار بالفاظ جوش راہی بر مبنی نظر آتا تھا۔ چنانچہ جب  
 یہ جرم اس سے منسوب کیا جاتا۔ تو وہ غیر معمولی اظہار خشم کرنے لگتا۔ اس سے اگلے دن انفر  
 مرگ نے تحقیقات کی۔ اور اس کا نتیجہ جمل کے حق میں مفید ثابت ہوا۔ اُس کے خلاف ذرا  
 سی شہادت بھی پیش نہ کی جاسکی۔ اور اس بات کو بعید ترین طریق پر بھی اس کے خلاف نہیں  
 سمجھا جاسکتا تھا۔ کہ اگر سال پیشتر متوفی کی شکایت پر اُسے سزا سے تازہ بنا دی گئی تھی  
 اس کے علاوہ لیونارڈ کے جس قدر رفیق سپاہیوں کی شہادت ہوئی۔ ان میں سے ایک نے  
 بھی یہ نہیں کہا۔ کہ اس دوران میں پھل نے کبھی نشہ کی حالت میں بھی جب سچی بات  
 بے اختیار منہ سے نکل جاتی ہے۔ یہ کہا ہو۔ کہ مجھے لارڈ سیٹل کے خلاف کسی طرح کی عداوت  
 ہے۔ ان حالات میں گواہی نتیجہ یہی اخذ کیا گیا۔ کہ امیر مذکور ایک اتفاقی حادثہ سے مراد تاہم  
 ساتھ ہی یہ خیال کرنا بھی سزا غیر ممکن تھا۔ کہ ایک بھرے ہوئے کارٹوس کو خانی سمجھا گیا۔ بہر  
 حال اس طرح پر لیونارڈ پھل کے خلاف ذرا سی شہادت بھی پیش نہ کی جاسکی۔ اور اُسے رما  
 کر دیا گیا۔ مگر فوج کے افسروں اور کئی سپاہیوں کے دل میں بھی شبہ جاگزیں نہ۔ کہ یہ کارروائی  
 ضرور اس شخص کی ہے۔ جیسا کہ کئی حالتوں میں ہوا کرتا ہے۔ جیوری نے اس مطلب کا سپہم  
 فوٹے صادر کر دیا۔ کہ متوفی کی موت ایک گولی سے ہوئی۔ جو کسی قرابین کے دانہ سے حل تھی  
 مگر یہ معلوم نہیں ہوا کہ اُسے کس نے چلایا۔ اور آیا وہ اتفاقی طور پر چلی یا بالارادہ۔ اس کے  
 چند دن بعد لارڈ سیٹل کی لاش کو دفن کیا گیا۔ اور ٹوری اخبارات نے اس کے انتقال پر  
 تقریبی نوٹ چھپتے ہوئے۔ اس کی خوبوں کا اتنا مفصل ذکر درج کیا۔ کہ اگر اس شخص میں ان  
 صفات کا دوسواں حصہ بھی موجود ہوتا۔ تو ہم سمجھتے وہ اعلیٰ اور ذہنی طریق پر نوع انسانی کا  
 بہترین نمونہ تھا۔

اس افسوسناک واقعے کے بعد لیونارڈ چمپل اور ایلین میں جو پہلی ملاقات ہوئی۔ وہ فریقین کے لئے نہایت رنجیدہ تھی جب وہ اس مکان میں جو ایلین نے ان گناہ آلود ملاقاتوں کے لئے لکرایہ پر لے رکھا تھا ملے۔ تو آخرا لڈ کرنے اپنے دلدار کی کلائی پکڑ کر اس کی طرف اس انداز سے دیکھتے ہوئے گویا وہ اس کی روح کی تہ تک پہنچنا چاہتی ہے۔ مگلی گلوگ آواز میں کہا۔ لیونارڈ کیا تمہیں اس فعل کے ترکب نہیں ہوئے؟ اس نے اپنا بازو جھسکا دے کر اس کی گرفت سے نکالتے ہوئے وحشیانہ انداز سے کہا۔ پھر کیا ہوا؟ کیا میں نے تم سے پہلے ہی یہ نہیں کہہ دیا تھا۔ کہ میں ضرور اپنی سزا کا بدلہ لوں گا۔ اور کیا تم نے میرے اس خیال کی تائید نہیں کی تھی؟ پھر اب تم کس منہ سے مجھے اس کے لئے ملامت کرتی ہو۔ مگر اہی! یہ خیال کس قدر خوفناک ہے۔۔۔ ایلین نے کرسی پر بیٹھتے اور اپنے ہاتھوں سے پیشانی کو دبا۔ تم ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ لاکھ گنہگار اور منزل عصمت سے گری ہوئی ہو۔ بہر حال ابھی اس کا دل اس قدر پختہ نہیں ہوا تھا۔ کہ اس ہلکی آواز کو بھی دبا سکتا۔ جودہ رہ کر اس کے کانوں میں کہہ رہی تھی۔ تو اس وقت ایک قاتل کی صحبت میں بیٹھی ہے۔ خوفناک! لیونارڈ نے حشیانہ طریق پر پختہ ہوا لگاتے ہوئے کہا۔ ایلین کیسی بیوقوفوں کی سی باتیں کرتی ہو! کیا اب میں یہ سمجھوں۔ کہ تم کسی دن میرے خلاف مخبری بھی کرو گی؟

بد نصیب عورت کی آنکھوں سے طوفانِ اشک بہ نکلا۔ اور وہ کہنے لگی۔ مائے افسوس کیا اب میں تمہاری نظروں میں اتنی ہی ذلیل ہو گئی۔ کہ تم مجھ پر اس قسم کے ادنیٰ تشہات کرنے لگے ہو؟ پھر وہ رہ رہ کر سسکیاں لیتے ہوئے بولی لیونارڈ کیا میں سب کچھ تمہاری خاطر نثار نہیں کر چکی؟ کیا میری ان قربانیوں کے بعد تم مجھے اس قسم کی ملامت کرنا واجب سمجھتے ہو؟ میری حالت پر غور کرو۔ اور دیکھو۔ میں کس دُجہ تمہارے رحم کی محتاج ہوں۔ ایک طرف سنب دروز میرے شوہر کے شبہات اور سردہری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مجھے اس سے نفرت ضرور ہے۔ مگر آخر قانون کی نظروں میں وہ میرا شوہر ہے۔ اس نے مجھے وام فریب میں لانے کے کئی طریقے سوچے۔ جن سے میں بدقت بچتی رہی۔ مگر وہ اب میری وفاداری پر اور زیادہ شک کرنے لگا ہے۔ اور ہر وقت میرے خلاف کوئی نہ کوئی ثبوت حاصل کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ عرصہ سے والد کسی نہ کسی طریق پر اس بات سے خبردار ہو کر۔ کہ میں گھر سے عرصہ دراز تک پراسرار طریق پر غائب رہتی ہوں مجھ سے کسی طرح کے سوالات

پوچھا اور مجھے فہم میں کر چکے ہیں۔ لیونارڈ کیا یہ سب باتیں مجھے غم نصیب کو پریشان اور مضطرب کرنے کے لئے کہیں گئیں۔ کتاب تم بھی مجھے شک کی نظر سے دیکھ کر ان میں اضافہ کیا چاہتے ہو؟ لیونارڈ کہنے لگا یہ بات ہے تو پہلے تم مجھے غصہ ہی کیوں دلاتی ہو؟ میں ایک سال سے کہہ رہا تھا کہ ضرور اس شخص سے بدلہ لوں گا۔ اور واقعہ میں تم نے میرے اس خیال کی حوصلہ افزائی بھی کی سگرا ب جس وقت میری وہ تجزیہ عمل میں آچکی۔ اور میرا جانی دشمن قبل از وقت کنج کچھ میں پہنچ گیا۔ تو تم میرے اس کام پر خوف اور نفرت کا اظہار کرتی ہو، آؤہ! لیونارڈ ٹائمن نے اس کے قدموں میں گر کر کہا میں تم سے معافی کی خواہش گزار رہوں۔ یقین جانو میں آئندہ کبھی تمہیں ناراض نہ کروں گی میں مانتی ہوں تم پر بہت ظلم کیا گیا۔ اور حالات اسی قسم کے تھے جن کے پیش آنے پر صبر و شکیب کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں نے غلطی کی۔ کہ تمہارے فعل پر اظہارِ افسوس کیا۔ لیونارڈ نے اس عورت کو جو اس کے عشق میں سراسر دلوایاں چھوٹی تھی۔ فرشِ زمین سے اٹھا کر صوفہ پر اپنے پہلو میں بٹھاتے ہوئے کہ: ”خیر جو ہو چکا۔ اب اس پر بحث کرنا ناجائز ہے۔ ہمیں لازم ہے اس سوال کو آپس کی تلوار کا ذریعہ نہ بنائیں۔ تم جان سکتی ہو۔ اگر میں اس امیر چھوڑ کر سے انتقام نہ لیتا۔ جسے میرا کینہ سپرد خاک کرنے کا موجب ہوا ہے۔ تو میری ہستی اس کتے سے بدتر ہوتی۔ جو اسی شخص کے ہاتھوں کو چاٹتا ہے جو اُسے زد و کوب کرے۔ میں تمہیں یہ بھی بتانا ہوں۔ کہ جنگ کے موقعوں پر اسی طرح کئی سپاہیوں کو ظالم افسروں سے بدلے لینے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور وہ سپاہی جن پر بے جا سختی یا ناروا ظلم کیا گیا ہو۔ ظالم افسروں کو اپنے انتقام کا نشانہ بنانے سے ہرگز دریغ نہیں کرتے۔ تم چاہے اسے قتل کے نام سے یاد کرو۔ لیکن میں تو یہی کہہ رہی ہوں کہ ظالم کو سزا دینا سراسر انصاف ہے۔“ ایمن اُس کے چہرہ کی طرف خوف اور حیرت کی نظر سے دیکھنے لگی۔ اور اس کے اپنے چہرے پر لیونارڈ کو ان خوفناک اصولوں کی وضاحت کرتے سن کر لاش کی سی زردی چھا گئی۔ مگر پھر یہ دیکھ کر کہ وہ دوبارہ ناراض ہوا چاہتا ہے۔ وہ جلدی ہی اس سے پیار کرنے لگی۔ لیونارڈ نے بھی اُس سے اظہارِ محبت شروع کیا۔ لیکن ایمن باوجود بڑی کوشش کے اب اس نصابِ عشق کی خوشیوں میں وہ لذت محسوس نہیں کرتی تھی۔ جو بیشتر کیا کرتی تھی۔ ہر چند کہ کچھ عرصہ سے اس نے جو طریق زندگی اختیار کر رکھا تھا۔ اس نے اس کے جذباتِ مغلی کو بہت بھڑکا دیا تھا۔ تاہم اب اپنے چاہنے والے کی صحبت میں بے اختیار اس کے دل میں نفرت کا احساس پیدا ہوتا تھا۔ وہ اپنی خواہشات

نفسانی کو آگ سا کر اس احساس پر غالب آنے کی بہت کوشش کرتی تھی، لیکن کیا کوئی طاقت ایسی ہے جو اس آواز کو بنا سکتی جو رہ کر اُسے اپنے کافوں میں یہ کہتی سانی دیتی تھی کہ تو ایک قاتل کی صحبت میں ہے۔ اس نے اس خیال سے لیونارڈ کے خوبصورت چہرہ کی طرف دیکھا کہ شاید اسی طرح میرے اندر وہ پاک جذبات محبت دوبارہ پیدا ہوں۔ جو پیشتر اس کے دل پر قابض تھے۔ شراب ان آنکھوں میں جو کبھی پاک محبت کی دلفریب جھلک رکھتی تھیں اسے ایک خوفناک اور شیطانی مسرت نظر آئی۔ اور پھر جس وقت اس نے اس کے ہاتھ کو بوسہ دینے کے لئے لبوں سے لگا یا تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ کبھی خون آلودہ حصہ جسم کو چوم رہی ہے۔

ان اذیت دہ احساسات کو ناقابل برداشت باکر وہ میز پر اسیاٹے اکل و شراب چھیننے لگی۔ اس نے شامپین کی بوتل کا گھولنے کے لئے لیونارڈ کو پیش کیا۔ اس نے بوتل کھول کر ایک جام اپنے لئے پر کیا۔ اور پھر اُسے خالی کر کے وہی گلاس ایلین کو پیش کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ”تم یہ ثابت کرنے کے لئے اُسے پی لو۔ کہ جو واقعہ ظہور میں آیا ہے اس کے باوجود مجھ سے تمہاری محبت میں کمی نہیں ہوئی۔“ اُس نے وہ گلاس اس کے ہاتھ سے لیکر اپنے منہ سے لگایا۔ مگر لیونارڈ کے الفاظ نے اُس کے ذہن میں پھر وہی تصورات پیدا کر دیے۔ جنہیں وہ اپنے تخیل سے خارج کرنے کے لئے بے حد کوشش کرتی رہی تھی۔ جسے تکاب اُسے اپنی نظروں کے سامنے ہر طرف خون کی سی سرخی نظر آنے لگی۔ جب اس نے مئے احمر کا گلاس منہ سے لگایا تو یوں معلوم ہوا کہ ساغر میں خون چھلک رہا ہے۔ طوعاً و کرہاً اُس نے گلاس کو خالی کیا۔ مگر جس وقت دخت رزن نے اس کی رگوں میں حدت پیدا کی۔ تو وہ ناگوار تصورات اسکی نظروں سے غائب ہونے لگے۔ اور اب اس نے محسوس کیا۔ کہ میں بغیر کسی نفرت یا کشیدگی کے لذات نفسانی سے بہرہ مند ہو سکتی ہوں۔ اس طرح پر لیونارڈ کے بعد اب ایلین نے بھی یہ سہلک حقیقت دریافت کی۔ کہ چمکتی ہوئی شراب کے جام میں سارے سچ وہ خیالات کو محو کرنے کی معجز ناما تاثیر ہے۔ سچا سچا اس وقت کے بعد اس نے بھی دخت رز کو اس شخص کے جوش استیقا کے ساتھ مینا شروع کیا جو سمجھتا ہوا کہ اسی میں تفکرات کو دور کرنے کی تاثیر ہے۔ لیونارڈ کو یہ دیکھ کر کہ شراب نے اس کے دل پر مضمین اثر پیدا کیا ہے۔ تعجب اور مسرت ہوئی۔ اور ایلین کو بھی اس ملاقات کے آخری حصہ میں لیونارڈ اتنا با محبت اور پیارا معلوم ہوا۔ جتنا وہ عرصہ دراز سے کبھی نہیں ہوا تھا۔

مگر اس ایک ماہ کے واقعات نے نتیجہ کیا پیدا کیا؟ یہی کہ ایلین میں شراب کی کٹش پیدا ہو گئی۔ اس نے محسوس کیا۔ کہ یہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو تمام رنجہ خیالات کو دل سے دور کرتی ہے اور چونکہ عام طور پر اس کے خیالات اکثر رنجیدہ رہتے تھے۔ اس لئے دن بدن اس کے دل میں مئے ناب کا شوق بڑھنے لگا۔ جتنے کہ جو کسی زمانہ میں کھانا کھاتے وقت بھی اس کا استعمال بڑھتا جیتی تھی۔ اور جسے یہ دیکھ کر سخت ہی رنج ہوتا تھا۔ کہ لیونارڈ اس مضر چیز کا عادی ہوتا جا رہا ہے۔ خود اس کے دام فریب میں مبتلا ہو گئی۔ صد افسوس کہ حسین و جمیل ایلین شیشہ کی پری کے سایہ میں آگئی۔ شروع میں کچھ عرصہ یہ کیفیت رہی۔ کہ وہ صرف رات کا کھانا کھاتے وقت اسے استعمال کرتی تھی۔ مگر جلد ہی اسے محسوس ہونے لگا۔ کہ اب صبح شام میرے خیالات رنج وہ ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر لیونارڈ کے متعلق اس کے دل میں نفرت اور محبت کے مشترکہ احساسات پیدا ہوتے تھے۔ پس اس نے دوپہر کو پونج کے ساتھ بھی شراب کا استعمال شروع کر دیا۔ اور رات کو کھانے کے ساتھ تو وہ دو دو تین تین گلاس ہلکا ٹکف پی جاتی ایسے موقعوں پر جب وہ لیونارڈ سے ملتی۔ تو اسی شراب کی بڑی مقدار پی جیتی تھی۔ جو اس تقریب کے لئے جمیائی گئی ہو۔ رفتہ رفتہ یہ عادت اس بد نصیب عورت پر زیادہ مضبوط اثرات قائم کرنے لگی۔ اور آخر نوبت یہاں تک پہنچ گئی۔ کہ صبح کے ہر شیشہ کے ساتھ بھی وہ اپنے خیالات کی پیشانی رفع کرنے کے لئے ایک آدھ گلاس ضرور چڑھا لیتی تھی۔ اسی سال بھر تک مختلف شکوک و شبہات کا شکار رہنے کے بعد ٹیکمیل جو یہ دیکھ رہا تھا۔ کہ دن بدن اسکی بیوی زیادہ بے توجہی اور لاپرواہی برتنے لگی ہے۔ مایوخیلیا کا شکار ہو گیا۔ اور اب اس کی حالت یہ ہو گئی۔ کہ گھنٹوں بے خبری کی حالت میں اپنے تفکرات میں محو کرسی پر بیٹھا رہتا۔ اپنی ایام میں سطر و مفرط کے مالی حالات میں عظیم انقلاب پیدا ہوا۔ اس نے سترہ ہزاری کے بھن سودوں میں بھاری نقصان اٹھایا۔ جس کی وجہ سے اسے عظیم پریشانی لاحق ہو گئی۔ اپنے داماد ٹیکمیل سے مزید امداد حاصل کرنا بے قابض اور بحث تھا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر اس امید پر کہ شاید کہیں سے غیبی امداد مل جائے۔ رہا کہ اندک اس نیت سے کہ آخری تباہی کو جہاں تک ممکن ہو ملتوی رکھا جائے۔ اس نے ظاہری حالات میں اپنی کوٹھی کی ساتھ کو برقرار رکھنے کی کوشش شروع کی۔ اس طرح پر ایک طرف شوہر کی عدم توجہی اور دوسری جانب والد کے تفکرات کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایلین پر کسی کی نگرانی نہ رہی۔ اور وہ دن بدن اس جہلک عادت میں جو اس نے بے خبری میں اختیار کر لی تھی۔ ترستی کرتی گئی۔ لیونارڈ

اُسے شراب کا حد سے زیادہ عادی ہوتے محسوس تو کیا۔ مگر اس نے بجائے مانع آنے کے اُنٹا اس کی حوصلہ افزائی کی۔ کیونکہ ایک تو وہ خود انجام سے لاپرواہ ہو چکا تھا۔ اور دوسرے ڈھکیچھا تھا۔ کہ جس وقت ایلن نشہ شراب میں ہوتی۔ تو بڑی آسانی سے اپنی نقدی اس کے حوالے کر دیا کرتی تھی۔ لیونارڈ کی فضول خرچیاں روز بروز بڑھتی گئیں۔ اور اب وہ خود ایلن سے بھی تفضل کا سلوک کرنے لگا۔ اس سے ایلن کے سینہ میں جوش رقابت پیدا ہونا قدرتی تھا۔ اب جب انجام کار اُسے معلوم ہوا۔ کہ لیونارڈ مجھ سے بے وفائی کر رہا ہے۔ تو وہ نو میں زور کا جھگڑا ہوا جس نے لفظی تکرار سے بڑھ کر یہاں تک نوبت اختیار کی۔ کہ لیونارڈ نے اُسے بے رحمی سے پیٹا۔ ایلن جو یہ پہچانی کی حالت میں تھی۔ وہ بھی جہاں تک ممکن تھا۔ اس کا مقابلہ کرتی رہی۔ یہ نظارہ سخت ہی رنج وہ اور افسوس ناک تھا۔ اور اس کے دوسرے دن صبح کو جب ایلن کی آنکھ کھلی۔ اور اس نے شب گذشتہ کے واقعات پر غور کیا تو یہ سوچ کر کہ میں پہلے کیا تھی۔ اور اب کیا بن چکی ہوں اُسے انتہا وجہ ندامت محسوس ہوئی۔ وہ گھنٹا ناز زار روتی رہی۔ اور اس نے عہد کیا۔ کہ میں آئندہ کبھی شراب نہ پیوں گی اور نہ لیونارڈ سے ملو گی۔ اس ارادہ کو دل میں لے کر اس نے اس مطلب کا رقعہ بھی لیونارڈ کے نام بھیجا۔ اور اس وقت جبکہ ہر خیالات اس کے دل پر عادی تھے۔ اُسے اس خیال سے بھی سخت رنج ہوا۔ کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ اچھی طرح پیش نہیں آتی۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ میری توجہ کا محتاج ہے۔ اُس نے عہد کیا۔ کہ میں آئندہ اسی کی خدمت کو سب سے افضل سمجھوں گی۔ اس ارادہ سے اُسے ذرا تقویت محسوس ہوئی۔ اور وہ خوش ہونے لگی۔ کہ اب میں پھر نیکی کی راہ اختیار کر سکو گی۔ مگر اس کی ساری تجاویز اور خوشگوار امیدیں سہ پہر کو خاک میں مل گئیں۔ جب محل کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں لکھا تھا۔ "اگر تم شام کو وقت مقررہ پر نہیں آؤ گی۔ تو یاد رکھو۔ میں تمہیں جان سے مار کر خود بھی مر جاؤنگا۔"

خط کو پڑھ کر ایلن بہت دیر تک تلخ آنسو بہاتی رہی۔ وہ جانتی تھی۔ کہ اگر میں کمزور ثابت ہوئی۔ تو سبھنا چاہیے کہ میری قسمت پر بربادی کی تھرلنگ چکی۔ اور میرا انجام ذلت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔ اس نے یہ بھی محسوس کیا۔ کہ بتدریج میری حالت اُس شرابی کی طرح ہو جائے گی۔ جو اس عادت کو باوجود کوشش کے ترک نہیں کر سکتا۔ لیونارڈ کی چٹھی کو پڑھ کر اور اُس کی خوفناک دھمکیوں کو یاد کر کے اس کے دل میں یہ تشویش پیدا ہونے لگی۔ کہ شاید مجھے

اُس کے ہاتھوں قبل از وقت موت نصیب ہو۔ اس نے اپنے ارادہ پر قائم رہنے کی بہت کوشش کی۔ مگر عادات بد اس درجہ گھر کر چکی تھیں کہ اب اس کے لئے نیک ارادوں پر استہوار رہنا دشوار ہو گیا تھا۔ انجام کار وہ اس فیصلہ پر مجبور ہو گئی کہ شام کو لیونارڈ چل سے ملنے جائے۔ اگرچہ اس نے اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ ہماری یہ ملاقات آخری ہوگی۔ پس وہ وقت مقررہ پر مقام معینہ کی طرف روانہ ہوئی۔ اور لیونارڈ چل جو ایک ایسی عورت کو بہر حال ہاتھ سے دینا نہیں چاہتا تھا۔ جو اس کی فضول خیرچوں کو بوجہ حسن پورا کر سکتی تھی۔ اس سے اتنی ریاکاری کے ساتھ پر محبت طریق پر پیش آیا کہ ایلن نے جو روز اول سے اس پر نفرت تھی۔ اس بات پر یقین کر لیا کہ وہ قہ میں بیسے میرے سوا اور کسی سے محبت نہیں۔ اس نے سابقہ تعاضل کے لئے اس کی معذرت کو بھی قبول کر لیا۔ اب شرب کا دور چلنے لگا۔ اور دخت رز کے زیر اثر وہ تمام احساسات ماسف اور وہم نیک ارادے جو اس کے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ بھرا میں مل گئے۔ اس وقت وہ اس پر یہاں تک خوش تھی کہ لیونارڈ کو فوج سے جدا کرنے کے لئے زرفند بطور تادان ادا کرنے کو تیار ہو گئی۔ مگر لیونارڈ نے اس تجویز کو منظور نہیں کیا۔ اور وجہ یہ پیش کی کہ میں نے فوج میں داخل ہوتے وقت ہمیشہ اسی ملازمت میں رہنے کا حلف لیا تھا۔ اگرچہ حقیقت میں یہ بیان بالکل نادرست تھا۔ کیونکہ اب اس کے مزاج میں اتنا عظیم انقلاب پیدا ہو چکا تھا۔ اور اس کے نیک ارادے اس حد تک نازل ہو گئے تھے کہ اس حلف کا اثر کبھی کامٹ چکا تھا حقیقت یہ ہے کہ اب وہ ایک نہایت عیاش اور ادب باش آدمی تھا۔ اس نے معلوم کر لیا کہ عورتیں ہی پوزن سپاہیوں پر نسبتاً جلدی دارفتہ ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے یہ بھی سوچا کہ اگر میں فوج سے الگ ہو گیا۔ تو ہر وقت اپنی داشتہ کی مرضی پر چلنے کو مجبور ہو جاؤنگا۔ اور چونکہ روپیہ کا اختیار ایلن ہی کو حاصل تھا۔ اس لئے اُسے اپنی آزادی میں فرق آنے کا اندیشہ ہوا۔ پس سارے پہلو سوچ کر اس نے فوجی ملازمت ہی کو بہتر جاننا اور ایلن اس درجہ بوقوت بن چکی تھی کہ اُس نے اپنے چاہنے والے کی سب باتوں کو سچ سمجھ لیا۔ اور زیادہ زور دینا ضروری نہ سمجھا۔ وقت کا آخری حصہ عیش و عشرت میں بسر ہوا۔ شامپین کا دور چل پاتا رہا۔ اور آخر بہت دقت گزر جانے پر یہ گنہگار جوڑا حظوظ نفسانی سے سیر ہو کر ایک دوسرے سے جدا ہوا۔

اسی طرح وقت گذر تا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایلن اور لیونارڈ کے تعلقات دن بدن

زیادہ کشیدہ ہوتے گئے۔ اب ان میں آئے دن جھگڑتے تکرار ہوتے تھے۔ اور ان جھگڑوں میں اکثر دو کلب تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ وہ پاک محبت جو ایلن کو اپنے دلدار سے معنی سب ادب سے دیکھنے کی نفسانیت میں بدل گئی تھی۔ اس کے خیالات لطیف گند ہو گئے۔ اور جوش رقابت بڑھ گیا۔ بار بار وہ لیونارڈ پر بے وفائی کے الزام عاید کرتی۔ اور ایسے موقعوں پر اس قدر جوش میں آتی کہ یہ یقین کرنا غیر ممکن تھا۔ کہ محمود تندر مزاج اور بزرگانِ عورت چند سال پیشتر نہایت سستہ اور شائستہ خیالات کی ایک معزز خاتون تھی۔ لیکن عیاشی کی زندگی کے باوجود اس کا سخن غیر معمولی حد تک قلم رما۔ چنانچہ بار بار جب وہ لیونارڈ سے ملکر زیادہ رات گئی گھر کو واپس جاتی۔ تو اکثر بے فکرے نوجوان جو ہر وقت بڑے شہروں میں خوبصورت عورتوں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ بڑی بے حیائی سے اس کے سامنے شرمناک تجاویز پیش کیا کرتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ وہ کسی کے کہنے میں نہیں آئی۔ تاہم دن بدن از روئے اخلاق اس کے خیالات میں انحطاط پیدا ہوتا گیا۔ چنانچہ بار بار جب وہ شراب پئے ہوئے ہوتی۔ او۔۔۔ بنے فکرے نوجوان اُسے راستہ میں جھیرٹائے۔ تو یہ ان سے بے تکلف گفتگو کرنے لگ جاتی تھی۔ اپنی ایام میں لیونارڈ بجائے خود اُسے حسد کی نظروں سے دیکھنے لگا۔ اور ایک رات جب وہ اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا تھا۔ تو راستے میں اس نے اُسے ایک نوجوان سے گفتگو کرتے دیکھ لیا۔ اس پر دو نو میں زور کا جھگڑا شروع ہوا۔ اور اگرچہ انجام کار لیونارڈ نے ہی جھڑپ اس لئے کہ ایک مالدار عورت مانتہ سے نہ جاتی رہے۔ اس کے عذرات کو تسلیم کر کے ڈراما لی تاہم اس کے دل میں ایلن کی بے وفائی کا غلط خیال نہایت مضبوطی سے جا گریں ہو گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو نو ایک دوسرے پر بے اعتمادی کرنے لگے۔ اور بار بار اس سلسلہ میں ایک کو دوسرے سے سخت لفظت ہونے لگی۔ ہر چند کہ لیونارڈ اب ایک بڑا آدمی تھا۔ اور وہ ایلن کی شراب نوشی کی عادت کی بھی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ تاہم جب وہ اُسے محمود دیکھتا اور پیار و محبت میں اس کے منہ سے اپنے رسواؤں پر سائبان کے ٹھٹھ اور خوشبودار سانس کی بجائے گرم اور کشیف بو محسوس کرتا۔ تو اس کے دل میں بے اختیار لفظت کا احساس پیدا ہو جاتا تھا۔ دوسری طرف ایلن باوجود بڑی کوشش کے اس خیال کو دل سے نہیں نکال سکتی تھی۔ کہ میرا ایک قاتل سے تعلق ہے۔ چنانچہ بار بار اس کی صحبت میں بیٹھے ہوئے اُسے اپنی نظروں کے سامنے خون کی سسی سرخی نظر آنے لگتی۔ شیشہ کے گلاس میں سرخ شراب خون ہی کی صورت اختیار کر سکتی

اور اپنے بگڑے ہوئے عقل میں اسے لیونارڈ کے ہاتھ بھی خون آلود نظر آئے۔ اس طرح ان دونوں کا یہ افسوسناک تعلق جاری رہا۔ ایلین اس وجہ سے ساتھ لگی رہی۔ کہ وہ نفسانیت کے زیر اثر اس پر منتون تھی۔ اور لیونارڈ اس واسطے کہ اس کے اخراجات صرف ایلین ہی کی مدد سے پورے ہو سکتے تھے۔

لیکن آخر کار جب معاملات نے انتہائی صورت اختیار کی۔ تو جیسا ہونا چاہیے تھا اس لحاظ سے عشق کا انجام نہایت افسوسناک ثابت ہوا۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ ایلین سات کے وقت لیونارڈ کے کسی گستاخانہ سلوک کی وجہ سے سخت رنجیدہ نقطہ منہ میں مخمور دل میں پیچ ڈب کھاتی مکان کی طرف جا رہی تھی۔ کہ راستہ میں وہی لیونارڈ جس کا ذکر ایک بار پہلے کیا جا چکا ہے۔ اس کو ملا اس موقع پر اس نے ایلین سے بہت سخت سماجت کی۔ اور وہ بھی اس قدر نرم ثابت ہوئی کہ جیسی اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ خونِ حقد میں تھا۔ اور دل بھیجا ہوا۔ اس کی حالت اس قسم کی تھی۔ کہ اُس نے سمجھا اس لیونارڈ کی بات ماننا لیونارڈ کی طرف سے آزادی کا ثبوت مہیا کرنے کے برابر ہو گا جس سے بہت نہیں تو میرے اپنے دل کی تسکین ضرور ہو جائے گی۔ پس اُس نے اجنبی کی بات مان لی۔ اور اس کے ساتھ ایک قبضہ خاندان میں جانا منظور کیا۔ آخر آدمی سات کا وقت تھا۔ جب ایلین اس مکان سے نکلی۔ اور پھر کسی دن بیٹنے کا وعدہ کہہ کے اپنے مکان کی طرف ہوئی۔ واپس لوٹنے کے وسط میں اُسے اپنے پیچھے کسی کے تیز چلنے کی آواز سنائی دینی مڑا کر دیکھا۔ تو چاند کی نکھری ہوئی روشنی میں لیونارڈ پھل سایہ کی طرح ساتھ چلتا نظر آیا۔ ایلین کو غرض کی سی حالت محسوس ہونے لگی۔ اُس نے جان لیا۔ کہ وہ یقیناً میری نگہانی کرتا رہا ہے۔ نہایت خوفناک اندیشوں کو دل میں لئے وہ پل کے ایک حجرہ میں داخل ہو کر بیچ پر بیٹھ گئی۔ وہیں وہ لیونارڈ سپاہی بھی پہنچ گیا۔ پہلے ایک منٹ وہ بالکل خاموش رہا۔ اور یہ خاموشی ایلین کو اور زیادہ خوف زدہ کرنے کا موجب ثابت ہوئی۔ آخر اپنا درز چہرہ جس پر چاند کی روشنی پڑ کر گئے اور زیادہ پھیکا بنا رہی تھی۔ اس کی طرف اٹھا کر اُس نے یہ پوچھنے کی کوشش کی۔ کہ تم کس مطالب کے لئے یہاں آئے۔ مگر انا ڈانوک زبان پر آ کے رک گئے۔ اور وہ انتہائے خوف سے لب لہجہ ہو کر رہ گئی۔ اپنے سامنے ٹھوڑے خاصہ پر موت کا اتھان لگا تھا۔ اسے صاف نظر آتا تھا۔

لیونارڈ نے اس کو لگا تھا اپنے ہاتھ میں لے کر تھمھی انا اڑ سے جایا۔ اور وہی ہوئی کھو کھلی

ادارے سے کہنے لگا۔ "ایلن آج مجھ کو تمہاری بے وفائی کا کمال ثبوت مل گیا"۔ پھر نصیبِ محبت نے  
 پل کے ادھر ادھر دہشت زدہ نظر سے دیکھتے ہوئے ادرا سے بالکل ویران پا کر حالتِ خوف میں  
 کہا۔ "رحم! رحم! رحم کا مستحق انا میں ہوں"۔ لیونارڈ نے اپنا ماتھے پر سے دو رنگ پنی ہی پیشانی  
 پر مارتے ہوئے کہا۔ "جو سلوک تم نے مجھ سے کیا۔ واقعی میں اس کا مستحق تھا۔ میرے دل میں  
 عرصہ دراز سے تمہاری نسبتِ شہادت پیدا ہو رہے تھے۔ لیکن آج اُن کا کمال یقین ہو جانے پر  
 مجھے اتنا خوفناک صدمہ ہوا ہے جسے میں برداشت نہیں کر سکتا۔ بے شک میں ایک بد قماش  
 بد راہ اور ذلیل آدمی ہوں۔ لیکن ان حالات میں بھی اے ایلن تمہارے طرز عمل نے میرے دل کو  
 سخت ہی صدمہ پہنچایا ہے"۔ ایلن موثر لہجہ میں کہنے لگی۔ "میں خدا کی قسم کھا کے کہتی ہوں۔ آج  
 میری بے وفائی کا پہلادان ہے۔ رات تم نے مجھ سے جو بد سلوکی کی۔ اس سے میرے دل کو  
 اس قدر صدمہ پہنچا۔ کہ میں نے فیصلہ کیا۔ آئندہ تم سے آزاد ہو کے رہوں گی۔ میں تم سے کسی  
 دوسری طرح انتقام لینے کی خواہش نہ ہوتی۔ اور میں نے سوچا۔ کہ اگر میں خود اپنی نظروں میں آزاد  
 ثابت ہو جاؤں۔ تو یہ بھی کچھ کم نہیں۔ اس سے میرا مطلب یہ ہے۔ کہ میں نے سوچا تھا۔ تم  
 سے بے وفائی کر کے مجھے خاص سرت محسوس ہوگی۔ خواہ تم میری اس کزوری سے بے خبر ہی  
 رہو۔ لیکن اب اگر تم مجھے معاف کر دو۔ تو میں وعدہ کرتی ہوں۔ کہ دو بارہ کبھی ایسی غلطی کا ارتکاب  
 نہیں کرونگی۔ گر لیونارڈ از برائے خدا۔ تم بھی مجھ سے ذرا سی مہربانی کا سلوک کیا کرو۔ یہ الفاظ  
 نہایت درد انگیز اور موثر لہجہ میں کہ کر اس نے اپنے بازو محبت سے لیونارڈ کے گلے میں ڈال  
 دیے۔ اور اس کے سینے سے لپٹ گئی۔ لہذا اس درجہ موثر تھی۔ کہ اس کی بدولت لیونارڈ  
 کے دل میں ان سختیوں۔ بد سلوکیوں اور بزدلانہ بے رحمیوں کی یاد تازہ ہو گئی۔ جو وہ اُس سے  
 کرتا رہا تھا۔ اسے یاد آیا۔ کہ اس کی طرف سے میرے لئے کئی قدرِ عظیم اپنا رُخ ظہور میں آتا رہا ہے  
 اور گو میں نے اس سے حد درجہ بد سلوکی کی۔ لیکن یہ مجھ سے فیاضی کے ساتھ ہی پیش آتی رہی ہے  
 اسے یہ بھی یاد آیا کہ اگرچہ اب وہ شرابی۔ بد اخلاق اور نزلِ عصمت سے گری ہوئی ہے تاہم  
 میرے لندن آنے تک ایک بالکل پاک بے عیب اور اپنے سوشلر کی وفادار بیوی تھی۔ جو حقیقت  
 اس کا سارا زوالِ شرف سے آؤ تک صرف اس مہلک تعلق کا نتیجہ ہے۔ جو میرے ساتھ  
 قائم ہوا۔ اسے دو سال بدیشتر کا وہ زمانہ بھی یاد آیا جب اس پل سے گذر کر وہ سیمپھورڈ اسٹریٹ  
 میں اپنا مکان دیکھتے جا رہا تھا۔ ہر چند کہ اس وقت اس کی حالت حد درجہ افسوس ناک تھی۔

لیکن موجودہ حالت کے مقابلہ میں تو اسے بھی انتہائی راحت سمجھا جاسکتا تھا۔ کیونکہ اس وقت سزا سے تازہ پانہ کے دوہی نشان اس کی پیٹ پر موجود تھے۔ اور قاتل ہونے کا ناقابلِ محو احساس ندامت اس کے سینہ میں۔ اس کے علاوہ وہ جانتا تھا۔ اب میں پکا شرابی اپنی فوج کے لئے موجب ننگ اور ایک نہایت ذلیل ہستی ہوں جس کا کام اس عورت سے زبردستی روپیہ حاصل کرنا ہے جس کی محبت کا بدلہ بے وفائی اور احسان کا بدلہ سختی کی صورت میں دیا جانا رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں اسے وہ زمانہ یاد آیا جب اس کی نظروں میں ہر چیز روشن اور دلغریاں بھی۔ جب وہ اندر ایلن دو ذرا غصیت سے محفوظ اور نیکی کے پرستار تھے۔ جب اُن کی محبت پاک اور بے ریاضی تھی۔ اس وقت اگر کوئی شخص ان کی موجودہ ذلیل حالت کی پیشگوئی کرتا۔ اور یہ کہتا کہ ایک دن آئینکا جب تم ایک دوسرے کو نفرت کی نظر سے دیکھنے لگو گے۔ تو وہ اس خیال کو حقارت کے ساتھ نظر انداز کر دیتے۔ یہ اور اسی قسم کے سینکڑوں خیالات تیز زو ندی کے پیدا کی طرح اس نوجوان بیابی کے دل میں گزرے۔ اور اراغ کا اس کی روح پر اثر ہوا۔ اس کا دل جو پتھر ہو چکا تھا۔ پھر ایک بار نرم ہوا۔ اور بد نصیب عورت کو بڑے زور کے ساتھ سینہ سے لگائے ہوئے اس محبت کے زیر اثر جو پھر ایک بار اس کے دل میں پیدا ہو چکی تھی۔ وہ جوش سے کہنے لگا۔ ایلن مجھے افسوس ہے۔ کہ میں نے تم سے بد سلوکی کی۔ مجھے اپنے شرمناک سلوک پر سخت ندامت ہے۔ کیا تم میری ان خطاؤں کو صاف کر سکتی ہو؟

یہ بیان کرنا لا حاصل ہے۔ کہ اس کے بعد دونوں مصالحت مکمل ہو گئی۔ اس محبت کے زیر اثر جس کی تازگی نے ایک نئی لذت پیدا کر دی تھی۔ وہ نوبت دیر بے غم رہے۔ ایک ایک ایلن کسی فوری خیال کے زیر اثر کہنے لگی۔ لیونارڈ سننے ہو۔ ایک کا گھنٹہ بج رہا ہے۔ آج پھر تم وقت متروا پر بارک میں نہیں پہنچے۔ جس وقت وہ یہ الفاظ کہ رہی تھی۔ سینٹ پال کے گرجا کا گھنٹہ اپنی اپنی آواز سے ذاتِ واحد کی سداہی کر رہا تھا۔ ایک بجنے کی آواز اب تک ہو ایں گونج رہی تھی۔ لیونارڈ اسے سن کر کہنے لگا۔ بس اب میرے اندر بارک کو واپس جاننے کی جرأت نہیں۔ اور وہ اس زور سے کانپا۔ کہ ایلن کو اس کے بدن کی تھر تھراہٹ صاف محسوس ہوئی۔ وہ پوچھنے لگی اب کیا کرو گے؟۔ بولا۔ کچھ بھی کرنا پڑے بہر حال میں اس خوفناک سزا سے تازہ پانہ کو دوبارہ برداشت نہیں کر سکتا۔ سزا سے تازہ پانہ ایلن نے چونک کر کہا۔ اور وہ بھی زور سے کانپنی۔ مجھ کہنے لگا۔ اس میں کیا شک ہے۔ اگر میں اس وقت بارک کو لگا۔ تو یقیناً مجھے یہی سزا دی جائے گی۔ کچھ چھو

سے فوج کے افسر دیکھ رہے ہیں۔ کہ میرا طریق عمل قابل اعتراض ہے۔ کسی بار میرا دماغ دیر سے جاناؤں کے کانوں تک پہنچ چکا ہے۔ اور کج اگر میں اتنی دیر کر کے گیا۔ تو اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مجھے تازمان کی خوفناک سزا پھر دی جائے گی۔ پس میں نے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اب ہرگز بارک کو نہیں جاؤنگا۔ پھر اب کیا کرو گے؟ ایلیں نے دوبارہ پوچھا۔ وہ مایوسانہ انداز سے کہنے لگا۔ میں اس کا کیا جواب دوں میرے نزدیک بہترین صورت یہی ہے۔ کہ کسی محفوظ مقام پر چند دن کے لئے چھپ رہوں۔ اور اس کے بعد موقعہ پا کر اس ملک کی حدود سے باہر چلا جاؤں اگر یہ نہ ہو۔ تو خدا جانے میرا کیا حال ہوگا؟ ایلیں کہنے لگی۔ کیا یہ ضروری ہے۔ کہ تم ملک چھوڑ کر چلا جاؤ؟ لیونارڈ تلخی کے لہجے میں بولا۔ اس کے سوا چارہ کار کیا ہے؟ کیا تم یہ چاہتی ہو۔ میں ایک مفروز سپاہی کی حیثیت میں پکڑا جاؤں۔ اس وقت میرے بارک میں جانے کا نتیجہ تو یہ ہوگا کہ مجھ پر فوجی عدالت میں بے قاعدگی۔ شراب پینے اور دیر سے آنے کا مقدمہ چلایا جائے گا۔ لیکن مفروز سپاہی کی حیثیت میں اب بھی زیادہ سخت سزا ملنا یقینی ہے۔ ایلیں پر جوش لہجے میں کہنے لگی۔ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے۔ میں ہرگز نہیں واپس جانے کی اجازت نہیں دوں گی۔ اور یہ تو میری کسی صورت میں غمہش نہیں۔ کہ تم ایک مفروز سپاہی کی حیثیت میں پکڑے جاؤ۔ پھر چند منٹ سوچتے رہنے کے بعد وہ بولی۔ لیونارڈ اگر تم اس ملک سے کسی طرف گورانا نہ ہوئے۔ تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ فوجوان سپاہی نے اسے بڑے زور کے ساتھ چھاتی سے لگاتے ہوئے کہا۔ ایلیں مجھے تم سے یہی امید تھی۔ پھر اس نے آہستگی سے کوئی بات اس کے کانوں میں کہی۔ اور چند منٹ تک دو نو اسی طرح وہی لفظوں میں گفتگو کرتے رہے۔ معلوم ہوتا تھا۔ لیونارڈ نے ایلیں کے رد پر کوئی تجویز پیش کی ہے۔ جسے منظور کرنے میں اسے پس پیش تھی۔ لیکن اس میں بعض وقتیں پیش آتی تھیں۔ لیکن اگرچہ ایلیں نے پہلے اس تجویز کو ناپسند کیا۔ مگر آخر کار کوشش ہی سچ کہتے ہو۔ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ اب یہی صورت ہو سکتی ہے۔ کہ میں تمہیں اپنے مکان پر چھاپوں۔ اور اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ وہ فوجی نوکرانیاں میری وفادار ہیں۔ کیونکہ میں وقتاً فوقتاً انہیں مقول انعامات دیتی رہی ہوں۔ کہ وہ میرے باہر جانے آنے کی خبر مسٹر گیمبل کو نہ ہونے دیں۔ یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ جب انہوں نے اس ارادہ میں جب مسٹر گیمبل کے حاکم قائم تھے میرا ز فاش کرنا منظور نہیں کیا۔ تو اب جبکہ اس کے داروغہ میں فوتہ آچکا ہے۔ اور اس کی عادات بالکل بچوں کی طرح ہیں۔ یقیناً نہیں کر سکی۔ بے شک ایلیں کو ناہوگا۔ کیونکہ

اس کے سوا کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ میری جیب میں ایک خفیہ کنبی ہے اور ہم نوکروں کو بیلدے کے بغیر مکان کے اندر داخل ہو جائیں گے۔ کھل انہیں اس معاملہ میں مازدار بنایا جا سکتا ہے۔“

ناظرین ایلن کی اس انتہائی ناقابل اندیشی کو دیکھیں کہ اپنے آشنا کو اپنے شوہر کے مکان پر لے جانے کو تیار ہے۔ لیکن عورت ہمیشہ انتہا پسند مشہور ہے۔ خود لیونارڈ کی یہ حالت تھی۔ کہ ذرا دیر پیشتر اس کے دل میں جو اچھے خیالات پیدا ہوئے تھے۔ وہ پھر رنج ہو گئے۔ اس پر خود غرضی نے قبضہ کر لیا۔ چنانچہ فرار ہو جانے کا فیصلہ کرتے ہی اس نے سوچا۔ کہ میں ایلن سے اپنی ضروریات کے لئے کس طریق پر زیادہ سے زیادہ مالی امداد حاصل کر سکتا ہوں۔ اس نے ارادہ کیا۔ کہ میں اس کے مکان پر جا کر یہ معلوم کروں گی۔ کہ ان کا مال متنوع کس جگہ چھپا ہے اور جو قیمتی سامان ہاتھ آئے اس پر قبضہ کر کے ایلن کے ساتھ فرار ہو جائوں گا ناظرین کو معلوم ہے۔ کہ گو اس نے یہ تجویز جلدی میں سوچی تھی۔ تاہم ایلن کو اس پر رضامند کرنے میں اسے پوری کامیابی حاصل ہو چکی تھی۔ اس کی قابل نفرت تجویز کے دو حصے پایہ تکمیل کو پہنچ چکے تھے۔ ایک ایلن کا اُسے اپنے مکان میں داخل کرنا۔ دوسرے اس کے ساتھ فرار ہو جانا۔ رہا قیمتی اشیاء کو اڑانے کا خیال۔ اس کی نسبت اس نے سوچا۔ کہ یہ کچھ بہت مشکل معاملہ نہیں۔ اول تو میں اسے دلیل سے سمجھا لوں گا۔ اگر نہ مانی تو دھمکی سے رضامند کر لوں گا۔ چنانچہ اب دیکھئے۔ کہ اس خوفناک منصوبہ کو دل میں لےئے وہی لیونارڈ ڈچل جو کسی زمانہ میں ساری نیکیوں کا مجموعہ تھا۔ ایلن کے پہلو پہلو سٹیٹفورڈ سٹریٹ کی طرف چلتا اپنی خوفناک تجویز پر دل میں خوش ہو رہا ہے۔ دس منٹ کے عرصہ میں دو نوٹر گیمبل کے مکان پر پہنچ گئے۔ ایلن نے جیب سے کنبی نکال کر دروازہ کھولا اور نوجوان سپاہی اس کے ساتھ ساتھ دبے پاؤں چلتا نظر بچا کر ایلن کی خواہگاہ میں پہنچ گیا۔ ایلن کا شوہر گذشتہ ڈیڑھ سال سے بالکل جدا کرہ میں سوتا تھا۔ رات کا باقی حصہ جس طرح گذرنا اس کا اندازہ ناظرین کر سکتے ہیں۔ ساز و دل نظر۔ تو ایلن نے دو نوٹاد ماؤں کو اپنا رازدار بنا لیا اور چونکہ اس نے انہیں ایک مستقل رقم بطور انعام دے دی تھی۔ اس لئے انہوں نے وعدہ کیا۔ کہ ہم اس معاملہ کا کسی سے ذکر نہیں کریں گے۔ ہمارا دن لیونارڈ ڈچل کو کسی خواہگاہ کی چار دیواری میں بند رہ کر گزارنا پڑا۔ اور چونکہ چلنے پھرنے والا آدمی تھا۔ اس لئے وقت کاٹنا دو بھر ہو گیا۔ دن میں کئی بار اس نے سوچا۔ کہ یہاں سے فرار ہونے کی کارروائی بلاتاخیر

عمل میں لانی چاہیے۔ جس توں کر کے دن گزرا اور آخرب لیلیائے شرب نے پھر ایک بار دینا کو اپنی سیاہ جاو میں نیٹا تو اسے غایت درجہ سرت محسوس ہوئی۔

اب گیارہ بجے تھے۔ ستر گھنٹوں کو سوئے بہت دیر گزری تھی۔ نوکر بھی آرام کر رہے تھے۔ مگر لیونارڈ اور ایلین خوابگاہ میں بیٹھے تھے۔ دسترخوان پر ناداراشیائے خوراک اور قیمتی شراب موجود تھی۔ کھڑکیوں کے سامنے پردے تھے ہوئے تھے۔ لیمپ کی مدھم روشنی کمرہ میں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ پریٹ بھر کر کھانے کے بعد لیونارڈ نے ایک گلاس شیرے کا پڑ کر کے ایک ہی بار منہ کو لگا کے پیا۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا۔ اب تجزیہ کے باقی حصہ کو ممکن ہو تو آشتی سے یا ضرورت ہو تو سختی سے عمل میں لائے۔ دوا دیر کے بعد وہ کہنے لگا۔ "ایلین میں آج رات یہاں سے چل دینا چاہیے۔ آج ہی؟ اس نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ اس قدر جلدی کس لئے؟ وہ بولا پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ میں اس چار دیواری میں چوہنے کی طرح ڈبک کر بیٹھا گوارا نہیں کر سکتا۔ دوسرے یہ کہ جب ایک کام کرنا ہی ہے۔ تو پھر آج کیا تو کیا۔ اور ایک ہفتہ یا ایک ماہ بوجہ تو کیا۔ ایلین التجا کے بوجہ میں کہنے لگی۔ "تم آج رات کے لئے ضرور ٹھیر جاؤ۔" پوچھا کیوں؟ کہنے لگی "میں کئی دن سے والد سے نہیں ملی۔ وہ حصہ شہر میں بہت مصروف ہیں۔ جانے اس زندگی میں پھر ان سے ملنا نصیب ہو نہ ہو۔ میں چاہتی ہوں۔ آخری بار ان سے مل توں۔" لیونارڈ بڑے صبری کے بوجہ میں کہنے لگا۔ "یہ

سراسر فضول باتیں ہیں۔ میرا خیال تھا اب تمہارے دل میں اپنے باپ کے لئے کچھ زیادہ عزت نہیں رہی۔" ایلین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ بولی۔ "جو کچھ بھی ہو۔ آخر میرے باپ ہیں۔ اور انگلستان سے ہمیشہ کے لئے انصاف ہونے سے ہمیشہ ایک بار ان سے ملنا اور بنگلہ گھر ہونا ضروری ہے۔"

پھر تم ٹھیر دو میں تمہارا انصاف ہونا ہوں۔ لیونارڈ نے کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ایلین تلخی سے کہنے لگی۔ "تمہارے الفاظ کتنے رنج دہ ہیں۔ جیسا ایسی کی جلدی ہے۔ مگر تم مجھے ایک دن رات کی جہالت تیاری کے لئے نہیں دے سکتے۔" لیونارڈ ضد سے کہنے لگا۔ "تیاری تو ایک گھنٹہ میں ہو سکتی ہے۔" اور پھر ایک بار کرسی پر بیٹھ کر اس نے شراب کا ایک اور گلاس چڑھایا۔ پھر کہنے لگا "میں اس کے سوا اور کیا تیاری کر رہا ہوں۔ کہ جس قدر نقدی زور جاہر یا اور قیمتی سامان ہاؤس کے آسے لیکر یہاں سے چل دیں۔" ایلین اپنے آشنا کی زبانی یہ الفاظ سن کر حیرت زدہ ہو گئی۔ اسے چپ دیکھ کر لیونارڈ کہنے لگا۔ "اب خاموش کیوں رہو؟" وہ بولی "میں حیران ہوں کہ جو کچھ میرے کان میں رہے ہیں۔ کیا وہ تمہارے ہی الفاظ ہیں؟ کیا تم چاہتے ہو میں اپنے شوہر کی چور بنوں؟ یقیناً"

اس بد معاش نے جواب دیا: "اس میں عیب کیا ہے؟ آخر ہم یہاں سے خالی ہاتھ تو نہیں جا سکتے" گیا یہ ممکن ہے۔ تم مجھے اس قسم کا مشورہ دیتے ہو۔" الین نے دبی ہوئی مسخریہ آواز میں کہا "یونارڈ جب کبھی ہمیں روپیہ کی ضرورت ہوتی رہیں نے اُسے پورا کرنے میں درینے نہیں کیا کیونکہ میں جانتی ہوں روپیہ پر سیاں بیوی دونو کا سادی قبضہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تمہاری ضرورت پورا کرنے کے لئے جو کچھ میں نے دیا اس کا اس گھر کے مالی وسائل پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔ لیکن اگر تم چاہتے ہو میں تمہارے ساتھ ملکر اپنے شوہر کے چاندی کے برتن اُس کی گھڑی اور باقی چیزیں جو اس کی اپنی ملکیت ہیں چراؤں۔ تو معاف کرو۔ میں اس تجویز پر عمل پیرا نہیں ہو سکتی" پھر وہ نارووتے ہوئے کہنے لگی: "کیا میں اپنی موجودہ حالت میں ہی کچھ کم بڑی ہوں۔ کرم چاہتے ہو۔ اپنے پیچھے چر ہوئی بنی بھی تھوڑے جاؤں؟" یونارڈ نے ٹھہرے سے دانت کنگٹائے پھر شراب کا ایک اور گلاس پیار ذرا دیر کے بعد الین اس سے خطاب ہو کر کہنے لگی: "جو الفاظ کہتے ہے۔ مہربانی سے انہیں واپس لے لو۔ اور کیونکہ تم مجھ سے مذاق کر رہے تھے۔ یا تم نے یہ تجویز صرف میرا استمان کرنے کو پیش کی تھی۔" یونارڈ حشیانہ لہجہ میں بولا: "میں کیونکر کہہ دوں۔ جب کہ میں جانتا ہوں۔ یہ سب کچھ میں نے پوری سنجیدگی کے ساتھ کہا ہے۔" بد نصیب عورت ہاتھ ملنے ہوئے کہنے لگی: "مائے انوس میں کیا سن رہی ہوں کہیں میرے کان مجھے دھوکا تو نہیں دیتے؟ وہ ناہنجار اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا کے کہنے لگا۔ "اُس ناکی گفتگو کو چھوڑ دو اور بتاؤ میرے ساتھ چلا جاتی ہو۔ یا نہیں؟" اس نے کہا میں اس کا وعدہ کر چکی ہوں۔ اور اب تک اپنے وعدہ پر قائم ہوں۔" یونارڈ نے کہا: "پھر کیا ہم خالی ہاتھ جائیں؟" الین بولی: "میرے پاس ساٹھ ستر پونڈ نقد میں ہوں اس سے کچھ زیادہ قیمت کے زیورات" اور چاندی کے برتن؟" یونارڈ نے پوچھا: "تو مسٹر گریسل کے پلنگ کے نیچے ایک بکس میں بند ہیں۔" الین نے جواب دیا: "اُدقم دیکھ سکتے ہو۔ کہ اگر میں تمہارے کہنے کے مطابق اس چوری میں شریک ہونا اور اپنے شوہر کی وہ چیزیں چرانا منظور بھی کروں۔ جو سٹلمن بعد سٹلمن اس کے خاندان میں چلی آئی ہیں۔ تو یہ چھٹی علی طور میں غیر ممکن ہے۔"

یونارڈ پھر بیٹھ گیا۔ بوتل سے کچھ اور شراب لی۔ اُسے پیا۔ اور کسی گہری سوت میں پڑ گیا الین اس کے چہرہ کو غور سے دیکھتی رہی۔ وہ دل میں سوچتی تھی۔ کہ کیا میرے کہنے کا کچھ مفید اثر ہوا ہے لیکن واقعہ میں اس نے اس بد معاش کے ارادوں کو زیادہ استہوار کرنا ہوتا ہیجری

میں دو ہاتھیں اس کے منہ سے ابھی نکل گئیں۔ جو لیونارڈ کی حرص کو ترقی دینے کا موجب بنیں۔ ایک اُسے معلوم ہو گیا کہ چاندی کے برتن کہاں رکھے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ ساہا سال سے اس کتے میں ہیں جس سے ظاہر تھا۔ کہ وہ بیش قیمت ہیں۔ کیونکہ جو چیز نسلاً ببدنسلاً قائم رہے وہ ضرور تھاکتے کی قسم سے جوتی ہے پس اب ناظرین کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ لیونارڈ پمپل شراب کے تیز فٹلہ میں اپنے دل میں ایک نہایت خوفناک تجزیہ سوچ رہا تھا۔ اس نے خانانا۔ کہا اگر میں نے ایلین کی مرضی کے بغیر کسی ہوتن پر قبضہ کر لے کی کاشش کی۔ تو ضرور فنا ہو گا۔ اور مجھے ایک مفرد و سہا ہی جان کر پکڑ لیٹے۔ دوسری طرف اس نئی خزانے کو کھودنے کے جانا ہی اُسے منظور نہ تھا۔ کیونکہ یہ ہانت وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا۔ کہ کسی دور دراز ملک میں جا کر محنت و مشقت کی زندگی بسر کرے۔ سوچ فقط یہی تھی کہ وہ کونسا طریقہ ہے جس سے مال ہی ہاتھ آئے۔ اور نہنگا مری نہ جو اس کی ایک ہی صورت تھی۔ یعنی یہ کہ ایلین کو راستہ سے ہٹا دیا جائے۔

اقت کتے خوفناک تجزیہ ہے۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ گہری سوچ کے بعد لیونارڈ دوسری نتیجہ تک پہنچا۔ اس نے ایک گلاس شراب کا اور پنی کر دل کو تقویت دی۔ اور اُسے عمل میں لانے پر تیار ہوا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ ایلین کے قریب گیا۔ اور اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر گئے نگا تجان من میں اپنے اعقاد کے لئے تپے دل سے معافی چاہتا ہوں۔ جیسے تمہاری مرضی اسی میں میری خوشی ہے۔ تم چاہتی ہو۔ تو ہم اپنی روانگی کل تک ٹھوی کر دیتے ہیں۔ اور یہ بات بھی میں تمہارے فیصلہ پر چھوڑتا ہوں۔ کہ میں اپنے ساتھ چھج کے سٹاکس قدر نقدی لے جانی چاہیے۔

وہ بولی لیونارڈ میں تمہیں کتنے دل سے معاف کرتی ہوں۔ اگرچہ اس کے باوجود جب اُس نے لیونارڈ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ تو اس پر کچھ اس قسم کے آثار نظر آئے۔ اور اُس کی آنکھوں میں ایسی خوفناک جھلک دکھائی دیکھی کہ اس کے دل میں نشوونما پیدا ہو گئی۔ دیکھنے لگی۔ لیونارڈ دیکھا کہ وہ ہے۔ تم میری طرف سے اس طرح دیکھ رہے ہو جیسا کہ طبیعت انسان تو نہیں؟ نہیں میری جان باطل نہیں۔ اس نے اپنے بازو ایلین کی گردن میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کا سر انداز محبت سے اپنی چھاتی سے لگا کر کہا۔ اس سے وہ تمام اذیتیں جو ایلین کے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ رفع ہو گئے اور حالت۔ بے خبری میں وہ بھی اُس سے دلی شوق سے محبت کرنے لگی۔ جس میں اس موقع پر لیونارڈ نے اپنا دہاں اتار کھینچ کر کتے سے چار کی باتیں کرنے ہوئے پوچھا چاہتا ہے۔ ایک بڑی سی بچھری اٹھالی۔ وہ اُس کی چھاتی سے لگی ہوئی یہ کہ رہی تھی۔ لیونارڈ ذات بہت چالکی ہے۔

آؤ اب چل کے آرام کریں . . . بیکاپک اُس کے منہ سے نکلا . اُٹھا . . . میرے خدا . . .  
 اس کے آگے ایک لفظ بھی اُس کے منہ سے نہ نکلا . لپ کی روشنی میں چھری کی تیز دھار  
 بجلی کی طرح چمکی . اور پھر لیڈا رڈ نے آن واہ میں اُسے ایلن کے گلے پر پھیر دیا . موت وقتاً واقع  
 ہو گئی . اور جلاہد عاشق نے پھر کئی جونی لاش کو باہر تھکی دُش زمین پر رکھ دیا . قرینا نصف رات  
 وہ اس نگارہ کو حیرت سے دیکھتا رہا . معلوم ہوتا تھا اُسے اپنی قوت باصرہ پر یقین نہیں رہا  
 وہ باور نہیں کر سکتا تھا . کہ میں نے اس فعل کا ارتکاب کیا . آخر جب وہ اس خوفناک حقیقت  
 سے خبردار ہوا . جب اس کے قوائے ذہنی پھر بیدار ہوئے . اور اُس نے محسوس کیا . کہ مجھ  
 سے کس قدر ہیبت ناک جرم ہوا ہے . تو اس کی حالت یہ تھی . کہ اگر وہ لو جہاں اس کے اختیار میں  
 ہوتے . اور ان سے دست بردار ہو کر ایلن میں جان آسکتی . تو اُسے اس ایثار میں ذرا بھی تامل  
 نہ ہوتا . مگر افسوس جو ہو چکا اس کے اثر کو ذرا ل کر نا فیر مکن تھا . بعد از وقت تانف ہو چکی . تو  
 کس کام کا . احساس نہامت کے بعد اب اُسے اپنی سلامتی کی فکر ہوئی . براندگی کا ایک اہم  
 نکلاس بھر کر منہ سے نکلا . جس سے برگتا ہوا وصلہ پھر استوار ہو گیا . اور اب لپ اُن قدموں سے کہ  
 وہ دو بے پاؤں سخی منزل میں ستر گھیل کی خواہنگاہ کی طرف ہو گیا . دروازہ کھلا ہوا اور ستر گھیل  
 بے خبر سو رہا تھا . چلک کے نیچے وہ صندوق تھا جس میں گھر کے تمام قیمتی برتن رکھے جاتے تھے  
 اور اس میں فضل لنگھوا تھا . لیڈا رڈ نے کبھی ہی اُٹھا کر کندھے پر رکھ لیا . اور کمرہ سے رخصت  
 ہونے کو تھا . کہ ایک کرسی پر اُسے وہ کپڑے نظر آئے جنہیں ستر گھیل نے سوتے وقت بدن کو  
 اُتار کر رکھ دیا تھا . تامل نے یہ کپڑے اور اُس کی ٹوپی جو الماری پر رکھی تھی اٹھالی . اور اسی طرح  
 احتیاط سے چلتا پھر اسی کمرہ میں گیا جہاں بلفیب ایلن کی لاش پڑی تھی . اس خوفناک نگارہ  
 کو دیکھنے کی تاب نہ لاکر اس نے اس طرف کو پیٹھ پھیر لی . اور جلد چلایا پناہ پاس اُتار کر وہ کپڑے  
 پہنے لگا جنہیں ستر گھیل کے کمرہ سے لایا تھا . کپڑے اگرچہ بدن پر پوسے نہیں آتے . لیکن  
 فوجی ورہی کی نسبت انہیں پہننا بہر حال زیادہ محفوظ تھا . پھر اسی چھری کی مدد سے جس سے  
 ایلن کو قتل کیا تھا صندوق کھولا . ایک ہی نظر ڈالنے پر معلوم ہو گیا . کہ اس میں بیش قیمت خزانہ  
 موجود ہے . سب برتنوں کو نکال کر اس نے تو یہیں باہر اُٹھا . اور اوپر چھوڑے رنگ کا کاغذ  
 پسٹا لیا . پھر مقتول حسین کے کمرہ کی تلاش مانی . اور زیورات کے علاوہ وہ ستر بونڈ نقد بھی  
 اس کے ہاتھ آئے جن کا ذکر حسرت نصیب عورت نے قصوشی ویر پیشتر کیا تھا . یہ مال لیڈا رڈ

کے لئے ہر لحاظ سے تسلی بخش تھا۔ اس کے علاوہ فکر یہی تھی کہ جلد تر پہل سے نکل جانا چاہیے۔ وہ پہلے اور زیورات کہ جیوں میں بھر کر اس نے بزمن کا پھل نکل میں دیا۔ اور بڑی آہستگی سے جلد زینہ کی راہ سے اترنے لگا۔ گھر میں ہر طرف خاموشی تھی۔ کئی بار وہ رگ کرکان لگا کے سٹھنے لگتا۔ مگر کسی قسم کی آواز اسے سنائی نہیں دی۔ چنانچہ بغیر کسی مزاحمت کے وہ بازار میں پہنچ گیا۔ لیکن جب وہاں پہنچا۔ تو پتھر ان تھا۔ کہ کس طرف کہ جاؤں؟ کیا تو مزیا اختیار کروں؟ اور لندن سے بلا تاخیر نکل جانے کی کوشش کروں؟ یا جب تک اس معاملہ کا چرچا ختم نہ ہو۔ اس شہر میں کسی مقام پر چھپ جاؤں۔ سارے پہلو سوچ کر اسے بہترین صورت یہی نظر آئی۔ کہ انگلستان کو خیر باد کہا جائے۔ پس وہ تیزی سے چلنا ڈور کی شرک پر ہونیا۔

جب دن نکلا۔ اور مسٹر گیمبل کی آنکھ کھلی۔ تو اسے اپنے کمرہ کی چھت پر سرخ رنگ کا ایک گہرا داغ نظر آیا۔ بہت دیر وہ اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اب اس کی معانات بچوں کی طرح ہو گئی تھیں۔ اس داغ کو دیکھ کر سینکڑوں خیالات اس کے ذہن میں پیدا ہونے لگے۔ تبدیلی وہ تہمت خوف زدہ ہو گیا۔ ایک ناقابل بیان ہیبت اس پر طاری ہونے لگی۔ اس نے بڑے زور سے گھنٹی بجائی۔ چند منٹ میں دو نوخاد مائیں جلد جلد کپڑے پہن کر اس کے کمرہ میں پہنچیں۔ اور انہیں یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔ کہ ان کا آقا بڑے غور سے کمرہ کی چھت کو دیکھ رہا ہے۔ انہوں نے بھی اسی طرف کو دیکھنا شروع کیا۔ مگر ان میں سے ایک کانپ کر کہنے لگی۔ یہ تو خون کا داغ ہے۔ پھر وہ دھڑکی ہوئی اور پکی نزل پر گئیں۔ جہاں ایک روح فرسا نظارہ اُن کے دیکھنے میں آیا۔ اُن کی آقائی فرش زمین پر پڑی تھی۔ اور اس کا گلہ ایک کان سے دوسرے تک کلا ہوا تھا۔ فرشی قالین خون سے تر تھا۔ معلوم ہوتا تھا خون چوبی فرش میں سے نکل کر پختی چھت پر بھی موزا ہو گیا۔ یہ حالت دیکھ کر اُن کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلے۔ سادوہ تیزی سے اتر کر مسٹر گیمبل کے کمرہ میں گئیں۔ جہاں انہوں نے بغیر کسی تہمت یا تیاری کے اس خوفناک سانحہ کی خبریں عمر رسیدہ شخص کو پہنچائی۔ مسٹر گیمبل کی فراست کا ٹھکانا ہوا۔ چنانچہ اس خبر کو سن کر غیر معمولی طور پر تیز ہو گیا۔ فہم و ادراک پھر بیدار ہوئے۔ اس نے باوجود اپنی مجذوبیت کے اس خبر کو جو اسے پہنچائی گئی تھی۔ پوری طرح سمجھ لیا۔ اور ایک خوفناک چیخ مار کر وہ بستر سے اٹھا۔ دیواروں کی طرح تیزی سے دوڑتا ہوا وہ اپنی بیوی کی خوابگاہ میں پہنچا۔ اور اس خوفناک نظارہ کو دیکھ کر اس نے دونوں بازو یا لسانہ انداز سے اوپر کو اٹھائے۔ پھر بڑے زور کی آہ کھینچی۔ اور وہیں خون آلودہ

لاش پر گر پڑا خادماؤں میں سے ایک مسٹر پومفرٹ کو اس واقعہ کی اطلاع دینے چلی گئی تھی۔ وہ وہ بین نوکروں کو ساتھ لے کر مکان میں پہنچا۔ آگے دیکھا کہ مسٹر گیمبل اس کی مقتول بیٹی کی لاش پر مردہ پڑا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس کے دل کو آنا بھاری صدمہ پہنچا کہ وہ اس سے جا بزنہ ہو سکا۔ گیمبل کی خادماؤں سے اس نے چند سوالات پوچھے دوران کے جواب میں اُسے جو باتیں معلوم ہوئیں وہ انتہا درجہ خوفناک تھیں۔ ان باتوں سے اُسے معلوم ہوا کہ ایلین کا عرصہ دراز سے ایک نوجوان اور شکیل سپاہی سے ناجائز تعلق تھا۔ تعلق کی رات سے ایک دن پہلے وہ اسے اپنے مکان میں لے آئی تھی۔ پس یقیناً بھی اس فعل کا مرتکب ہوا۔ مزید تحقیقات سے اس خیال کی تصدیق ہو گئی کہ اس کی وردی خرابا جگہ میں ہی ایک طرف پڑی ہوئی پائی گئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسٹر گیمبل کے کپڑے غائب ہیں۔ نقدی زیورات اور چاندی کے برتن بھی نثار تھے۔ مسٹر پومفرٹ پہلے ہی سن چکا تھا کہ لیونارڈ پمپل ڈریگن سپاہیوں میں بھرتی ہو گیا ہے۔ اب اس وردی کو دیکھ کر اُسے یقین ہو گیا کہ یہ فعل اسی کا ہے۔ اس کے علاوہ جب ایلین کے میز کو کھولا تو بعض خطوط ایسے ملے جن سے اس شبہ کی مزید تصدیق ہو گئی۔ چوری اور قتل کی اطلاع حکام پولیس کو دی گئی۔ اور اس تازہ مصیبت سے سخت پریشان اور نڈھال ہو کر مسٹر پومفرٹ اپنے بے رونق مکان کی طرف چلا۔ کہ اس قصہ غم پر تنہائی میں غور کرے جس میں سب سے زیادہ حصہ خود اس کا تھا۔ کیونکہ سارے واقعہ کی تہ میں صرف یہ ایک بات تھی کہ اس نے اپنی خود غرضی پر اپنی بیٹی کی راحت کو قربان کر دیا۔ وہ اس وقت انتہا درجہ مصیبت زدہ تھا۔ آنکھوں سے پریشانی کا اظہار ہوتا تھا۔ اٹھنا تشنجی انداز سے کانپ رہے تھے۔ بیٹی کے المناک انجام اور اپنی مالی تباہی کو دیکھ کر بار بار کے جی میں آتا تھا کہ اب دنیا میں فائدہ رہنا بے کار ہے لیکن معلوم ہوتا ہے اس کے مصائب کا پیمانہ ابھی بے زہ نہیں ہوا تھا۔ عقوڑھی دیر میں اس کا صدر محرر گارٹی برسوار ہو کر آیا۔ اور بے نمائش کرہ میں پتھر پکھنے لگا۔ پولیس کے آدمی آپ کی تلاش میں ہیں۔ کیونکہ ثابت ہو چکا کہ آپ نے بعض مالی معاملات میں لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ اگر ممکن ہو فردا کی تجویز کیجئے۔ پومفرٹ نے محرر کا ماتہ تکلیف دہ گرجوشی کے ساتھ ہلانے ہوئے کہا: میرے دوست تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے بروقت اطلاع دیدی۔ میں ابھی رخصت ہوتا ہوں۔ یہ بھکر وہ لاکھ ٹرانہا ہوا دوسرے کرہ میں چلا گیا۔ کلرک پانچ منٹ اس کی وہی کامنٹر نامہ دیکھ مضمرب ہونے لگا۔ اس منٹ گزر گئے اور پھر بھی اُس کا آقا واپس نہ ہوا۔ تو اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر بڑے

زور سے گھنٹی بجائی کہ کوئی نوکر آئے۔ اور میں اس سے وجہ دریافت کروں۔ عین اس وقت پولیس کے سپاہی مکان میں داخل ہوئے۔ اور چونکہ نوکر نے انہیں بتا دیا تھا۔ کہ مسٹر پومفرٹ گھر میں اٹلے انہوں نے مکان کے مختلف حصوں کی تلاشی لینی شروع کی۔ کلرک بھی بدترین اندیشے دل میں لے کر ان کے ساتھ ہولیا۔ یہ سب مسٹر پومفرٹ کی خواہگاہ میں پہنچے۔ جہاں ایک عجیب نظارہ دکھائی دیا۔ چنانچہ کے ساتھ ایک کھونٹی میں دستی بانڈھی ہوئی تھی جس کا پھندا مسٹر پومفرٹ کے گلے میں تھا اور وہ اس سے ٹک رہا تھا۔ دستی کاٹ کر نئے آٹار اگیا۔ اور ڈاکٹر کی امداد حاصل کی گئی۔ لیکن تمام کوششیں بے سود تھیں۔ کیونکہ وہ اس امداد سے پہلے ہی مر چکا تھا۔

اسی دن کی شام کو ایک شخص مشتبہ حالات میں ڈوور میں پکڑا گیا۔ چونکہ اس زمانہ میں لندن اور سال کنٹ کے درمیان ذریعہ نقلی اور نہ تار کا سلسلہ اس لئے سیمیفورڈ ڈسٹرکٹ کے خوفناک واقعہ کی خبر ابھی تک وہاں نہیں پہنچی تھی۔ لہذا اس شخص پر اس طرح پیدا ہو گیا۔ کہ شخص نہ کوئی نہ بہت سے قیمتی برتن ایک صراف کی وہاں پر برفین فروخت پیش کئے۔ اور اس سے جو سوالات پوچھے گئے۔ وہ ان کا تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ اس پر صراف نے اسے حوالہ پولیس کر دیا۔ اگلے صبح کو قتل اور چوری کی خبر لندن سے ڈوور میں پہنچ گئی۔ اور اخبارات میں اس واقعہ کی جو تفصیل تھی اس کی بنا پر آسانی معلوم کر لیا گیا۔ کہ یہ شخص لیونارڈ مچل وہی ہے جس نے تمام وارداتیں کیں۔ چنانچہ اس پر فوج سے بھاگنے اور قتل اور چوری کے الزام عائد کئے گئے۔ اور اسے مسلح پولیس کے زیر حراست صدر مقام کو بھیجا گیا۔ جہاں بیوکلیٹ کے جیلخانہ میں اس کا قیام ہوا۔ مناسب وقت پر اس کے مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ جیوری نے اسے فیصلہ کن شہادت کی بنا پر مجرم قرار دیا۔ اور جیل کو دستور ہے حکم سنائے سے پیشتر جج نے اس سے پوچھا کہ تم کوئی وجہ بیان کر سکتے ہو کہ کیوں تمہیں انتہائی سزا دی جائے؟ وہ کہنے لگا حضور والا میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ جرائم مجھ سے منسوب کئے گئے ہیں۔ میں ان کے لئے حضور وارہوں۔ اور اگرچہ اب میرا اظہار تاسف بے سود ہے۔ تاہم میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ جو کچھ ہوا۔ اس کے لئے میں سخت ہی پشیمان اور نادم ہوں۔ مافی لاؤ ہر چند کہ میں اس وقت ایک ذلیل و خوار مجرم اور قابل سزا شخص کی حیثیت میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ مگر کسی زمانہ میں میں بھی نیکی کا اتنا ہی پرستار تھا جیسا کہ کوئی انسان ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد جب معائب نے میرے گھر کو نشانہ بنایا۔ اور کسی غنیم کی فوج کی طرح ہر طرف تباہی پھیلا دی۔ پھر بھی میں کسی بُری ترتیب میں نہیں آیا۔ اور

ہمیشہ قادر مطلق کے انصاف اور راستی کا قائل رہا۔ میں اس غرض سے فرج میرا بھرتی ہوا تھا کہ دیانت داری کی روزی کماؤنگا اور اپنی برباد امیدوں اور کھجی ہوئی محبت کے بیج کو سپاہی کی مصروف زندگی میں چھپانے کی کوشش کو ڈنگا۔ عدالت کو معلوم ہے۔ جس قدر شہادتیں میرے خلاف گزریں۔ ان کے دوران میں ہر ایک گواہ نے میرے سوالات پر تسلیم کیا ہے۔ کہ جب مجھے تین سو تازیانہ کی سزا دی گئی۔ اس سے پہلے میں اس درجہ راست شہادت تھا۔ کہ کسی خفیف ترین بے قاعدگی کے لئے مجھے کبھی جہانئ بھی نہیں کی گئی۔ لیکن جب مجھے بلاوجہ یہ اذیت دہ اور ذلت بخش سزا دی گئی۔ بلکہ یوں سمجھے جب تازیانہ کا پہلا وار میری پیٹھ پر ہوا اس وقت سے میری زندگی نے ایک بالکل نئی صورت اختیار کر لی۔ خون کے ہر قطرہ کے ساتھ میری پیٹھ سے ہاٹکی اور راست شکاری کا ایک ایک ہول میرے دل سے نابود ہوتا گیا۔ مانی لاڈ اور اسی سزا سے تازیانہ نے مجھے شراب کا خوگر بنایا اور اسی نے انجام سے بے خبر۔ درد نگو۔ عیاش۔ کینہ اور انتہا درجہ ذلیل کیا۔ اسی نے بے دل کو اس قدر پتھر کیا کہ اس میں رحم۔ عزت یا شرافت کا ذرا سا احساس ہی باقی نہیں رہا۔ سچ پوچھے تو اس سزا تازیانہ نے ہی مجھے قائل بنایا ہے۔ اور یوں حاضرین کو اختیار ہے کہ وہ مجھے لغزت کی لٹ سے دیکھیں یا محاکات سے۔ بہر حال سب سے زیادہ میں رحم کا مستحق ہوں۔ تازیانہ ایک نہایت ظالمانہ سزا ہے جس کی منظوری ایک ظالمانہ قانون نے دے رکھی ہے۔ یہی جانتا ہوں اس سزا نے ہی میرے اندر ظلم پسندی کا عنصر داخل کیا۔ اور یہ اس لیے رحمانہ اور حشیمانہ سزا کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ میں جو کسی زمانہ میں رحمدل تھا۔ ظالم۔ جاہل اور قائل بنا۔ اور اب میں اس عدالت کے دو برو ایک ایسی بات ظاہر کرنا چاہتا ہوں جس کے متعلق لوگوں کو عرصہ سے شبہ تھا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اُسے بالکل ہی صاف کر دوں۔ میں جانتا ہوں کہ اس جرم کے عرصہ جو ٹھہر ثابت پایا گیا ہے۔ مجھے ضرور سزائے موت دی جائیگی پھر کیا ضرورت کہ میں ایک اور جرم کے درجہ کو جس کا آڈنگ اب میں نے ایک سال پیشتر کیا تھا لہتہ دل پر لے کر مروں۔ عدالت کو یاد ہوگا۔ کہ مائیڈ پارک کی فوجی قوہ میں ایک نوجوان افسر کسی نامعلوم شخص کی گولی سے ہلاک ہوا تھا۔ مانی لاڈ وہ نامعلوم شخص میں ہی تھا۔ میں نے ہی اُسے قتل کیا تھا۔ اس لئے کہ اس نے مجھ پر ایک جھوٹا الزام لگا دیا۔ مجھ پر بے جا سختی کی۔ اور مجھے سزا دلانے کے لئے انتہا درجہ درد نگوئی سے کام لیا۔ مجھ نے اس سے بدلہ لینا تھا۔ وہ لے لیا۔

جس وقت لیونا روئے یہ آخری الفاظ استقلال کے ہیں جس کے بعد اس کے دلوں میں خوف کی لہر پیدا ہو گئی۔ اب تک عدالت میں کامل خاموشی تھی سب ہر طرف اس کے بیان پر رائے زنی ہونے سے ایک قسم کی گونج سی پیدا ہو گئی۔ لیکن بد نصیب نوجوان اب بھی ملازموں کے کٹہروں میں بالکل سیدھا استوار اور پوری طرح مستقل مزاج کھڑا تھا نہ آنکھوں سے خوف کا اظہار ہوا۔ نہ کوئی عضو کانپا۔ ہر چند کہ وہ بعض نہایت خوفناک جرائم کا مرتکب ہو چکا تھا۔ تاہم عدالت کے بہت لوگوں نے اس کی موجودہ حالت کو قابلِ رحم سمجھا۔ و حقیقت انسان کے دل کا عجیب حال ہے کہ جنہیں وہ ایک لمحہ پیشتر گردن زدنی خیال کرتا ہے۔ اپنی گرفتار دیر بعد رحم کا مستحق سمجھنے لگتا ہے۔ نیز جج نے کالی ٹوپی سر پر ادرسی اور نئے موت کا حیاتِ حکم سنوئی الفاظ میں سنا دیا۔ اس کے ساتھ ہی مجرم سے کہا۔ کہ تمہارے لئے کسی رحم کی گنجائش نہیں۔ لیکن جج کے لئے یہ کہنا بے سود تھا۔ کیونکہ مجرم پہلے ہی سمجھ چکا تھا میرا انجام کیا ہو گا۔ بٹھے استقلال کے ساتھ وہ کٹہرے سے اتر کر پانچوں کی حراست میں چلیا۔ نہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس کے دس دن بعد جب اُسے پھانسی پڑھایا گیا۔ تو اس وقت بھی اس کی طرف سے ویسے ہی زبردست استقلال کا اظہار ہوا۔ ہزاروں تماشائی اُسے پھانسی پر لٹکتے دیکھنے کو جمع ہوئے۔ اور ہر شخص یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ اس نے وہ آخر تک ذرا سی کمزوری کا اظہار بھی نہیں کیا۔

اس وقت سے سٹیمفورڈ سٹریٹ کے تینوں مکانات بند پڑے ہیں۔ سائزٹ زمانہ ان کو منہدم کر رہے ہیں۔ مگر کئی ان کا خبر گیران نہیں۔ تینوں اس لئے مسموم سمجھے جاتے ہیں کہ ایک میں مشر جمل نے دفعتاً جان دی۔ دوسرے میں مشر پومرٹ دیوار سے لٹک کر مر ا۔ اور تیسرے میں الین کو وحشیانہ طریق پر قتل کیا گیا۔ رشاد قدرت کو یہی منظور تھا۔ کہ یہ مکانات خوف اور جرم کا مرکز نہیں۔ جلدی ہی اس میں کئے بہنے والوں ہیں۔ یہ افواہ مشہور ہوئی۔ کہ ان میں بھوت رہتا ہے۔ بہت لوگوں نے بیان کیا کہ مقتول الین کی روح سپید کفن ادرسی اس مکان کے عقبی صحن میں راتوں کو پھرتی دیکھی گئی ہے جس میں اُسے قتل کیا گیا تھا۔ یہی سنتے میں آیا ہے۔ کہ سیرل اس رات کو جب اُسے قتل کیا گیا۔ وہ ان تینوں مکانات میں پھرتی ہے اور اس کے منہ سے کہنے کی دردناک آواز سننی دیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک یہ مکانات قائم ہیں اور جب تک لوگوں کو یہ بات یاد ہے کہ ان میں خوفناک جرائم کا ارتکاب ہوا۔ اس وقت تک یہ وہم قائم رہیگا۔ یہی باعث ہے کہ ان مکانات کی بدنامی آج تک قائم ہے۔ اور لوگ یہی کہتے ہیں کہ ان میں بھوت رہتا ہے۔

سلسلہ ثانی کی اکیسویں جلد ختم ہوئی

# ڈاکٹر برین کی بنائی ہوئی

۱۹۲۱ء کی کافوری جنٹری نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے۔ اور بلا قیمت و محصول ڈاک قدر دانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھ کر بھیج دیجئے۔ جنٹری بوہسی ڈاک آپ کی خدمت میں روانہ کر دی جائے گی۔

## تفصیل ادویات مع قیمت

قیمت	نام دوا	قیمت	نام دوا	قیمت	نام دوا
۱۸	امراض دندان	۱۲	زخرو دھونے کی ٹمبیک	۱۶	عرق کافور
۱۱/۲	ہیپرینٹ کاسٹ	۱۱	مقوی گولیاں	۱۷	دوس کی دوا
۱۲	روغن ہیپرینٹ	۱۰	پرانے طیر یا بخار کی گولیاں	۱۸	بخار کی دوا (کھلاں)
۱۱۲	روغن ریٹڈی	۱۱	بہنسی و بدبھنی کے دست	۱۰	بخار کی دوا (خوردا)
۱۱۲	روغن صندل	۱۱۴	کونین کی ٹمبیک	۱۱	پرانہ سوزاک
۱۸	روغن اجمن	۱۱۲	دوسر کی دوا	۱۱	گرمی آتشک
۱۱۲	روغن سوٹھ یا ادرک	۱۹	جلاب کی گولیاں	۱۱	کولا ٹانگ
۱۱۲	روغن درجینی	۱۱	طاعون کی گولیاں (رٹی ٹیہ)	۱۷	کیگھ کے کھانے کی دوا
۱۸	روغن ٹونک	۱۱۲	" " (چھوٹی ڈبیہ)	۱۶	" لگانے کی دوا
۱۶	روغن لیو	۱۱	سال	۱۰	گیگھہ کامریم
۱۱۲	روغن الاچی	۱۱	سینی لائن	۱۱	بین ہیلہ
۱۱۲	لیونڈر	۱۱۲	عرق پودینہ	۱۱	کھانسی کی دوا (رٹی)
۱۱	ٹونک کا بکس	۱۸	کلوروڈائن (دجن صہر)	۱۰	" " (چھوٹی)
۱۱	ٹھرا میٹر انگریزی	۱۷	لال شربت	۱۶	کان بہنے کی دوا
۱۱	" "	۱۱۲	خارشٹ گھجلی کی دوا	۱۶	داد کا مرہم
۱۶	روغن سونف	۱۱	امراض ستورات کی دوا	۱۸	زخم کامریم

المشہر ڈاکٹر برین کے برین پوسٹ بکس نمبر ۵۵۵۔ کلکتہ

# (۲) دوبائیں

یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے سے آپ بیماری کلیف تشویش سے بچ سکتے ہیں۔  
اول: امرت دھارا تقریباً ان نکل امراض کا جو عام طور پر گھروں میں بوڑھوں، بچوں، جوانوں یا عورتوں کو بلکہ مال مویشی کو ہوتی ہیں جکی علاج ہے۔ اور استعمال کرنے والوں سے

## ۲۳ ہزار

کی یہ رائے ہے کہ امرت دھارا ہر وقت اپنے پاس رکھنی چاہیے۔ امرت دھارا کی مشہوری دیکھ کر لوگوں نے جو نقلیں شروع کر دی ہیں۔ وہ سخت امراض میں دھوا کا دیتی ہیں۔ ہمیشہ صل کو خرید کر پاس رکھنا چاہیے۔ مفصل حالات کہو اسلے رسالہ امرت مفت منگوئیں۔

قیمت دو روپے آٹھ آنے (دو روپے) نمونہ صرف آٹھ آنے (۱۸)

دوم: امرت دھارا کے موجد کو بی و نو و بیڈ بھوشن بنڈت ٹھاکر روت ستر اوید تین طبی اجناس کے ایڈیٹر اور تین دجن کے قریب مفید عام کتب کے مصنف ہیں۔ اور آپ کی زیر نگرانی شمالی ہندوستان کا سب سے بڑا اور سہ ماہیہ جس کی عمارت پر ۲ لاکھ روپے خرچ آیا ہے۔ چل رہا ہے۔ امرت دھارا کے علاوہ ۴ سو کے قریب دیگر ادویات تیار رہتی ہیں۔ آپ مریضوں کا نہایت غور سے علاج کرتے ہیں۔ جہاں جس دوائی کی ضرورت ہو بھیجی جاتی ہے۔ آپ حنفیہ امراض مردان و زنان کے کبھی خاص علاج ہیں۔ اور ہزاروں انسان خط و کتابت کے ذریعے سے علاج کر کے پھر سے نئی قوت حاصل کر چکے ہیں۔ نمونہ طبی اخبارات دیش اپکارک و دیدارن جنرل طبی کتب۔ فہرست ادویات کارخانہ اور رسالہ امراض مخصوصہ مردان ایک آنے کا ٹکٹ برائے محمولہ آگ آنے پر مفت بھیجے جاتے ہیں۔

المشہور: مینجر کارخانہ امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا  
بلد گس امرت دھارا سکر امرت دھارا اداکانہ نمبر ۳۹۔ لاہور







